

عنان سیز

زاراں

مکھل ناول

منظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز پاک گیٹ
متاثن

کیپٹن شکیل نے کار ہوٹل سرناج کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور
پھر وہ اُسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ پارکنگ بوائے نے اُسے سلام کیا اور
پھر کار کو پارک کرنے میں کیپٹن شکیل کی مدد کی۔ کیپٹن شکیل چونکہ ہوٹل سرناج
میں ہی کھانا کھا آتھا اس لئے روزانہ دو بار یہاں آتھے کی وجہ سے ہوٹل
کا سدا عملہ اس سے بخوبی واقع تھا۔ کار پارک کرنے کے بعد کیپٹن شکیل
نیچے اُڑا اور اس نے نہ صرف پارکنگ بوائے کا باقاعدہ شکریہ ادا کیا بلکہ
پاسچ روپے کا ایک نوٹ بھی اُسے ٹپ میں دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھا
ہوٹل کے میں گیٹ کی طرف بڑھا گیا۔ وہ پھر کا وقت تھا اور اُسے بھوک
بھی خاصی لگی ہوئی تھی۔

ہال میں خاص ارش تھا۔ ہوٹل سرناج اپنے لذیذ اور صاف سحرے
کھاؤں کی وجہ سے پورے دار الحکومت میں مشہور تھا۔ ہی وجہ تھی کہ باہر سے
کھانا کھانے والے افراد کھانے کے لئے حتی الوضع ہوٹل سرناج کو سی تریجی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے دیڑ کو برتن لے چلنے اور چلتے لے آئے کے لئے کہا اور خود اپنے
وہ بیس پر باختہ دھونے چلا گیا۔ جب وہ باختہ دھوکر والپس آیا تو میز
صاف ہو چکی تھی۔

”محبے عامر سہیل کہتے ہیں۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوتے اپنا
تعارف کرایا۔

”میرا نام شیکل ہے۔“ کیپٹن شیکل نے روپال سے باختہ صاف
کرتے ہوتے مسکرا کر جواب دیا۔

”پارکنگ میں کھڑی بلیوڈ اسٹن آپ کی ہے۔“ عامر نے کہا تو
کیپٹن شیکل بے اختیار چونک پڑا۔

”ہاں! — آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اور آپ کو کیسے پتہ چلا کہ بلیو
ڈ اسٹن میری ہے۔“ کیپٹن شیکل نے ہونٹ بھنچتے ہوتے کہا۔
اس کے ذہن میں اب شکوک کے ساتے پڑنے لگ گئے تھے کہ اس
نوجوان کی آمد خالی از علت نہیں ہے۔

”میں نے پارکنگ بولتے سے پوچھا تھا۔ وہ آپ کا نام تو نہ جانتا تھا
لیکن اس نے آپ کا لباس اور حلیہ تفصیل سے بتا دیا تھا۔“
عامر نے مسکراتے ہوتے جواب دیا۔

”آپ فرما کر بات کریں۔ آپ نے کیوں پوچھا۔ وجہ۔“
کیپٹن شیکل کا لہجہ اس بار خاصا سخت تھا۔ لیکن عامر نے کوئی جواب نہ
دیا کیونکہ دیڑ چلتے کے برتن لگانے لگ گیا تھا۔ دیڑ کے جلنے کے بعد
عامر نے چلتے کے دو کپ بنائے اور ایک کپ کیپٹن شیکل کے سامنے
رکھ کر دوسرا اس نے اپنے سامنے رکھ لیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

دیستھے۔ کیپٹن شیکل ایک کونے میں موجود اپنی مخصوص میز کی طرف
بڑھتا گیا۔ میز پر انکہ خاصی کونے میں بھی اس لئے وہ اکثر اُسے خالی ہی طبقی
بھی اور اب بھی خالی ہی تھی۔ کیپٹن شیکل کے کرسی پر بیٹھتے ہی دیڑ
تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے کیپٹن شیکل کو سلام کرنے کے
بعد بڑے ادب سے باختہ میں پکڑا ہوا میساوس کے سامنے رکھ دیا۔ کیپٹن
شیکل نے مینو دیکھ کر اس پر نشانات لگاتے اور مینو والپس دیڑ کو دی
دیا۔ تھوڑی دیر بعد میز پر کھانا لگادیا گیا۔ اس دوران کیپٹن شیکل ساتھ
ہی دیوار پر لگے ہوتے بیس سے باختہ دھوچ کھاتا اس لئے کھاندے گئے
ہی وہ اطمینان سے کھانا کھلنے میں مصروف ہو گیا۔

”کہا آپ محبے یہاں بیٹھنے کی اجازت دیں گے؟“ ہ اچانک
کیپٹن شیکل کے کافلوں میں ایک مہذب آواز سنائی دی اور کیپٹن شیکل
نے چونک کر اس طرف دیکھا۔ یہ ایک نوجوان تھا جس کے جسم پر عام سا
لباس تھا۔ چہرے مہرے سے وہ خاصا مہذب اور شرف لگ رہا تھا۔
”تشریف رکھتے ہاں کھانا کھائیں گے آپ۔“ ہ کیپٹن شیکل
گو عام طور پر کھانا کھاتے ہوئے کسی کی مداخلت نپسند نہ کرتا تھا، لیکن
نوجوان کے چہرے پر مہذب پن اور شرافت دیکھ کر اس نے اُسے نہ صرف
بیٹھنے کی اجازت دے دی بلکہ کھانے کی دعوت بھی دے دی۔

”جی شکریہ ب۔ فی الحال مجھے بھوک نہیں ہے۔ آپ کھانا
کھالیں۔ پھر اکٹھے چلتے پیس گے۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے
کہا اور کیپٹن شیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایک بار پھر کھانے میں
مصطفیٰ ہو گیا جب کہ وہ نوجوان خاموش بیٹھا رہا۔ کھانا ختم کئے کیپٹن شیکل

چونکہ آپ کے نام کے ساتھ دل دیت احسن علی لکھی ہوئی تھی۔ اس لئے میں چونکا تھا کیونکہ میرے دادا کا نام جبی احسن علی ہی ہے۔
نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”حسن علی کوئی ایسا نام تو نہیں ہے کہ جو کوئی خاص انفرادیت رکھتا
ہو۔ عام سانام ہے یہ۔“ کیپن شیکل ظاہر ہے نوجوان کی اس
بات ہے کیسے مطمئن ہو سکتا تھا۔
”واقعی عام سانام ہے لیکن شیکل احمد ولد احسن علی میرے لئے عام
بات نہیں ہو سکتی۔“ میرے والد کا نام عصیل احمد ولد احسن علی ہے۔
عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیپن شیکل نے بے اختیار ایک
ٹوپی سالنی لیا۔

”اوہ!— میں سمجھ گیا۔ تو اس لئے آپ کو غلط فہمی ہوتی ہے،
عصیل احمد میرے بڑے بھائی صاحب کا نام ہنرو رہتا۔ لیکن انہوں نے
تو شادی سی نہ کی تھی اور وہ کافی عرصہ پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اس
لئے معاف کیجیے گا آپ کی تلاش بے سود ثابت ہوتی۔“ میں
آپ کا انکلی نہیں ہوں۔“ کیپن شیکل نے جواب دیتے ہوئے
کہا اور عامر بے اختیار نہیں پڑا۔

”آپ کے بھائی کا انتقال گریٹ لینڈ میں ہی ہوا تھا نا۔“
عامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں!— وہ وہاں سفارت خانے میں ملٹری آشی تھے۔“
کیپن شیکل نے جواب دیا۔
”یہ دیکھتے یہ تصویر آپ کے بھائی صاحب کی ہے۔“ عامر نے

”میں اس محکمے میں ملازم ہوں جہاں کاریں رجسٹرڈ کی جاتی ہیں اور
ایک بار ایک رجسٹر کی پڑائی کرتے ہوئے آپ کا نام میرے سامنے آیا تو
میں چونک پڑا۔“ میں نے کار کا نمبر اور اس رجسٹر پر دیا ہوا آپ
کا پستہ نوٹ کیا۔ لیکن اس پتے پر معلوم کیا تو پستہ چلا کہ آپ اس فیٹ
کو کافی عرصہ پہلے چھڑ چکے ہیں اور وہاں کسی کو بھی آپ کی نئی رہائش کا ہے
کا علم نہ تھا۔ چنانچہ آپ کو تلاش کرنے کے لئے میرے پاس
صرف ایک ہی لکھوڑہ گیا تھا وہ تھا کار کا نمبر۔ لیکن میں اتفاقی ہے
کہ کافی تلاش کے باوجود اس نمبر کی کار نہیں کہیں نظر نہ آئی اور آج اتفاق
سے پہلے لگنڈ میں بیسوٹھن کھڑی نظر آئی تو میں نے پارکنگ بولائے سے
پوچھا اور یہاں چلا آیا۔ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں آپ نے کار فروخت نہ کر
دی ہو کیونکہ اکثر لوگ کار خریدنے کے بعد محلہ رجسٹریشن میں اسے پانے
نام نہیں کر دلتے۔ لیکن جب آپ نے تعارف میں اپنا نام شیکل بتایا
تو مجھے بے حد مسترت ہوئی کہ میں اپنی تلاش میں کامیاب ہو گیا ہوں۔
عامر نے چلتے کی چیکیاں لیںے کے ساتھ ساتھ تفصیل بتانی شروع کر
دی لیکن جیسے جیسے وہ تفصیل بتاتا گیا کیپن شیکل کی آنکھوں میں
الجھن کے تاثرات نمایاں ہوتے گئے۔

”لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آخر آپ میرا نام پڑھ کر کیوں چونکے
اور مجھے کیوں تلاش کر رہے ہیں؟“ کیپن شیکل کا لمحہ اس

بار خاص سرد تھا اور نوجوان مسکرا دیا۔ ”واقعی آپ کو الجھن ہوئی چاہیئے
تھی۔ بہر حال میرا مقصد خدا نخواستہ آپ کوئی تخلیف دینا نہ تھا۔ وہاں

جب سے بٹوہ نکال کر اسے کھول کر اس کی سائیڈ پر لگے ہونے
فٹو کو کیپن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوتے کہا اور کیپن شکیل وہ
فٹو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا — واقعی فٹو اس کے بڑے
بھائی عقیل احمد کا ہی تھا۔

یہ تو واقعی بھائی صاحب کی ہی تصویر ہے — آپ کو
کہاں سے ملی ” — ہے کیپن شکیل نے حیرت بھرے ہجھے میں کہا
اور عامر نے سکراتے ہوتے اس تصویر کے نیچے سے دو اور تصویریں
باہر ہنچیں اور کیپن شکیل کے سامنے رکھ دیں۔
یہ تصویر دیکھئے۔ یہ بھی آپ کے بھائی صاحب کی ہے۔ ولیے
یہ بنا دوں کہ ان کے ساتھ موجود خالون میری والدہ ہیں جہاں آ رہیں۔

”اوہ! — واقعی یہ تصویر بھی بھائی صاحب کی ہے لیکن“ —
کیپن شکیل کی آنکھوں میں اب الجن کے ساتھ ساتھ انتہائی حیرت
بھی موجود تھی۔

”آپ میرے حقیقی انگلی میں — آپ میرے ساتھ میرے گھر تشریف
لے چلیں تو وماں میں آپ کو گریٹ لینڈ کی طرف سے سرکاری طور
پر تصدیق شدہ والدہ اور والد کا نکاح نامہ بھی دکھاسکا ہوں —
گریٹ لینڈ کے قانون کے مطابق اس نکاح نامے پر والد اور والدہ
کے تصریق شدہ فٹو بھی چسپاں ہیں اور شادی کے دوسرے فٹو بھی

موجود ہیں — عامر نے جواب دیتے ہوتے کہا
”میں تو بھی بتایا گیا تھا کہ انہوں نے کوئی شادی

ہنس کی۔ جب بھائی صاحب کی میت یعنی میرے والد صاحب گریٹ لینڈ
گئے تھے اس وقت آپ کی والدہ کہاں تھی اور یہ شادی کیسے چھپی رہ سکتی
ہے ” — ہے کیپن شکیل کے ہیچھے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”جب میرے والد صاحب کا انتقال ہوا تو میری عمر صرف چند ماہ تھی
والد نے مجھے بتایا ہے کہ والد صاحب نے یہ شادی اپنے خاندان سے
اہمیت سے ملی ” — ہے کیپن شکیل نے حیرت بھرے ہجھے میں کہا
اور عامر نے سکراتے ہوتے اس تصویر کے نیچے سے دو اور تصویریں
باہر ہنچیں اور کیپن شکیل کے سامنے رکھ دیں۔
”یہ تصویر دیکھئے۔ یہ بھی آپ کے بھائی صاحب کی ہے۔ ولیے
یہ بنا دوں کہ ان کے ساتھ موجود خالون میری والدہ ہیں جہاں آ رہیں۔“
عامر نے سکراتے ہوتے کہا۔

”اوہ! — واقعی یہ تصویر بھی بھائی صاحب کی ہے لیکن“ —
کیپن شکیل کی آنکھوں میں اب الجن کے ساتھ ساتھ انتہائی حیرت
بھی موجود تھی۔

آپ میرے حقیقی انگلی میں — آپ میرے ساتھ میرے گھر تشریف
لے چلیں تو وماں میں آپ کو گریٹ لینڈ کی طرف سے سرکاری طور
پر تصدیق شدہ والدہ اور والد کا نکاح نامہ بھی دکھاسکا ہوں —
گریٹ لینڈ کے قانون کے مطابق اس نکاح نامے پر والد اور والدہ
کے تصریق شدہ فٹو بھی چسپاں ہیں اور شادی کے دوسرے فٹو بھی
 موجود ہیں — عامر نے جواب دیتے ہوتے کہا
”میں تو بھی بتایا گیا تھا کہ انہوں نے کوئی شادی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

روکی بھیں چنانچہ والد صاحب نے میرے نام کو شادی کے لئے کہا اور اپنے حالات بھی بتا دیتے چنانچہ نام بھی نے باقاعدہ شادی کر دی اور اُسے باقاعدہ جسٹرڈ کرایا۔ اس قبیلے کے سارے لوگ اس شادی میں شرکیں ہوتے — میرے والد کا کہنا تھا کہ وہ والپس پاکیشیا جا کر پہلے اپنے والد لیعنی میرے داؤ اصحاب کو منایں گے پھر اس شادی کا اعلان کریں گے لیکن قدرت نے انہیں مہلت ہی نہ دی اور وہ شادی کے ڈیڑھ سال بعد وفات پا گئے۔ والدہ کو اطلاع تقریباً دو ہفتے بعد ہوئی جس دو یوک اینڈ پر والد صاحب مسلسل گھر آتے تو انہوں نے سفارت خانے فون کیا تھا تو والد کے پہتہ چلا کر وہ ایکیڈنٹ میں وفات پا گئے ہیں اور ان کی میت ان کے والد آکر پاکیشیا لے گئے ہیں۔ والدہ روپیٹ کر خاموش ہو گئیں ظاہر ہے پاکیشیا جانے کا کوئی فائدہ نہ تھا لیکن وکدہ داؤ صاحب انہیں قبول نہ کرتے۔ لیکن والدہ نے پھر شادی نہ کی اور میری پرورش کرتی رہیں۔ اس کے بعد نام بھی بھی وفات پا گئے تو والدہ مجھے لے کر پاکیشیا آگئیں۔ میں نے بڑے ہو کر والد صاحب کی فاتی ڈائری جو انہوں نے والدہ کے پاس رکھی ہوئی تھی اور یوک اینڈ پر آکر بیان ہی لکھتے تھے، پڑھی تو اس میں انہوں نے اپنے والد کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ سا بھتہ اپنے چھوٹے بھائی کا بھی ذکر کیا لیکن کوئی تفصیلات وغیرہ نہ لکھی ہوئی بھیں اس لئے میں باوجود چاہنے کے آپ کو تلاش نہ سکتا۔ اس کے بعد جب اچانک جسٹر میں آپ کا نام اور ولادت میں دادا بھی کا نام دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ آپ بھی میرے حقیقی انکل ہیں۔ — عامر نے تفصیل سے سارے حالات بتاتے ہوتے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”ٹھیک ہے — تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ کسی حد تک قابل قبول ہو سکتا ہے۔ لیکن اب تم کیا چاہتے ہو؟“ — کیپن شیکل نے سرد بیجے میں پڑھا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا تھا کہ یہ نوجوان ہو سکتا ہے کسی خاص غرض کے لئے اس کے گرد کوئی جاں تیار کر رہا ہو۔ ”سوری انکل! — بس آپ سے ملاقات ہو گئی تھی کافی ہے۔ دیسے آپ کے اس سرد مہراثہ پہنچنے مجھے دلی تکلیف پہنچاتی ہے۔ یہ میرا کارڈ ہے۔ کبھی آپ کے دل میں اپنے بھتیجے کی یاد آتے تو فون کر دیجئے میں چونکہ بچپن سے باپ کی محبت اور شفقت سے مخدوم رہا ہوں اس لئے میرے دل میں ایک بہت بڑا خلاہ ہے اور اس خلاکو پڑ کرنے کے لئے میں آپ کو تلاش کرتا رہا۔ لیکن — بہر حال ٹھیک ہے۔ خدا حافظ۔“ نوجوان نے قدر سے گلوگیر لیجئے میں کہا اور ایک کارڈ کیپن شیکل کے سامنے رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھانا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کیپن شیکل خاموش بیٹھا اُسے جلتے ہوئے دیکھا رہا۔ اس کے ہونٹ بھیختے ہوتے تھے۔ عامر کے جلنے کے بعد اس نے ایک ٹلویں سان لیا اور پھر کارڈ اٹھا کر دیکھنے لگا۔ اس میں عامر کے دفتر کے پہتے کے ساتھ ساتھ اس کے گھر کا پہتہ بھی درج تھا۔

”میں پوری انکوارٹی کروں گا — میری موجودی سے عامر“ — کیپن شیکل نے بڑا بڑا تھے ہوتے کہا اور کارڈ جیب میں رکھ کر اس لے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ایش ٹرے کے نیچے رکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کارڈ کو مخصوص گیراج میں بند کر کے جب وہ اپنے فلیٹ کی طرف بڑھنے

کیپن شکیل نے جیب سے وہی کارڈ جو اُسے ہوٹل میں عامر سہیل نے دیا تھا انکا لکر صفرد کے سامنے رکھتے ہوتے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہوٹل میں کھانا کھانے، عامر سہیل کے اس کی میز تک آنے اور اس سے ہونے والی تمام گفتگو دہرا دی۔

”کھانا تو قابل قبول ہے۔ اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔۔۔ پھر اس کے پاس فوٹو بھی ہیں اور بقول اس کے دستاویزی ثبوت بھی ہے۔۔۔ یہ تباہ کیا اس کی شکل میں متین اپنے بھائی کی جھلک دکھانی دی ہے۔۔۔ صفرد نے کہا۔

”یہی دیکھنے کی میں بھی خواہش رکھتا تھا۔ اگر مجھے بھائی صاحب مر جوم کی شکل کی جھلک اس کے چہرے میں نظر آ جاتی تو شاید میں وہیں ہوٹل میں ہی اُسے گلے لگایتا۔۔۔ لیکن ایسی کوئی بات نہ تھی۔۔۔ کیپن شکیل نے جواب دیا۔

”پہلی بات تو یہ سچنے کی ہے کہ کیا اس کی متین تلاش کرنے کا مقصد صرف بقول اس کے باپ کی محنت کا خلا پور کرنا تھا۔۔۔ یا اس کے پیچھے کوئی اور سلسلہ ہے۔۔۔ کہیں جائیداد کا چکر نہ ہو۔۔۔ صفرد نے کہا۔

”نہیں۔ جائیداد کا کوئی سلسلہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جائیداد نام کی کوئی چیز شروع سے ہی بمارے پاس نہیں ملتی اور نہ ہی والد مر جوم، صاحب جائیداد ہونا پسند کرتے ہیں۔ ان کے نظریے کے مطابق جائیداد پر لشائیاں اور دشمنیاں پیدا کرنی ہے اس لئے وہ صرف نقد رقم بچانے کے قابل تھے۔۔۔ انہوں نے ہم دونوں بھائیوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لگا تو وہ بے اختیار چونکہ پڑا۔ کیونکہ اسی لمبے آس نے صفرد کی کار کو عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑتے ہوتے دیکھا۔ ظاہر ہے صفرد اس سے ملنے آ رہا تھا چنانچہ وہ رُک گیا۔

”کھانا کھا کر آ رہے ہو گے۔۔۔ صفرد نے کار ایک سائیڈ پر پار کر کے اس کی طرف بڑھتے ہوتے مسکرا کر کہا۔۔۔

”ہاں ا۔۔۔ تم نے کھانا ہو تو دوبارہ چلے چلتے ہیں۔۔۔ کیپن شکیل نے مسکراتے ہوتے کہا۔

”اُرے نہیں۔۔۔ میں نے تو کافی دیر پہلے کھانا کھایا تھا۔ البتہ چاٹے ضرور پہنچوں گا اور اسی لئے آیا ہوں۔۔۔ صفرد نے سنتے ہوتے کہا اور وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر فلیٹ میں پہنچ گئے۔ کیپن شکیل چلتے خود بناتا تھا چنانچہ اس نے دو کپ چلتے تیار کی اور ایک کپ صفرد کے سامنے رکھ کر وہ خود بھی دوسرا کپ لے کر بیٹھ گیا۔

”کیا بات ہے کیپن شکیل ا۔۔۔ تم کچھ آتیجے آ لجھ سے لگ رہے ہو۔۔۔ صفرد نے چلتے کی چسکی لیتے ہوتے کہا اور کیپن شکیل مسکرا دیا۔

”ایک بھتیجا پیدا ہو گیا ہے اس لئے آ لجھ گیا ہوں۔۔۔ کیپن شکیل کیا مطلب ہے۔۔۔ بھتیجا پیدا ہو گیا ہے۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔۔۔ صفرد نے چیرت بھرے لیجھے میں کہا۔

”میں بھی نہیں سمجھا۔ اسی لئے تو ذہنی طور پر لجھ گیا ہوں۔۔۔ یہ دلخیو کارڈ۔۔۔ ان صاحب کا دعویٰ ہے کہ یہ میرے حقیقی تجسسے ہیں۔۔۔

اور خود شادی عمر کرتے کے مکان میں رہے۔ جب بڑے بھائی صاحب
قتد ہوتے تو اس کے کچھ دنوں بعد والدہ بھی وفات پا گئیں اور پھر
والد بھی — میں ان دنوں پڑھاتا تھا اور ہوشیں میں رہتا تھا اس
لئے وہیں رہا۔ ہم کوئی نہیں سمجھتے اور باقی رشته داروں سے ولیسے بھی
والد صاحب کی نہ سمجھتے۔ وہ اپنے نظریات کے شدت سے قائل تھے۔
اس لئے مسلکہ ختم — میں وہیں ہوشیں میں رہا۔ تعلیم ختم کرنے
کے بعد فوج جو اس کر لی اور وہاں سے یہاں سیکرٹ سروس — کیپٹن

شیکل نے تفصیل بتاتے ہوتے کہا۔
”ہو سکتا ہے اس عامر سہیل کا خیال ہو کہ اس کے دادا کی کوئی وسیع

جا یہیدا ہو گی“ — صدقہ نے کہا۔

بڑے بھائی صاحب اس معاملے میں بالکل والد صاحب
جیسا نظریہ رکھتے تھے اس لئے لازماً انہوں نے اگر واقعی شادی کی ہو گی
تو اپنی بیوی اور اس کے والد کو سب کچھ کھل کر بتایا ہو گا وہ ایسے
ہی آدمی تھے — اور یہ بات بھی درست ہے کہ ان کی یہ شادی
قطعی والد صاحب اور والدہ صاحبہ کو پسند نہ آتی اور اگر انہیں بھائی
صاحب کی شادی کا علم ہو جاتا تو شاید وہ ساری عمر کے لئے اس کی
شکل تک دیکھنے کے بھی روادار نہ ہوتے۔ وہ ایسے ہی گز نیخیالات کے
لوگ تھے — کیپٹن شیکل نے تفصیل بتاتے ہوتے کہا اور صدقہ نے
مرہلا دیا۔

”میں معلوم کرتا ہوں۔ اس کارڈ میں رہائشی فون نمبر بھی درج ہے۔
صدقہ نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر شیکل فون کا رسیور اٹھایا اور کارڈ پر لکھے ہوئے

نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”یہ — عامر سہیل بول رہا ہوں“ — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
نوجوان آواز سنائی دی۔

”سباک ہو عامر سہیل صاحب! — شیکل صاحب واقعی وسیع خاندان
جا یہدا کے مالک ہیں — آپ نے خوب ہی تو فت بنایا ہے انہیں —
لیکن ایک بات بتا دوں کہ میرا حصہ دیتے بغیر آپ اپنے مقصد میں کامیاب
نہ ہو سکیں گے“ — صدقہ نے آواز بدلتے ہوتے کہا۔

آپ کون صاحب بول رہے ہیں“ — ؟ دوسری طرف سے
عامر سہیل کے بیچے میں جیرت سمجھی۔

”مجھے فی الحال آپ خدائی فوجدار ہی سمجھ لیں — میں شیکل صاحب
کو اچھی طرح جانتا ہوں اور تعالیٰ سے آپ کے ساتھ والی میز پر میں بھی
کھانا کھانا تھا اس لئے میں نے آپ دونوں کے درمیان ہونے والی
ساری گفتگو سن لی ہی اور پھر میں آپ کے پیچھے آپ کے گھر تک بھی آیا۔
کیونکہ میرا تو دھنہ ہی ہی ہے — ویسے ایک بات ہے آپ نے
ثبتوت بڑی محنت سے تیار کئے ہیں“ — صدقہ نے کہا۔

آپ جو کوئی بھی ہیں آئندہ مجھے فون کرنے کی کوشش نہ کیجیے مگا
مجھے انکل کی جایہداوس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ میرے پاس میری
والدہ اور نانا کی وسیع جایہدا بھی موجود ہے اور میں خود بھی کہتا ہوں
جہاں تک ثبوت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی آپ کو فکر کرنے کی
مزدورت نہیں۔ اس لئے کہ یہ ثبوت جعلی نہیں ہیں“ — دوسری طرف
سے اس بار انہی سخت بیچے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رکھ دیا گیا۔ صفدر نے مسکراتے ہوتے رسیور کھد دیا۔

”یہ تو واقعی تمہارا بھتija رہی ثابت ہو رہا ہے۔ — بہرحال اگر واقعی وہ تمہارا بھتija ہے تو تمہیں کیا پریشانی ہے۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیتے؟ صفدر نے مسکراتے ہوتے کہا۔

”مجھے کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔ ایک ملجن ہے۔ — ٹھیک ہے ابھی تو آغاز ہے۔ دیکھو آئندہ کیا ہوتے۔ — اگر وہ اصل ہے تب بھی پتہ لگ جاتے گا۔ — اور اگر نقلی ہے تب بھی اس کا اصل مقصد سامنے آہی جلتے گا۔ — کیپن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوتے کہا۔

”تم اگر اجازت دو تو میں اس سے میں مکمل انکوارٹی کروں۔ —

”ٹھیک ہے۔ ضرور کرو لیکن میری طرف سے نہیں۔ — اپنی طرف سے۔ — کیپن شکیل نے مسکراتے ہوتے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کارڈ جیب میں رکھ لیا اور اس کے بعد وہ دوسری بالوں میں مصروف ہو گئے۔

ٹیلیفون کی گفتگی بجھتے ہی آرام کر سی پرنیم دراز بڑی بڑی منځپول اور بار عجب چہرے والے مضبوط جسم کے آدمی نے اپنے بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”سردار احمد جان سپلینگ۔ — بولنے والے کے لمحے میں بھی رعب کا تاثر موجود تھا۔

”عامر بول رہا ہوں جانے۔ — دوسری طرف سے ایک موڈبانہ آواز سنائی دی۔

”ماں بولو۔ — سردار احمد جان نے اسی طرح رعب کے لمحے میں کہا۔

”کیپن شکیل صاحب سے ہٹل میں ملاقات ہو گئی ہے اور میں یہ اسے کارڈے دیا ہے۔ — دیسے یہ انتہائی سرد مہر قشم کا آدمی ہے۔ اس نے کوئی جذبائیت ظاہر نہیں کی۔ اس کے بعد میں گھر لیا۔ پھر ایک آدمی کا فون آیا اور اس نے مجھے اس پوائنٹ پر بلیک میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

مودبانہ انداز میں بھیڑ گیا۔

"سرسلطان والے کام کی کیا رپورٹ ہے" — سردار احمد جان نے اپنے مخصوص رعب دار بجے میں پوچھا۔

"باس ب۔ سرسلطان سے ملاقات ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کا کوئی تعلق پاکیشی سیکرٹ سروس سے نہ ہے۔ لیکن وہ آپ کے پیغام کا احترام کرتے ہیں اس لئے وہ کوشش کریں گے کہ پاکیشی سیکرٹ سروس تک آپ کا مستد پہنچ جلتے" — ربانی نے انتہائی مودبانہ بجے میں کہا۔

"عمران کا پتہ چلا کہ وہ کہاں گیا ہوا ہے" — سردار احمد جان نے اسی طرح رعب دار بجے میں پوچھا۔

"جناب! — اس کے بادرچی کا کہنا ہے کہ وہ اپنی والدہ کے ساتھ شہر سے باہر گئے ہوتے ہیں۔ — یہ معلوم نہیں کہ ان کی والپی کب ہو گئی تھیں کہاں دبادیا۔

بانی نے آپ کا خط اُسے دے دیا ہے اور بادرچی کے وعدہ کیا ہے کہ جیسے ہی عمران آئے گا آپ کا خط اُسے فراہم دے دیا جلتے گا۔"

"ہونہہ۔ — ٹھیک ہے جاؤ اور پوری طرح ہوشیار رہنا۔ — اگر یہ کیپشن شکیل واقعی سیکرٹ سروس کا رکن ہے تو پھر کوئی بھی بجہی ر عمل اس کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ — میں تم نے فی الحال انہیں نظر وں میں رکھا ہے" — سردار احمد جان نے کہا۔

"میں بس" — ربانی نے کہا اور سردار احمد جان نے سر ہٹاتے ہوئے اُسے جانے کا اشارہ کیا تو ربانی کرسی سے اٹھا اور سلام کر کے کمرے سے بیٹھو رہا۔

کرنے کی کوشش کی" — عامر نے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ" — سردار احمد جان نے اسی طرح رعب دار مگر سر دہجے میں پوچھا اور جواب میں عامر نے کیپشن شکیل سے ہونے والی بات چیت کے ساتھ ساتھ فون کرنے والے کی تمام باتیں بھی باتیں۔

فکر مرست کرو۔ — وہ بلیکہ میلر لیفینا کیپشن شکیل کا کوئی ساتھی ہو گا۔ اس نے مقیں پر چک کرنے کے لئے یہ ساری بات چیت کی ہو گی۔

مجھے پر پورٹ مل چکی ہے کہ کیپشن شکیل کی رہائش گاہ پر ایک اور آدمی بھی موجود ہے" — سردار احمد جان نے اسی طرح سر دہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سر" — دوسری طرف سے عامر نے مودبانہ بجے میں کہا اور سردار احمد جان نے ریور واپس کر دیا اور رکھا اور سائیڈ میز پر رکھی ہوئی الیکٹریک بیل کا پٹن دبادیا۔

"میں سر" — دروازہ گھول کر ایک مقامی نوجوان نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"ربانی کو بلاؤ" — سردار احمد جان نے کہا اور نوجوان خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

چند ممحون بعد ایک بار پھر دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر خاص قسمی سوت تھا۔ جسم کے لحاظ سے بھی وہ طاقتور اور فیلڈ کا آدمی لگ رہا تھا۔

"میں بس" — آنے والے نے قریب آ کر مودبانہ بجے میں کہا۔

"بیٹھو رہا" — سردار احمد جان نے کہا اور وہ سامنے رکھی کرسی پر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پاہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد سردار احمد جان نے میز پر رکھی ہوئی ایک قابل اٹھائی مادر بھی اُسے کھولتے ہی لگا تھا کہ میز پر رکھے ٹیلیفون کی گھنٹی بجھ اٹھی۔ اس نے ہاتھ پڑھا کر رسپورٹر اٹھایا۔

”سردار احمد جان سپینگ“ — سردار احمد جان نے اسی طرح عذاب لجھے میں کہا۔

”ایم بول رہا ہوں“ — دوسری طرف سے ایک سردار بخاری سی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ یہ بس“ — سردار احمد جان نہ صرف یک لخت چونک کریدا ہو گیا بلکہ اس کا لجھے بھی قدر سے متوجہ ہو گیا۔

”کیا پڑاگریں ہے شن کی“ — ہو دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ ”باس! — کام بخاری ہے، ابھی تک تو حالات امید افزایا ہیں۔ عمران دار الحکومت میں موجود ہیں ہے لیکن اسی دوران کیشیں شکیں کا ایک ساتھی صدر سامنے آچکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ چند روز میں باقی سیکرٹ سروس بھی سامنے آجائے گی“ — احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سیکرٹ سروس کے چیف کے بارے میں کوئی کلیو ملا۔ — اصل سند تو اس کا ہے“ — ہو ایم نے پوچھا۔

”سرسلطان پر کام شروع کر دیا ہے ویھی کیا زندگی سامنے آتا ہے۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں سردار احمد جان کبھی اپنے شن میں ناکام نہیں ہوا“ — سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”الا! — مجھے یقین ہے۔ (ب) اس عمران کا خیال رکھنا، وہ انتہائی

شاطر آدمی ہے“ — ایم نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں سر — میں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں“ — سردار احمد جان نے جواب دیا اور دوسری طرف سے اُو کے الفاظ سن کر اس نے رسپورٹر کہ دیا۔ لیکن ابھی اس نے رسپورٹر کہ کرنال کو کھولا ہی اتھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بجھ اٹھی اور اس نے ایک بار پھر اتھر پڑھا کر رسپورٹر اٹھایا۔

”لیں“ — اس بار اس نے صرف لیں کہنے پر ہی اتفاق کیا۔

”میں پی سے ٹو سیکرٹری خارجہ بول رہا ہوں — سیکرٹری صاحب سردار احمد جان صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں“ — دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”لیں! — سردار احمد جان بول رہا ہوں — بات کر لیتے“ — سردار احمد جان نے بار عجب ہجھے میں کہا۔

”سردار احمد جان صاحب! — میں سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری خارجہ“ — چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بھی ایک بار عجب سی آواز سنائی دی۔

”میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہمارے مسئلے کو اچھیت دی“ — سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں — آپ ہمارے معزز دوست ہیں۔ میں نے آپ کا معاملہ صدر ملکت کے گوش گذار کر دیا ہے۔ چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تعلق براہ راست صدر ملکت سے ہے اس لئے یقیناً آپ کا معاملہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچ جاتے گا۔ اس کے بعد سیکرٹ سروس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کچھیں نے منابع سمجھا تو آپ سے را بله کرے گا۔ — بہر حال میں ذاتی طور پر جو کچھ کرنے کا معاہدہ میں نے کر دیا ہے، ایک بات اور ہے۔ پاکیشی سیکرٹ سروس کے چھیف کا خصوصی نمائندہ ایک نوجوان علی عمران ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں ان سے بات کروں۔ — سلطان نے کہا۔

”اوہ! — آپ کو تکلیف ہوتی، مفترت خواہ ہوں — علی عمران صاحب کی تودیے ہی بڑی شہرت ہے۔ میں نے انہیں براہ راست خط لکھا ہے اور ملاقات چاہیے میں یکین معلوم ہوا ہے کہ وہ شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں — اگر آپ کے تعلقات ان سے ہوں تو ہنروہ بھاری سفارش کر دیجیے گا۔ — سردار احمد جان نے کہا۔

”بہتر ہے۔ — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی را بله ختم ہو گیا۔ سردار احمد جان نے مسکراتے رہیور کر دیا۔ اس کے چہرے پر طنزی سی مسکراتہ بھرا تھی۔

عمران نے خط لکھوں اور اسے پڑھتے ہوئے اس کی پیشافی پر شکنیں سی انجرا میں وہ چاروں بعد دارالحکومت والیں آیا تھا۔ والدہ کے اصلہ پر اسے دارالحکومت سے بہت دُور کسی عزیز کی شادی میں جانا پڑا تھا۔ وہ رات کو ہی والپس آگیا تھا لیکن رات کو والدہ نے نہ آنے دیا اس لئے وہ وہیں کو سختی میں سو گیا اور اب بیچ دہ ناشتا کر کے جیسے ہی فیکٹ میں آیا، سیمان نے خط اسے پکڑا دیا۔

”سردار احمد جان۔ — عمران نے خط کے آخر میں لکھا ہوا نام پڑھ کر پڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کی نظر میں ایک بار پر خط پر بچلنے لگیں۔ خط ایک نفیس اور انتہائی قیمتی کاغذ پر لکھا گیا تھا جس پر سردار احمد جان کے الفاظ درج تھے اور ساتھ ہی ایک مشہور قبیلے کا حوالہ بھی تھا جو پاکیشی سے محققہ آزاد علاقے میں رہتا تھا لیکن پاکیشی سے اس کے تعلقات بے حد اچھے تھے خط میں ذاتی ملاقات کی استعمال کی گئی تھی اور ساتھ ہی دارالحکومت کی ایک الیکی کالونی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کا پتہ دیا گیا تھا جہاں امراء کی رہائش تھی۔ عمران کے لئے یہ نام نیا تھا اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کون صاحب ہو سکتے ہیں اور وہ کیوں ذاتی ملاقات چل رہتے ہیں؟

اسی لمحے سیمان چلتے کے برتن انٹھاتے اندر داخل ہوا۔ اس نے چلتے کا کپ بنا کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ صاحب! — سرسلطان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ جیسے ہی آئیں انہیں فوری فون کریں — کوئی اہم معاملہ ہے۔ — سیمان نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا اور پھر باتی برتن انٹھلتے خاموشی سے کر کے سے باہر نکل گیا۔ عمران کا مودا ایسا تھا کہ اس سے سنجیدہ کی اختیار کرنا پڑتی تھی۔

عمران نے خط میز پر رکھا اور پھر چلتے کا کپ، انٹھا کر اس کی چیزیں لینے لگا۔ اس کا ذہن مسلسل اس سردار احمد جان کے متعلق سوچ رہا تھا لیکن چلتے ختم ہو جانے کے باوجود جب اسے سردار احمد جان سے کبھی کسی ملاقات کے بارے میں یاد نہ آیا تو اس نے کپ میز پر رکھا اور رسیورہ انٹھا کر سرسلطان کے نمبر داؤں کرنے لگا۔

لیں۔ پی۔ اے۔ ٹوسیکٹری خارجہ۔ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ — سرسلطان سے بات کرو۔“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز رسیور سے سنائی دی۔

”ہمیو عمران بنیے! — تم آگئے شادی سے والپس۔“ — سرسلطان کا لمحہ

مسکراتا ہوا تھا۔

”جی! ماں! — لیکن خالی آیا ہوں۔ میں نے تو سننا تھا کہ شادی پر جاؤ تو والپی میں ایک عدد خود ساتھ بیصحیح وی جانی ہے لیکن ماں تو بس دوچھوڑ کر ہی حصے میں آتے اور وہ بھی پہلے مشین گن کی گولیوں کی طرح سر سے مکراتے پھر نیچے گرے تو میں نے ثبوت کے طور پر انھا لئے کہ کہیں والپی میں رات پڑھلتے اور پولیس نے روک کر پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو تو پھر ہو کر دکھا کر جان پھرڑوا لوں گا۔“ — عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے سرسلطان بے اختیار قہقہہ مار کر بنس پڑے۔

”تمہیں سردار احمد جان کا خط مل گیا۔“ — ہے سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار چونکہ پڑا۔

”ماں! — ابھی سیمان نے دیا ہے۔“ — دیے سرسلطان! — ہم سے تو یہ آزاد علاقے والے زیادہ امیر ہیں۔ ایسا نیس اور قسمیتی کا غذہ ہے کہ بخارے ماں تو کرنی نوٹ ایسے کاغذ پر بھی بھیں چھپتے اور وہ لوگ اسے خط لکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا مطلب! — کیا تم اس کا غذہ کی وجہ سے کوئی اہم بات سوچ رہے ہو?“ — سرسلطان کا لمحہ چونکنے والا تھا۔

”اہم بات کیا ہو سکتی ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ یہ علاقے بخرا اور دشوار گزار ہونے کی وجہ سے غریب ہوں گے۔ سیکن کا غذہ دیکھ کر تو پہی معلوم ہوا۔ میں سر۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز رسیور سے سنائی دی۔

”تمہاری بیٹی! — تم آگئے شادی سے والپس۔“ — سرسلطان کا لمحہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سردارست وہ اس علاقے کا سب سے طاقتور ہم اور بڑا قبیلہ ہے۔ قبیلے کے سربراہ کا نام سردار گل جان ہے۔ سردار احمد جان اس کا بیٹا ہے حکومت کے ساتھ سردار گل جان کے انتہائی اچھے تعلقات ہیں۔ ویسے بھی سردار گل جان پاکیشی کو اپنا دلن سمجھتے ہیں اس لئے سردار احمد جان بھی ہمارے لئے انتہائی محترم ہیں۔ ان کا ایک آدمی میرے پاس آیا تھا اس نے مجھے سردار احمد جان کی طرف سے پیغام دیا ہے کہ آج یہ اچانک ان کے مخالف قبیلے کے پاس انتہائی جدید ترین اسلحہ نظر آنے لگ گیا ہے اور یہ قبیلہ در پردہ رو سیاہ اور کافستان کا حمایتی ہے ان کے مطابق ایسی مصدقہ اطلاعات بھی ہیں کہ اس قبیلے نے اپنے علاقے میں جدید ترین اسلحے کے بڑے بڑے سٹور قائم کر لئے ہیں اور اگر یہ سٹور قائم رہتے تو ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اسی اسلحے کے زور پر سردار احمد جان کے قبیلے کو ہلاک کر کے سارے علاقے پر قبضہ کر لیں اس طرح یہ سارا آزاد علاقہ نہ صرف رو سیاہ اور کافستان کی گود میں چلا جائے گا بلکہ اس سے پاکیشیا کے مفادات اور دفاع کو بھی شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ چونکہ وہ خود اس قبیلے کے علاقے میں نہیں جا سکتے اس لئے ان کی خواہش ہے کہ پاکیشی سیکرٹ سروس اسلحے کے ان خفیہ سٹورز کو تلاش کر کے تباہ کر دے۔ وہ سیکرٹ سروس کی ہر طرح سے امداد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ معاملہ کے مطابق پاکیشیا آزاد علاقے میں براہ راست مداخلت نہیں کر سکتا اس لئے سیکرٹ سروس یہ کام کر سکتی ہے۔ چونکہ تم دار الحکومت میں موجود نہ ہتے اس لئے میں نے سردار احمد جان کو فون پر یہ کہہ کر ڈیال دیا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہے کہ معاملہ صدر حکومت کے نوش میں دے دیا گیا ہے اور وہاں سے پاکیشی سیکرٹ سروس کو پہنچ جائے گا پھر اس کا چیف جو فیصلہ کرے گا وہ آپ تک پہنچ جائے گا۔ ساختہ ہی میں نے سردار احمد جان کو یہ مشورہ بھی دیا کہ وہ اس معلمے میں تم سے مل لے کیونکہ تم ایکسٹو کے خصوصی نمائندے ہو تو اس نے بتایا کہ اس نے براہ راست تمہیں بھی خط لکھ دیا ہے۔ — سرسلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

دلیسے سرسلطان! — اگر سردار احمد جان نے جو کچھ کہا ہے اگر وہ واقعی درست ہے تو اس سے پاکیشیا کی سلامتی اور دفاع کو خطرات تو لاحق ہو سکتے ہیں۔ — عمران نے اس بارہ سنجیدہ بھیجے ہیں کہا۔

ہاں! — اور اس بات پر مجھے بے حد تشوش ہے۔ — سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

او، کے — آپ بے فکر ہیں۔ میں چیک کر لونگا۔ — عمران نے کہا اور دوسری طرف سے خدا حافظ سن کر اس نے رسیور رکھا اور ایک بار پھر خط اٹھا کر اس سے غور سے دیکھنے لگا۔ لیکن اس بار وہ خاص طور پر کاغذ کو چیک کر رہا تھا پھر اس نے خط بند کر کے جیب میں ڈالا اور اٹھ کر ڈریں گے رومن کی طرف بڑھ گیا۔ لباس بدل کر وہ فیکٹ سے باہر آیا اور چند لمبے بعد اس کی کار تینری سے دار الحکومت کی پیسہ مار کیٹ کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ سرسلطان سے تو اس نے لبس مذاق میں کاغذ کے بارے میں بات کر دی بھتی یہیں پاکیشیا آزاد علاقے میں براہ راست مداخلت نہیں کر سکتا اس لئے سیکرٹ سروس یہ کام کر سکتی ہے۔ چونکہ تم دار الحکومت میں موجود نہ ہتے اس لئے میں نے سردار احمد جان کو فون پر یہ کہہ کر ڈیال دیا

واقعی خصوصی قسم کا ہے۔ عام طور پر ایسا کاغذ دیکھنے میں نہ آتا تھا۔
تھوڑی دیر بعد اس نے کار کا غذ کی ایک بڑی دکان کے سامنے
روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ دکان پر پہنچ گیا۔ دکان میں ہر طرف مختلف
قسموں کے کاغذوں کے بڑے بڑے روپ موجود تھے۔

”جی فرمائیتے۔“ ایک سیلز میں نے سکراتے ہوئے عمران سے
خاطب ہو کر کہا۔

”مجھے کسی ایسے آدمی سے ملا ہے جو کاغذ کی کوٹی اور دنیا بھر میں
بناتے جانے والے خصوصی کاغذوں کے بارے میں مہارت کا درجہ رکھتا
ہو۔“ عمران نے سمجھدہ لمحہ میں کہا۔

آپ میخر صاحب سے مل لیں۔ وہی اس بارے میں کچھ بتا
سکیں گے۔“ سیلز میں نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساقہ ہی
اس نے ایک سایڈ پرینے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کر دیا جس
پر میخر کی تختی لگی ہوئی تھی۔ عمران سر بلاتا ہوا اس دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا دفتر نما کمرہ تھا جس میں انتہائی قیمتی دفتری
فریچر موجود تھا۔ ایک بڑی میز کے پیچے ایک اُدھیر عمر آدمی بیٹھا ہوا
تھا۔ وہ عمران کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

”فرمائیتے جناب۔“ میخر نے کاروباری انداز میں کرتے ہوئے کہا۔
”فرماتے ہیں۔“ آخر اپ کو فرماش سنبھل کی اتنی بھی کیا جلدی ہے۔
عمران نے سکراتے ہوئے کہا اور اٹھینا سے کری گھیٹ کر بیٹھ گیا۔

”بخارا تو کام ہی آپ جیسے معزز افراد کی خدمت کرنا ہے جناب۔“
میخر نے کہا۔ وہ واقعی انتہائی ہوشیار کاروباری آدمی تھا اور پھر عمران

نے سیلز میں سے کہی ہوئی بات اس میخر کے سامنے بھی دوسرا دی۔
”مجھے پہنچا لیں سال ہو گئے ہیں اس کاروبار سے منڈک ہوئے
اور اس کاروبار کے سلسلے میں پوری دنیا بھی گھوم چکا ہوں۔ آپ
فرمایتے! آپ کا منڈک کیا ہے۔“ میں کو شمش کر دوں گا کہ آپ
کی کوئی خدمت کر سکوں۔“ میخر نے اسی طرح کاروباری لمحے میں
بات کرتے ہوئے کہا اور عمران نے جیب سے مرداد احمد جان کا خط
نکالا اور اس سے میخر کے سامنے رکھ دیا۔

”مجھے یہ بتائیتے کہ یہ کاغذ کس ملک کا بنا ہوا ہے اور کس کام آتی ہے؟“
عمران نے اس بار سمجھدہ لمحے میں کہا۔

میخر نے کاغذ اٹھایا اور اس کا کونہ انگلیوں کے درمیان آہستھی سے
رکڑا اور پھر کاغذ کو ٹیپل ٹیپ کے بلب کے سامنے کر کے اُسے غور سے
دیکھنے لگا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ کاغذ کے درمیان بننے ہوئے مخصوص واٹرمارک
کو چیک کر رہا ہے۔ لیکن وہ پہلے ہی چیک کر چکا تھا کہ اس کا غذ میں
واٹرمارک موجود نہیں ہے بلکہ اس میں ہمکی ہمکی پاکہ جیسی ہمیں نظر آتی تھیں۔
”یہ کاغذ آپ کو کہاں سے ملا ہے جناب۔“ میخر نے ہونٹ
چلتے ہوئے کہا۔

”سرک پر پڑا ہوا تھا۔“ عمران نے خشک لمحے میں جواب دیا تو
میخر نے ایک لمبے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس نے کچھ کہنے
کے لئے منہ کھولا اور پھر ہونٹ پہنچ لئے۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک
طویل سانس لیا۔

”مجھے افسوس ہے جناب۔“ یہ کوئی خاص قسم کا کاغذ ہے۔ میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے ایسا کاغذ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ — مینجر نے اس بازٹک لے جئے میں کہا اور خط و پس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے خط لے کر اُسے جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے چندہ وزینگ کارڈ نکال کر اس نے ان میں سے ایک کارڈ مینجر کے سامنے رکھ دیا۔

آپ اپنے آپ کو حراست میں سمجھیں اور میرے ساتھ ہمیڈ کو اور ڈبلیو جیپ میں ڈالنے کے بعد اس نے اندر ونی جیب سے رووالو نکال لیا۔ اس کے پھرے پر اس وقت پہنچ پناہ سرد مہری بھتی۔

لک — لک — کیا فمارہ ہے میں آپ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مینجر کا چہرہ یکخت ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔ کارڈ پر لکھے ہوئے عمران کے عہدے ڈپٹی ڈائیریکٹر سنٹرل انسلی جنس کے ساتھ ساتھ عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوتے رووالو

نے اس کی حالت واقعی یکخت انہی کی خراب کر دی بھتی۔

میں درست کہہ رہا ہوں — ایڈیں، ورنہ آپ کو تھکڑی پہننا کہ بھی لے جایا جاسکتا ہے — عمران کا لہجہ اور زیادہ خٹک ہو گیا۔

مم — مم — مگر خاب ! — میرا قصور خاب — مینجر کی حالت قابلِ رحم تک خراب ہو گئی بھتی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی بیہوش ہو کر گر پڑے گا۔

قصور یہ ہے کہ آپ نے وہ معلومات جو حکومت کو چاہئے میں نہیں جان بوجھ کر چھپا لیا ہے اور یہ بہت سینگین جرم ہے — آپ کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ آپ اس کاغذ کے بارے میں روسیا گیا تھا

رکھتے ہیں لیکن آپ نے جان بوجھ کر اس بات سے انکار کر دیا ہے۔ عمران نے انہی کی سخت لہجے میں کہا۔

”نج — خاب ! — میں معافی چاہتا ہوں — آپ نے پہلے اپنا تعارف نہیں کرایا — میں کار و باری آدمی ہوں اس لئے میں کسی انجمن میں نہیں پھنسا چاہتا تھا — لیکن اب اگر یہ سرکاری معاملہ ہے تو میں ہر ممکن تعاون کروں گا — اگر میری معلومات سے حکومت کو فائدہ ہنپھ سکتا ہے تو مجھے بے حد سرت ہو گی خاب۔“

”ایسی صورت میں حکومت آپ کی مشکور ہو گی — لیکن یہ سوچ لیجھے کہ اگر آپ نے جھوٹ بولنے یا کچھ چھپانے کی کوشش کی تو پھر عمران نے لہجے کو اور زیادہ سخت بناتے ہوئے کہا۔ وہ ان کار و باری افراد کی نفیافت کو سمجھتا تھا اس لئے جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہا تھا۔“

”نہیں خاب ! — میں شرفی اور محظوظ شہری ہوں — یہ کاغذ جو آپ نے مجھے دکھایا ہے دراصل یہ کاغذ رو سیاہ میں بننے والا ایک مخصوص کاغذ ہے اس کاغذ کے اندر آپ کو پاپے کی طرح جو ہری نظر آ رہی ہیں یہ ایک خاص قسم کی گیس ہے — یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے کہ اسے استعمال کیسے کیا جاسکتا ہے لیکن بہر حال اس گیس کی مدد سے کسی بھی ایسے آدمی کو جس کے پاس یہ کاغذ ہو آسانی سے طویل عرصے کے لئے بیہوش کیا جاسکتا ہے — یہ کاغذ رو سیاہ میں صرف کے جی۔ بی خاص خاص موقعوں پر استعمال کرتی ہے — آج سے چار سال قبل میں کار و بار کے سلسلے میں رو سیاہ گیا تھا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی سردار احمد جان نے چونک کریم پر کے ہوئے فون کو دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

”سردار احمد جان“ — سردار احمد جان نے اسی طرح بار عرب ہیجے میں کہا۔

”ربانی بول رہا ہوں باس!“ — عامر سہیل والی ترکیب بے حد کامیاب رہی ہے۔ اس کی پہن شکیل اور اس کے بعد اس کے ساتھی صفتدر کے فلیٹ میں بھی پیشیں ڈکھاون پہنچا دیتے گئے ہیں — صفتدر نے نہ صرف اپنے طور پر عامر سہیل کے بارے میں انکوارری کی ہے بلکہ اس سلسلے میں اس نے دو اور اشخاص نجاتی اور صدیقی کی بھی ڈلوپی لگائی ہی اور ابھی تھوڑی دیر پہلے اس صفتدر کے فلیٹ میں یہ دونوں آدمی آئے اور انہوں نے اسے ہی رپورٹ دی کہ عامر سہیل صحیح آدمی ہے۔ انہوں نے اس کے محلے سے اس کے بارے میں تفصیلی روپ میں حاصل کر لی ہیں۔ وہاں باتوں کے دوران

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تو وہاں مجھے ایک ایسے کارخانے میں جلانے کا موقع ملا جو خیز طور پر یہ کاغذ تیار کرتا ہے اس کا خملنے کا منیر میرا دوست بن گیا اور پھر اس نے مجھے واسٹی کے طور پر یہ کاغذ دکھایا تھا اور اس کی خاصیت بتائی ہی۔ ظاہر ہے یہ چیز میرے لئے نئی تھی اس لئے میں بیحمد حیوان ہوا۔ اس نے مجھے ان ہمدردی کے بارے میں تفصیل بتائی اور آج چار سال بعد میں میں دوبارہ یہ کاغذ آپ کے ہاتھ میں دیکھا ہے اور آپ سے میرا تعارف نہ تھا اس لئے ظاہر ہے کہ میں آپ کو کیسے یہ تفصیل تلاش کتا تھا۔ — میجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آتے۔ اُسے اس کا غذر کی ساخت بھیجیں ضرور لگی تھی لیکن اس کی اس حیرت انگریز خاصیت کے بارے میں تو اس کے ذہن میں تصور نکلنا شروع ہوا۔

”شکریہ! — اب آپ کو یہ کہنا تو ضروری نہیں کہ یہ بات لیکے آؤٹ نہ ہو“ — عمران نے کہا۔

”ادہ۔ نہیں جناب۔ میں سمجھتا ہوں جناب“ — میجر نے جلدی سے جواب دیا اور عمران نے اس کے سامنے رکھا ہوا اپنا کارڈ اٹھا کر جیپ میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھا تاکرے سے باہر نکل آیا۔ اس کے ذہن میں عجیب سماں بھونچاں آیا ہوا تھا۔ سردار احمد جان کی طرف سے اس قسم کے خاص کاغذ پر خط لکھ کر بھجوانے سے مسئلہ واقعی الجھ گیا تھا۔ سردار احمد جان تو پاکیش کا علیف تھا اور سکرٹ سروس سے مدد حاصل کرنے آیا تھا پھر اس قسم کے کاغذ کا استعمال بحال اب اس کے ذہن پر سنجیدگی کی گہری تہہ چھپا گئی اور اس نے کار کا رخ سردار اور کیلی بندار ہری کی طرف موڑ دیا اور اب فرزی طور پر سردار کی مدد سے اس کا غذر کی سکھل چکنیک کرنا چاہتا تھا تاکہ اصل بات سامنے آجائے۔

تین دوسرے افراط کا بھی ذکر آیا ہے جن کے نام تنیر، چوان اور خادر لئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک عورت جولیا کا نام بھی آیا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے باقی کے دوران چیف کا نام بھی لیا ہے۔ ربانی نے تفصیل بتائی ہوتے کہا۔

"دیری گڑ۔ اس کا مطلب ہے کہ کیٹن شکیل کے پاکیشی سیکرٹ سروں کا ممبر ہونے کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ تم نے ان نے آدمیوں کی نگرانی کرائی ہے۔" — سردار احمد جان نے مسترت بھرے ہلکے میں کہا۔

"یہ بس۔" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"چیف سے ان کا مطلب یقیناً ایکیٹو ہو گا۔" — ہمیں اصل تلاش تو اسی کی ہے بہر حال تم نے ہر لحاظ سے محاط رہا ہے۔ — ویسے عامر سہیل نے جو کارڈ کیٹن شکیل کو دیا تھا وہ اس وقت کس کے پاس ہے۔" — ہر سردار احمد جان نے پوچھا۔

"وہ اسی صدر کے پاس ہے۔" — ربانی نے جواب دیتے ہوتے کہا۔ "ٹھیک ہے۔" — عمران کے پارے میں کوئی خبر۔ — وہ والپس آگیا۔

"یہ سردار احمد جان نے پوچھا۔" — "جی ہاں! — وہ والپس آگیا ہے۔ لیکن والپس آنے کے محدودی دیر بعد ہی وہ کارے کر وہاں سے چلا اور پہلے وہ دارالحکومت کی پیغمبر کیٹ شمال مشرق کی طرف ایک سید سپلانی کرنے والی فیکٹری میں چلا گیا۔ — آپ نے چونکہ اس کے فلیٹ میں ڈکٹافون لگانے سے منع کر دیا تھا اس

لئے اس کی بات چیت کے پارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا البتہ ہم نے اس کی کار کے عقبی بہ پر میں زیر وزیر دلگا دیا ہے جس کی وجہ سے اس کی نقل و حرکت چیک ہوتی رہی ہے۔" — ربانی نے جواب دیتے ہوتے کہا۔

"وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اس لئے اگر اسے ڈکٹافون کا علم ہو گی تو پھر ہو سکتا ہے ہماری ساری پلانگ ری فیل ہو جائے اس لئے میں نے منع کیا تھا۔ — میکن کاغذ کی دکان اور پھر سید فیکٹری اس کے جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔" — ہر حال ٹھیک ہے تم نگرانی جاری رکھو۔" — سردار احمد جان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر سامنے میز رکھی ہوئی شراب کی بوتل اٹھا کر اس نے منہ سے لگائی اور دلبے لمبے گھونٹ لئے کہ اس نے اسے والپس میز پر رکھ دیا۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ شراب کی حدت کی وجہ سے اور زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں بھی سرخی اپھر آئی تھی۔ اس نے کرسی کی نشست سے سرٹکایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی پیشانی پر لکیریں سی انہر آتی تھیں۔ یوں محسوس ہر تھا جیسے وہ کسی گھری سوچ میں غرق ہو۔

چند لمحوں بعد اس نے اچانک آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر پہنچ گیا اس کے ہونٹ بھینچنے ہوتے تھے پھر اس نے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ٹوائل کرنے شروع کر دیتے۔

"ربانی سپلینگ۔" — دوسری طرف سے رایلہ قائم ہوتے ہی ربانی کی ایک دکان پر گیا اور اس کے بعد وہاں سے وہ دارالحکومت سے

شمال مشرق کی آواز سناتی دی۔

سردار احمد جان بول رہا ہوں۔" — سردار احمد جان نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"لیں باس" — دوسری طرف سے بولنے والے کا لمحہ موقابا نہ ہو گیا۔
"ربانی! — کیا ان لوگوں کی بات چیت میں ہمیڈ کو اڑکے بارے میں
کسی قسم کا کوئی اشارہ نہیں ملا — یا تم نے بتایا نہیں" — سردار
احمد جان نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں باس! — کوئی بات یہی نہیں ہوتی۔ میں نے خاص طور پر
اس بات کو چک کیا تھا" — ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"عجیب لوگ ہیں — سیکرٹ سروس کے رکن ہیں لیکن نہ ہی
ہمیڈ کو اڑکر جلتے ہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی گفتگو کرتے ہیں؟"
سردار احمد جان نے کہا۔

"باس! — میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کا سیٹ اپ ہی ایسا ہے کہ
یہ لوگ صرف خاص طرز شہری یا فون پر ہی ہدایات لیتے ہوں گے — یا
پوٹیں دریتھے ہوں گے — ویسے اب تک ایسا کوئی فون بھی ان میں سے
کسی نے وصول نہیں کیا۔ لیس پہلی بار چیف کامنام لیا ہے انہوں نے۔"
ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ سیٹ اپ ہے تو پھر ہذا مشن کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہذا
اصل ٹارگٹ تو سیکرٹ سروس کا ہمیڈ کو اڑکر ہے۔ اگر اس کا ہی علم نہیں
ہو سکتا تو پھر مشن کیسے مکمل ہو گا" — سردار احمد جان نے کہا۔

"اگر آپ حکم کریں تو کسی بھی نمبر کو اغوا کر کے اس پر تشدد کر کے اس
سے معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں" — ربانی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"امکانہ باتیں مت کرو — یہ لوگ سیکرٹ سروس کے نمبر ہیں کوئی عالم
جزم نہیں ہیں — یہ خاص طور پر تربیت یافتہ ہیں اس لئے اول تو انہوں

نے کچھ بتانا نہیں — دوسری بات یہ کہ ہو سکتا ہے کہ انہیں سرے سے
معلوم ہی نہ ہو — اور تمیزی اور اہم بات یہ ہے کہ اس طرح ایک آدمی
کے اغوا سے ساری سیکرٹ سروس چونک پڑے گی اور ہماری ساری
پلانگز ہی ختم ہو کر رہ جائے گی" — سردار احمد جان نے انتہائی
غضبلے لہجے میں کہا۔

"سوری باس" — دوسری طرف سے ربانی نے معدودت خواہاں
لہجے میں کہا۔

"سنوا! — اس بارے میں پوری طرح چونکا رہنا، جیسے ہی ہمیڈ کو اڑکر
کے بارے میں کوئی اشارہ ملے تم نے فوراً مجھے اس سے مطلع کر لے ہے"
سردار احمد جان نے کہا۔

"مسئلہ پیدا ہو گیا — مجھے ایم سے بات کرنی ہو گی" — سردار
احمد جان نے بڑھاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے
ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"سردار احمد جان سپینگ" — دوسری طرف سے ریسیور اٹھاتے
جانے کی آواز سنتری سردار احمد جان نے مودبا نہ لہجے میں کہا۔

"ایم اسٹنگ یو" — بھاری آواز میں جواب دیا گیا۔

"باس! — مسئلہ کچھ چھپدا ہو گیا ہے — میں نے اس لئے فون
کیا ہے تاکہ اس بارے میں کھل کر بات ہو جلتے" — سردار احمد جان
نے اٹکھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مسلکہ ہے — کھل کر بات کرو" — دوسری طرف سے ایم
نے چونکنے ہوئے پوچھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

لہجے میں کہا۔

"میں ذہنی طور پر جائزہ لے رہا تھا بس اے۔ اس لئے دوسری رہا تھا۔ پھر حال میرا مقصد یہ تھا کہ اب تک جو صورت حال سامنے آ رہی ہے اس کے مطابق سیکرٹ سروس کے ارکان تو تیزی سے نظروں میں آتے جا رہے ہیں لیکن اب تک نہ ہی ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل رہا ہے اور نہ اس پر اسرار بس کا۔ اس صورت حال میں اگر سیکرٹ سروس کی ٹیم واقعی جانے کے لئے تیار ہو گئی تو پھر ہم اس کے ہیڈ کوارٹر کو کیسے ڈریس کریں گے۔؟ اور دوسری صورت میں بھی ہم زیادہ سے زیادہ سیکرٹ سروس کے ارکان کو ہی ختم کر سکیں گے۔ ہیڈ کوارٹر اور بس والامسئلہ تو پھر بھی رہ جائے گا۔ سردار احمد جان نے کہا۔

"اوہ!۔ واقعی تمہاری بات درست ہے لیکن یہاں یا وہاں ٹیم بھینے سے انکار کر دے تو پھر سیکرٹ سروس کو نظروں میں رکھا جائے۔ اس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا یا جائے اس کے بعد بیک وقت سیکرٹ سروس کے ہب ممبران کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں غائب کر جائیں۔ اس طرح بھی چیف ایکلارڈ جائے گا اور اُسے آسانی کے رکن میں انہیں یقیناً معلوم ہو گا۔" ایم نے کہا۔

"ہو سکتا ہے انہیں معلوم ہی نہ ہو۔ مجھے تو پیر سار ایڈ اپ سے کوئی کیا جاسکتا ہے۔" سردار احمد جان نے کہا۔ اس طرح دوسرتے ہوئے کہا جیسے وہ ذہن میں لکھی ہوئی کوئی تحریر پڑھ رہا ہو۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ ظاہر ہے پلانگ کے بارے میں تو مجھے معلوم ہے اسے دوہرانے کا کیا فائدہ تھا۔" ایم نے ایک بار پھر ناخشنگوار

"باس اے۔ محاذش بھی ہے ناک کہ پاکیشی سیکرٹ سروس کا مع اس کے چیف کا خاتمہ کر دیا جائے اور پاکیشی سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے نمبر تھرٹی فائل اٹالی جائے۔" سردار احمد جان نے ہونٹ چکھوٹے کہا۔ "لیں۔" ایم نے جواب دیا۔

"اس کے لئے ہم نے دو طرفہ پلانگ کی ہے۔ ایک تو پیر کہ پاکیشی سیکرٹ سروس کو پہاڑوں میں لے جایا جائے اور پھر وہاں انہیں ہلاک کر دیا جائے اور حکومت پاکیشی کو اطلاع دی جائے کہ وہ مختلف قبیلے کے ماحضوں ہلاک ہو گئے ہیں اور جیسی یہ بھی معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف کبھی ٹیم کے ساتھ نہیں جاتا۔ اس لئے سیکرٹ سروس کے جانے کے بعد وہ ایکلارڈ جائے گا اس طرح آسانی سے اس کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ بھی ہو سکتا ہے، اُسے ختم بھی کیا جاسکتا ہے اور دہاں سے فائل بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور اگر پاکیشی سیکرٹ سروس کا چیف ٹیم بھجنے سے انکار کر دے تو پھر سیکرٹ سروس کو نظروں میں رکھا جائے۔ اس کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا یا جائے اس کے بعد بیک وقت سیکرٹ سروس کے ہب ممبران کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں غائب کر دی جائیں۔ اس طرح بھی چیف ایکلارڈ جائے گا اور اُسے آسانی سے کوئی کیا جاسکتا ہے۔" سردار احمد جان نے مشن کی تفصیلات

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

میرے ذہن میں صرف ایک ہی پوائنٹ آیا ہے کہ اگر کسی صورت
بھی معلوم نہ ہو سکا تو پھر اس عمران پر ہی تشدد کرنا پڑے گا —
سرسلطان نے اُسے نمائندہ خصوصی کہا ہے بس کام مطلب ہے کہ دوسروں
کو علم ہو یا نہ ہو اُسے لازماً علم ہو گا — سردار احمد جان نے کہا اور اس
بار دوسری طرف سے ایم کے طنزیہ انداز میں ہنسنے کی آواز سنائی دی۔
تم نے مشراب تو زیادہ مقدار میں نہیں پی لی سردار احمد جان — عمران
کے بارے میں اچھی طرح جانتے کے باوجود تم ایسی بات کر رہے ہو —
ایم نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے بس! — لیکن اس کے سوا اور کیا چارہ کا رہو سکتا
ہے? — سردار احمد جان نے جواب دیا۔
”اتنی جلدی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ہمارے پاس کافی وقت
ہے۔ جیس کوئی جلدی نہیں ہے اس لئے آہستہ آہستہ صورت حال واضح
ہو جائے گی اور جب پوری طرح واضح ہو گی تو اس کا کوئی کامیاب حل
بھی تلاش کر ہی لیا جائے گا۔ — میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر تم
اتنی جلدی کیوں پریشان ہو گئے ہو — ایم نے کہا۔
”واقعی بس ایسے ہی ذہن میں ایک بات آگئی تھی، بھرال
میک ہے انہی توابتے ہے۔ — سردار احمد جان نے طویل سانس
لیتے ہوئے کہا۔

”بس تم ربانی کو ہر لحاظ سے ہوشیار رہنے کا کہتے رہنا۔ کیونکہ اگر سکرپٹ
سرود کے کانوں میں اصل مشن کی ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی تو پھر جیس
کھل کر سامنے آنا پڑے گا اور ہم کھل کر سامنے نہیں آنا چلتے۔ اسی لئے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تو اس بار تمہیں آگے کیا گیا ہے“ — ایم نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں بس! — بس ایک ذہنی کیفیت تھی، درہ
آپ جانتے ہیں کہ میں نے آج تک ناکامی کے بارے میں سوچا بھی نہیں
اور ربانی تو ایسے معاملات کا ماہر ہے“ — سردار احمد جان نے
کہا اور دوسری طرف سے ”او۔ کے“ — کہہ کر رسیدور رکھ دیا گیا۔ سردار
احمد جان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیدور رکھا ہی مھا کر ٹیلیفون
کی گھنٹی بڑھا ہٹھی اور سردار احمد جان نے چونک تکر دوبارہ رسیدور رکھا۔

”یس“ — اس نے اس بار جھنجھلانے ہوئے لپچے میں کہا۔

”ربانی بول رہا ہوں بس! — عمران کی کار آپ کی کاروں میں
داخل ہو چکی ہے۔ وہ یقیناً آپ سے ملنے آ رہا ہے — میں نے سوچا
کہ آپ کو اطلاع کر دوں“ — ربانی نے کہا۔

”میک ہے“ — سردار احمد جان نے کہا اور رسیدور رکھ کر وہ اٹھا
اور تیز تیز قدم اٹھا کاٹریںگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ذرا میک ہٹک
لباس میں عمران سے ملنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے بارے میں اس نے
بے حد تعریفیں سُن رکھی تھیں اس لئے وہ پہلی ملاقات میں ہی اس پر
اپنا ایسا تاثر چھوڑ رہا چاہتا تھا کہ عمران اس کے متعلق کسی دشمن کے شبہ میں
مبتدلا ہی نہ ہو سکے۔

"اوہ واقعی۔۔۔ پر کچھ پوچھیں تو مجھے بھی یقین نہ آ رہا تھا اس لئے
میں آپ کے پاس آیا تھا"۔۔۔ عمران نے حیرت بھر لجھے میں کہا۔
"عمران بیٹے!۔۔۔ یہ کاغذ نہیں ہے۔۔۔ یہ دراصل نینھالیں
کی انتہائی دو تھیس شیٹیں ہیں جنہیں ایکروماٹ کے ساتھ ملا کر تیار کیا
گیا ہے اور ایکروماٹ کے ملنے کی وجہ سے جو خلا پیدا ہو جاتا ہے اس
میں الستھاں گیس کے زیر و مالیکیوں بھرے ہوتے ہیں۔۔۔ بطہریہ
کاغذ کی طرح ہی ہے، اس پر چھپائی بھی ہو سکتی ہے اور اس پر
لکھا بھی جا سکتا ہے۔۔۔ اسے کاغذ کی طرح موڑا بھی جا سکتا ہے اور
تہہ بھی کیا جا سکتا ہے۔۔۔ لیکن بہر حال یہ کاغذ نہیں ہے اور جب ایک
مخصوص حصے میں سے ریڈ یو ہروں کی توانائی کو پھیلا دیا جلتے تو ایکروماٹ
مصروف تھا۔۔۔ یہ کتاب اس نے سرداور کی میز پر رکھی ہوئی دیکھی ھتی۔۔۔
سرداور آں سردار احمد جان کا خط لے کر اس کا سامنی طور پر تحریک کرنے
گئے ہوتے تھے اس لئے عمران اس دوران کتاب پڑھنے میں مصروف
ہو گیا تھا اور پھر سنبھالنے اُسے کتا وقت لگ گیا کہ دروازہ کھلنے کی آواز
سن کر عمران چونک پڑا۔۔۔ سرداور اندر واصل ہو رہے تھے۔۔۔ عمران نے
کتاب بند کر کے رکھ دی۔۔۔

عمران کافی دیر تک اس روپرٹ کو پڑھتا رہا۔۔۔
"کمال ہے عمران!۔۔۔ یہ واقعی انتہائی حیرت انگرزا بجا رہے۔۔۔ دردنا
جب تم نے پہلے اس کے متعلق بتایا تھا تو مجھے قطعی یقین نہ آیا تھا کہ ایک
کاغذ میں الیکٹریک سسٹم بھی موجود ہو سکتا ہے۔۔۔ لیکن اب تحریکی سے
یہ بات ثابت ہو گئی ہے"۔۔۔ سرداور نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے
ہوتے کہا۔۔۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

"کمال ہے عمران!۔۔۔ یہ واقعی انتہائی حیرت انگرزا بجا رہے۔۔۔ دردنا
جب تم نے پہلے اس کے متعلق بتایا تھا تو مجھے قطعی یقین نہ آیا تھا کہ ایک
کاغذ میں الیکٹریک سسٹم بھی موجود ہو سکتا ہے۔۔۔ لیکن اب تحریکی سے
یہ بات ثابت ہو گئی ہے"۔۔۔ سرداور نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے
ہوتے کہا۔۔۔

"بخارے ہاں تو شاید اس سے بھی زیادہ خرچ آئیں لیکن روپیاہ میں
اتنا خرچ چندیں ہو گا کیونکہ وہاں یہ سب چیزیں وہ خود بڑی تعداد میں
تیار کرتے ہیں جب کہ ہمیں دوسروں سے اسے خریدنا پڑتا ہے۔"
سردار نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔
ٹھیک ہے۔ چلو ایک بات تو کلیسٹر ہو گئی۔ شکریہ سردار
آپ کو میں نے ڈرٹرب کیا۔ عمران نے کاغذ کو بند کر کے جیب
میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اگر تم مناسب سمجھو تو یہ کاغذ مجھے دے دو۔ میرے ذہن میں
اس کے تجزیے کے دوران ایک نیا آئیڈیا آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
اس کا غذ کی مدد سے اس آئیڈیے پر مزید کام کر کے دیکھوں۔"
سردار نے کہا۔

ٹھیک ہے آپ رکھ لیں۔ مجھے تو ویسے بھی خطہ لگا رہے گا
کہ کسی وقت اس کی وجہ سے ہیوش ہو جاؤں۔" عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا اور سردار بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران ان سے
اجازت لے کر لیا ہڈی کے بیرونی گیٹ کی طرف چل پڑا۔ اب بہر حال یہ
بات طے ہو چکی ہتھی کہ یہ سردار احمد جان روپیاہ کا کوئی خصوصی ایجنت
ہے اور کسی خاص مقصد کے لئے یہاں یہ سب ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے
اب اس نے اس سردار احمد جان سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ اب وہ
اس کے اصل مقصد کو تلاش کرنے پر کام کر سکے۔ لیکن پھر اچانک اس
کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے کار کا رُخ سرسلطان کے دفتر کی
طرف موڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سرسلطان کے دفتر میں موجود تھا

"کیا فیصلہ کیا تم نے سردار احمد جان کے قبیلے کی مدد کے سلسلے میں؟"
سرسلطان نے عمران سے پوچھا۔

"کیا کسی طرح قبیلے کے سردار گل جان سے بات ہو سکتی ہے؟"
عمران نے ان کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔
"سردار گل جان سے کیوں؟" سرسلطان عمران کی بات
میں کر بڑی طرح چونکہ پڑے۔

"میں چاہتا ہوں کہ سردار احمد جان سے بات چیت سے پہلے اصل
سردار سے بات ہو جلتے۔" سردار احمد جان نوجوان ہیں جبکہ سردار
گل جان بزرگ آدمی ہیں۔ ہو سکتا ہے سردار احمد جان جذباتی انداز میں
کچھ بڑھا چڑھا کر بات کر رہے ہوں۔" عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"سردار گل جان تو طویل عرصے سے علیل ہیں اس لئے قبیلے کی عملی
طور پر سردار ہی سردار احمد جان نے ہی سنبھال رکھی ہے۔ ویسے
ان سے بات ہو سکتی ہے پولیٹیکل ایجنت کی معرفت۔" سرسلطان
نے کہا۔

"کیا ان کے پاس براہ راست فون نہیں ہے؟" عمران نے پوچھا۔
"محضے معلوم نہیں۔ ویسے ہونا تو چاہیتے۔ بہر حال میں پولیٹیکل ایجنت
سے بات کر کے معلوم کر رہا ہوں۔" سرسلطان نے کہا اور پھر انہوں
نے ریسیور اٹھا کر پی۔ اے کو آزاد علاقے کے پولیٹیکل ایجنت سے بات
کرانے کے لئے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"اگر سردار گل جان سے براہ راست بات نہ ہو سکے تو آپ میری بات

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس پولٹیکل ایجنسٹ سے کراویجیے ایکٹو کے نمائندہ کی حیثیت سے۔ عمران نے کہا اور سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

محض ویر بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور سلطان نے ماہر بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”سر۔ پولٹیکل ایجنسٹ اجمل خان صاحب سے بات کیجیے۔“

پیاسے نے کہا۔

”بات کراو۔“ سلطان نے کہا۔

”ہمیلو سر۔ میں اجمل خان بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی لیکن لہجہ موذ بانہ تھا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔“ اجمل خان صاحب۔ بڑے قبیلے کے سردار گل جان سے فون پر بات چیت ہو سکتی ہے؟ میں تھے ان سے ضروری بات کرنی ہے۔“ سلطان نے کہا۔

”سردار گل جان سے۔ اوہ نہیں سر۔ وہ بے حد علیل ہیں۔ اور تقریباً نیم غشی کی حالت میں ہیں۔ اس کے علاوہ وہ بات کرنا تو ایک طرف، کسی کو صحیح طور پر پہچانتے بھی نہیں۔“ دوسرا طرف سے لہاگیا تو سلطان نے رسیور پر ماہر کر کر تیہی بات سامنے پیش ہوتے ہوئے عمران کو بتادی۔

”آپ میری بات کرائیں اس پولٹیکل ایجنسٹ سے۔ لیکن پہلے ذرا اچھی طرح تعارف کر دیں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہمیلو اجمل خان۔“ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو بڑے قبیلے کے سردار احمد جان نے کسی معاملے میں مدد کی درخواست کی ہے ان کی

طرف سے ان کے نمائندہ خصوصی جانب علی عمران صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف، کے اختیارات سے تو اچھی طرح واقع ہوں گے اس لئے آپ بڑتے ہر بانی انہیں کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ دیں۔“ سلطان نے اجمل خان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں، جانب ا۔“ دوسرا طرف سے اجمل خان نے موذ بانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور سلطان نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”ہمیلو۔ علی عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیں سر۔ میں پولٹیکل ایجنسٹ اجمل خان بول رہا ہوں۔ فرماتے؟“ دوسرا طرف سے بولنے والے کا لہجہ اور زیادہ موذ بانہ ہو گیا۔

”اجمل خان ا۔ سردار گل جان کب سے بجا رہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی دو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔“ اجمل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں کیا بجا ری ہے۔“ چند لمحوں میں عمران نے پوچھا۔

”ویسے تو جانب ا۔ بڑھا پانہات خود ایک بجا ری ہر قیمتی ہے۔ لیکن دو سال قبل سردار گل جان کی صحت بے حد اچھی تھی۔ پھر اچاک انہیں بلڈ پر لیشر کی بجا ری لاحق ہوتی اور با وجود علاج کے معاملہ بڑھتا چلا گیا۔ اب گذشتہ ایک ماہ سے وہ بے حد بجا رہیں۔ ڈاکٹر تو بلڈ پر لیشر ہی بتاتے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ہیں" — اجمل خان نے جواب دیا۔
"ان کے بعد بڑے قبیلے کا سردار کون بننے گا" — ہ عمران
نے پوچھا۔

"قبائلی روایات کے مطابق تو ان کے بڑے صاحبزادے سردار سکندر جان
کا حق ہے لیکن چونکہ سردار احمد جان جوان کے چھوٹے بھائی ہیں وہ عملی
طور پر بے حد فعال ہیں جب کہ سردار سکندر جان تقریباً گوشہ نشین قسم
کے آدمی ہیں اس لئے اکثر کہا جاتا ہے کہ سردار سکندر جان اپنے چھوٹے
بھائی کے حق میں دستبردار ہو جائیں گے" — اجمل خان نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ شروع سے ہی گوشہ نشین قسم کے آدمی ہیں" — یا بعد میں
یہی زدے ہیں" — ہ عمران نے ہونٹ بیٹھتے ہوئے کہا۔
"وہ شروع سے ہی انتہائی سید ہے سادے اور مرخجان مرنج قسم
کے آدمی ہیں لیکن جب سے ان کے والدہ بیمار ہوتے ہیں وہ کچھ زیادہ
ہی گوشہ نشین ہو گئے ہیں" — اجمل خان نے تفصیل سے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"سردار احمد جان تعلیم یافتہ ہیں یا" — ہ عمران نے پوچھا۔
"جی ہاں" — وہ خاص سے تعلیم یافتہ ہیں۔ پاکیشیاں کی نیشنل یونیورسٹی
سے انہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوئی ہے" — اجمل خان نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"روسیا کے متعلق ان کے نظریات کیا ہیں" — ہ عمران نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"روسیا وہ اکثر آتے جاتے رہتے ہیں" — وہاں ان کے دوست
بھی ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے یہاں کے پا اٹھ قبائلی اکثر روسیا
شوگران بلکہ کافرستان آتے جلتے رہتے ہیں۔ لیکن بہر حال اتنا مجھے
معلوم ہے کہ سردار احمد جان پاکیشیا کے زبردست حامی ہیں۔ وہ تو آزاد
قبائلی علاقے کو باقاعدہ پاکیشیا میں شامل کرنے کی بات بھی اکثر کرتے
رہتے ہیں" — اجمل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتایں کہ بڑے قبیلے کے مخالف قبیلے کے متعلق حکومت پاکیشی
کو روپرٹ ملی ہے کہ اس کے پاس اچانکہ بے پناہ اور انتہائی بددید
السلح نظر آنے لگ گیا ہے اور انہوں نے جدید ترین اسلحے کے خفیہ ڈپو
بھی پہاڑوں میں قائم کر لئے ہیں" — عمران نے کہا۔

"جناب! — مجھے سردار احمد جان نے گذشتہ دنوں یہ بات کی تھی
اور میں نے اپنے طور پر وہاں تکمیل تحقیقات کی ہے لیکن یہ بات ثابت
نہیں ہو سکی" — البتہ یہ بات درست ہے کہ دوسرے قبیلے کے افراد
کے پاس اب جدید السلح نظر آنے لگا ہے لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں
ہے — بڑے قبیلے کے افراد بھی وہی جدید اسلحہ استعمال کرتے ہیں

یہ اسلحہ روسیا، شوگران اور کافرستان سے سمجھل کیا جاتا ہے —
اصل پریشانی سُوڑز کی بابت سچتی وہ غلط ثابت ہوئی ہے اس لئے میں
نے سردار احمد جان کے اصرار پر حکومت پاکیشیا کو سردار احمد جان کی اطلاع
اور ایسی روپرٹ ارسال کر دی تھی" — پولٹیکل ایجنسٹ نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس بات کے امکانات ہیں کہ دوسرے قبیلے اس بڑے قبیلے پر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اچانک جملہ کر کے اسے ختم کر دے اور سارے علاقوں پر قبضہ کر لے ۔ ۔ ۔ عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں جناب! — ایسا تو عملی طور پر بھی ناممکن ہے۔ ولیسے دوسرے قبیلہ تعداد کے لحاظ سے بھی آتا کم ہے کہ وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے؟

"اس دوسرے قبیلے کی بحدود دیال کس ملک کے ساتھ ہیں" — ۔ ۔ ۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ بھی پاکیشیا کا ہی حلیف ہے جناب" — پولٹیکل ایجنسٹ نے جواب دیا۔

"اوہ کے — اب آپ نے یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ یہ تمام گفتگو کسی طرح بھی یاک آؤٹ نہیں ہوئی چاہیے ۔ ۔ ۔ اسے طاپ کا فیڈنشل ہی رہنا چاہیے" — عمران نے کہا۔

"میں اپنی ذمہ داری بخوبی سمجھتا ہوں سر" — اجمل خان نے جواب دیا اور عمران نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تم نے تو اس پر ایسے جرح شروع کر دی جیسے تم اس سے کوئی خال بات الگوانا چاہتے ہتھے ۔ ۔ ۔ بات کیا ہے، کیا یہ سردار احمد جان مشکوک ہے؟" — سر سلطان نے کہا۔ عمران سے بات چیت کے دوران چونکہ انہوں نے لا اوڑ کا بٹی آن کر دیا تھا اس لئے وہ ساری بات چیت باقاعدہ سننے رہے تھے۔

"نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں ۔ ۔ ۔ درصل جیس ہر پہلو کا خیال رکھا پڑے گے ۔ ۔ ۔ اچھا اب مجھے اجازت دیجئے، اب میں سردار احمد جان

سے مل لوں۔ اس کے بعد اس بارے میں کوئی حصہ فیصلہ کروں گا۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلطان کو سلام کر کے وہ ان کے دفتر سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار اس کا لوٹی کی طرف بڑھی جا رہی تھی جہاں سردار احمد جان کی رہائش تھی۔ اجمل خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اصل میں جس کی طرف پڑھ کر اس کے پڑے پھاٹک پرموکی اور کار سے پچھے اتر کر اس نے ستون پر لگی ہوئی کالی میل کا بٹی پرہیز کر دیا پہنچ لمحوں بعد ہی سایہ چھاک کھلا اور ایک قبائلی جس کے ہاتھ میں جدید مشین گن ہتھی پاہرا آگیا۔

"سردار صاحب سے کہیں کہ علی عمران ملنے آیا ہے" — عمران نے کہا اور وہ قبائلی سرپلانا ہوا اپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد چھاک کھل گیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ پورپڑ میں کار روک کر وہ جیسے ہی اتر ایک اور اوہ پھر عمر قبائلی تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"تشریف لایتے ہے جناب! — میں سردار صاحب کا نائب الف خان ہوں" — آنے والے نے موذ بانہ لیجئے میں کہا اور پھر وہ عمران کو برآمد سے کرنے میں بنتے ہوئے ایک خوکھورت سے ڈرائینک روم میں لے آیا۔ چند لمحوں بعد عمران کے سامنے مشروب کا گلاس بھی پہنچ گیا اور ابھی عمران نے مشروب بن ختم ہی کیا تھا کہ اندر وہ کھلا اور ایک دریانہ قد، بھروس اور خوکھورت جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا اس کا پھرہ بار عرب تھا۔ پڑی بڑی موکھیں تھیں، وہ واقعی کسی پہاڑی قبیلے کا سردار لگتا تھا جسم پر البتہ جدید لباس تھا۔

"مجھے سردار احمد جان کہتے ہیں" — آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

میں آپ کا بے عد شکور ہوں کہ آپ میرا خط ملنے پر ملاقات کے لئے تشریف لاتے — دراصل ہم آجکل انتہائی خطرناک حالات سے وجل پر میں اور آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ پاکیشی سیکرٹ سروس کے چیف کے خاص آدمی ہیں اس لئے میں نے خصوصی طور پر آپ کو خط لکھ کر آپ سے ملاقات کی خواہش کی تھی — دیے میں سرسلطان کو سارا معاملہ گوش گذار کر چکا ہوں ” — سردار احمد جان نے سخنیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

” مجھے معلوم ہے — میری سرسلطان سے ملاقات ہو چکی ہے لیکن بڑے معصوم سے ہے مجھے میں کہا اور سردار احمد جان بے اختیار نہیں پڑے تھیں نے پہاڑوں میں جدید اسلیے کے خیفہ سٹونز قائم کر دکھے ہیں ہے عمران نے بھی یہ لمحت سخنیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

” میرا اکثر روسیاہ آنا جائز تھا ہے — وہاں میرے فاسدے دوست ہیں۔ وہیں سے مجھے ایک حصی رپورٹ ملی تھی — روسیاہ دراصل اس قبیلے کی سرپرستی کر کے یہ سارا علاقہ ہتھیا چاہتا ہے ” — سردار احمد جان نے جواب دیا۔

” پھر آپ نے پولیٹیکل ایجنٹ کو حسب ضابطہ رپورٹ دی ” — وہ عمران نے پوچھا۔

” جی ہاں بے — اور انہوں نے اپنے طور پر انکواری بھی کی لیکن ظاہر ہے جہاں روسیاہ جیسی پیپر پاور ملوٹ ہو، وہاں پیچارے پولیٹیکل ایجنٹ کی انکواری کیا جیشیت رکھتی ہے ” — سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” مم — مجھے حقیر فقیر — پر تقدیر کو علی عمران کہتے ہیں۔ دیے آپ صرف علی عمران بھی کہہ سکتے ہیں ” — عمران کے چہرے پر چھائی سخنیدہ یہ لمحت ایسے غائب ہو گئی تھی جیسے وہ زندگی میں کبھی سخنیدہ رہا ہی نہ ہو۔ اس وقت اس کے چہرے پر حماقتوں کا آبشار اپنی پوری روانی سے بہہ رہا تھا۔

” القاب اچھے ہیں — بہر حال تشریف رکھئے ” — بارعہ چہرے والے سردار احمد جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

” آپ رکھ یا بھئے — مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ” — عمران نے بڑے معصوم سے ہے مجھے میں کہا اور سردار احمد جان بے اختیار نہیں پڑے ” خوب ہا — آپ تو واقعی بے حد حاضر جواب ہیں ” — سردار احمد جان نے نہستے ہوئے کہا۔

” ارے نہیں سردار صاحب ! — میں تو بڑا پکا مسلمان ہوں ” — عمران نے کہا تو سردار احمد جان چونک پڑے۔

” مسلمان — لیکن میں نے کب کہا ہے کہ آپ مسلمان نہیں ہیں ” — سردار احمد جان کے لمحے میں حیرت تھی۔

” کہا تو بھی جاتا ہے کہ مسلمان صاحب میں کمزور ہوتے ہیں اور حاضر جزا کا تو بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس ہر سوال کا جواب حاضر ہو۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس پار سردار احمد جان بے اختیار قہقہہ مار کر نہیں پڑے۔

” بہت خوب — آپ نے آج مجھے تحقیقہ مار کر منے پر مجبور کر دیا ہے۔ درست میرے ملنے والے مجھے انتہائی سخنیدہ آدمی سمجھتے ہیں۔ بہر حال

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"لیکن اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں جا کر یہ سٹورز تباہ بھی کر دیتی ہے تو اس سے کیا ہو گا — روپیاہ انہیں دوبارہ اسلجہ دے دیگا" — عمران نے کہا تو سردار احمد جان کی آنکھوں میں ایک لمبے کے لئے تیزی سے الجھن کے تاثرات اجھرے لیکن جلد ہی دور ہو گئے۔

"اصل بات یہ ہے کہ دوسرے قبیلے کا سردار مستونگ خاں روپیاہ سے درپرہ ملا ہوا ہے درجنہ قبیلے کے دوسرے افراد شاید ایسے نہ ہوں اس لئے اگر اسکے سٹورز کے ساتھ مستونگ خاں کا بھی خاتمہ کر دیا جائے تو یہ مسئلہ جدید کے لئے ختم ہو سکتا ہے" — سردار احمد جان نے کہا۔

"پولٹیکل ایجنسٹ کی معرفت اگر اس مستونگ خاں کو یہاں پاکیشیا طلب کر کے پوری طرح چھان بین کر لی جائے تو کیا یہ زیادہ بہتر نہ ہو گا؟" — دو صل پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں جا کر کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتی جس سے قبائلیوں میں پاکیشیا کے خلاف نفرت پھیلے" — عمران نے ہونٹ پہنچاتے ہوئے کہا۔

"اول تو مستونگ خاں یہاں آئے گا، ہی نہیں" — اور اگر آجھی جائے تو غماہر ہے اس نے یہ بات تسلیم تو نہیں کرنی کہ اس نے اسکے سٹور کر رکھا ہے تو آپ کو وہاں جا کر ہی تحقیقات کرنا ہو گی" سردار احمد جان نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

"مٹھیک ہے — میں چیف کو یہ ساری باتیں بتا دوں گا، اس کے بعد چیف کیا فیصلہ کرتے ہیں اس بارے میں بھی آپ کو اطلاع مل جائے گی — دیسے ایک بات تباہیں آپ نے براہ راست روپیاہ پر الزام لگا دیا ہے، کیا اس کے پس منظر میں کوئی خاص بات ہے؟" — عمران نے کہا۔

سردار احمد جان کو عذر سے دیکھتے ہوتے کہا اور سردار احمد جان عمران کی بات سن کر بے اختیار چونکہ پڑا۔

"خاص بات کیا ہو سکتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ مستونگ خاں کا آما جاما اور اٹھا بیٹھا روپیاہیوں کے ساتھ کافی ہے" — سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات تو آپ کے متعلق بھی کبھی حاصل نہ ہے" — بہتران آپ بے فکر رہیں — چیف سب کچھ سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کریں گے، ولیے بھی چیف کے اپنے بھی ایسے ذرائع میں جن سے وہ خود براہ راست انتہائی اہم معلومات حاصل کر لیتے ہیں اس لئے آپ کوئی فکر نہ کریں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا — ہاں ایک بات اور مجھے یاد آگئی ہے۔ سرسلطان تبار ہے جسے کہ حکومت پاکیشیا آزاد قبائلی سرداروں سے جلد ہی ایسا معاملہ کرنے والی ہے جس کے بعد آزاد علاقہ باقاعدہ پاکیشیا کا حصہ بن جائے گا — اس صورت میں تو روپیاہ کچھ بھی نہ کر سکے گا" —

عمران نے کہا تو سردار احمد جان کے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھیخ گئے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے — کوئی سردار بھی ایسا معاملہ نہیں کر سکتا۔ ہم صدیوں سے آزاد چلے آ رہے ہیں اور آزاد ہی رہیں گے — پھر سردار احمد جان نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔ جب ہم ہی (۲) بات کو نہیں مانیں گے تو یہ معاملہ کیسے ہو سکتا ہے" — سردار احمد جان کے لہجے میں پہا سختی بھی۔

"ہاں! — یہ بات تو ہے — اگر آپ ذاتی طور پر اس آئندہ یئے کی مخالفت کریں گے تو پھر ظاہر ہے ایسا نہ ہو سکے گا" — عمران نے کہا۔

R
A
F
R
E
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"بالکل مخالفت کروں گا — میں ذاتی طور پر اپنے علاقے کو غلام ہمیں بنا سکتا۔ چاہے یہ غلامی پاکیشی کی ہی کیوں نہ ہو" — سردار احمد جان نے انہیٰ سخت لمحے میں حجاب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — بہر حال یہ آپ لوگوں کا اپنا معاملہ ہے ۔ ہمارا تو اس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اب مجھے اجازت" — عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور سردار احمد جان بھی اٹھ کھڑا ہوا عمران سے مصافحہ کر کے باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سمجھیدگی طاری تھی۔ اس کے ذہن میں سردار احمد جان کے متعدد بے شمار خیالات گڈڑ سے ہو رہے تھے۔ خاص طور پر یہ بات کہ پولیٹیکل ایجنسٹ نے اُسے بنا یا تھا کہ سردار احمد جان پاکیشی کے ساتھ علاقے کو شامل کرنے کا حامی ہے لیکن اس کے سامنے سردار احمد جان نے جو موقف اختیار کیا تھا وہ اس بات کے سراسر الٹ تھا اور سردار احمد جان کا لمحہ پتار ہاتھ کر دے واقعی اس معاملے میں انہیٰ سخت موقف رکھتا ہے۔ اس لئے وہ دانش منزل جا کر اس بارے میں خصوصی طور پر نہ صرف سوچ بچار کرنا چاہتا تھا بلکہ وہ رو سیاہ میں موجود سیکرٹ سروس کے سپیشل فارن اسخینیں کو بھی اس بارے میں مزید چھپان پین کرنے کی بہایات دینے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی رو سیاہ نے دوسرے قسمیے کو دانش منزل پہنچ کر عمران نے چاہک کھلوایا اور کام اندر رے گیا۔ اس کے عقب میں چونکہ پھاٹک خود بند ہو گیا تھا اس لئے وہ کام

خصوص پارکنگ کی طرف ملے گیا لیکن ابھی وہ کار روک کر اترائی تھا ہمیں بنا سکتا۔ چاہے یہ غلامی پاکیشی کی ہی کیوں نہ ہو" — سردار احمد جان نے انہیٰ سخت لمحے میں حجاب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے بلیک زیرد! — اگر تمہارے دل میں میرا اتنا بھی احترام پیدا ہو گیا ہے تو پہاڑ کے باہر کہ میرا استقبال کرنا تھا" — عمران نے سکر لئے ہوئے کہا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ اپنے ساتھ سپیشل انڈیکٹر بھی لاؤ بیں" — بلیک زیرد نے قریب آتے ہوئے کہا اور تیزی سے کار کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

"سپیشل انڈیکٹر — کیا سلسلہ؟" — ہر عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور اسی لمبے بلیک زیرد نے کار کے عقبی بیپر کے پنځے حصے کی طرف ٹاٹھا کر ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا بٹن اٹا را اور عمران کی طرف مُٹر گیا۔

"سپیشل سسٹم نے اسے چیک کر کے بے کام بھی کر دیا اور نشاندہ بھی کر دی" — بلیک زیرد نے وہ بٹن عمران کی طرف بڑھ لئے ہوئے کہا اور عمران حیرت سے اس بٹن کو دیکھنے لگا۔ وہ اُسے اکٹ پلت کر دیکھ رہا تھا کہ سیکھت وہ اور زیادہ چونکہ پڑا۔

"سپیشل انڈیکٹر — دیری بیٹھ۔ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال میری توقع سے کہیں زیادہ خراب ہے" — عمران نے کہا تو اس بار بلیک زیرد حیران رہ گیا۔

"صورت حال — گیسی صورت حال" — ہے بلیک زیرد نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کر دیا ہے" — عمران نے ہنستے ہوتے کہا تو بلیک زیر و بھی ہنس پڑا۔
"اصل میں مجھے اس بات پر بے چینی ہے کہ آپ کی کار سے ان
پیشل انڈکٹر کی دستیابی کا مطلب ہے کہ کوئی اہم کیس شروع بھی
ہو چکا ہے اور میں ابھی تک اس سے بے خبر ہوں" — بلیک زیر و
نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اس نے جواب دینے کی بجائے ٹیلیفون کا
لیسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائیال کرنے شروع کر دیتے۔
"صفدر بول رہا ہوں" — رابطہ قائم ہوتے ہی صفرد کی آواز سناتی ہی
"ایک ٹو" — عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔
"اوہ یہ بس" — دوسری طرف سے صفرد کی مواد بانہ آواز
سناتی ہی۔

"صفدر" — پیشل سٹور سے ایس. ایف ڈکٹافون لے کر میزان
کا لوگی کی کوھٹی نمبر اٹھانوے بلکہ والے میں فٹ کر دو — اور پھر وہ
ہونے والی ہر قسم کی باتیں کا ٹیپ ہیڈ کوارٹر بھجوادو۔ اس کے ساتھ
ساتھ تم نے دہان آنے جانے والے کی بھی نگرانی کرنی ہے — اپنے
ساتھ دوسرے مہبز بھی لے لو" — عمران نے مخصوص لمحے میں اسے
ہدایات دیتے ہوتے کہا۔

"یہ سر" — صفرد نے جواب دیا۔

"سنوا" — اس کوھٹی میں آزاد علاقے کا ایک سردار احمد جان رہتا
ہے۔ خاص طور پر اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے" — عمران نے کہا۔

"یہ بس" — صفرد نے جواب دیا اور عمران نے لیسیور رکھ دیا۔

"سردار احمد جان" — آپ تو میرا خبتوں اور بڑھاتے جا رہے ہیں؟"

"آؤ" — عمران نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھانا
آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔
"تم بیٹھو" — میں اس کا تفصیلی تجزیہ کر لوں — مجھے یہ کچھ
نتی ساخت کا لگ رہا ہے" — عمران نے آپریشن روم میں داخل
ہو کر اپنے بیچھے آتے ہوئے بلیک، زیر و سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر
تیزی سے لیبارٹری کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھ گیا۔
لیبارٹری میں کافی دیر گذار نے کے بعد عمران جب واپس آپریشن روم
میں آیا تو بلیک زیر و کھن سے نکلا اور اس کے ہاتھ میں چاٹے کے دو
کپ موجود تھے۔

"بہت خوب" — اب سُنگھڑا یا عورتوں سے مردوں میں منتقل ہو
گیا ہے — جیسے ایک مشہور شاعر نے کہا تھا کہ پرودہ عورتوں سے منتقل
ہو کر مردوں کی عقول پر پڑا گیا ہے" — عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے
مسکرا کر کہا اور بلیک زیر و بھی سُننے پڑا۔ اس نے چاٹے کا ایک کپ
عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ اٹھاتے وہ اپنی مخصوص کرسی کی
طرف بڑھ گیا۔

"ہاں اب بنا یتے کہ یہ کیا چکر ہے" — آپ کی کار پر پیشل
انڈکٹر کی موجودگی اور اس سے آپ کی علمی — اور پھر آپ کا
یہ کہنا کہ صورت حال آپ کی توقع سے زیادہ خراب ہے — ان
ساری باتوں کا کیا مطلب ہے" — چو بلیک زیر و نے کرسی پر بیٹھتے
ہوئے کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"اے اے — ایک چلتے پڑا کہ تم نے تو پورا انٹرویو لیتا شروع

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بلیک زیرو نے چائے کی چپکی لیتے ہوئے کہا۔
”اصل بات یہ ہے کہ مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ چکر کیا ہے بہرحال
میں مقتضی مختصر طور پر بتا دیتا ہوں“ — عمران نے بلیک زیرو کے
چہرے پر موجود بے پناہ تجھس دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور چھپر سیمان
سے خط ملنے سے کر سردار احمد جان سے ملاقات تک سارے واقعات
اس نے مختصر طور پر بتا دیتے۔

”یہ کاغذ والی بات انتہائی حیرت انگریز ہے — اس کا تو مطلب
ہے کہ یہ سردار احمد جان خود رو سیاہی ایجاد ہے“ — بلیک زیرو
نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”یہ اندیک بھی رو سیاہی ساخت کا ہے — میں نے لیسا برٹری میں
لے سے چیک کر لیا ہے اور اگر میں داش منزل نہ آتا تو مجھے معلوم ہی نہ
ہوتا کہ یہ میری کار میں فٹ ہے — ویسے اس سے صرف اس بات
کی نشانہ ہی ہو سکتی ہے کہ میری کار کہاں کہاں گئی ہے — اس میں
ڈکٹافون سسٹم موجود نہیں ہے“ — عمران نے چلتے پڑتے ہوئے کہا۔
”لیکن اس سارے چکر کا مقصد کیا ہو سکتا ہے“ — ہم بلیک زیرو
نے کہا۔

”ظاہر تو ہی مقصد نظر آتا ہے کہ رو سیاہ کسی پڑا سارے مقصد کے لئے
پاکشی سیکرت سروس کو آزاد قبائلی علاقے میں بھجوانا چاہتا ہے“ —
عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہونٹ پھینخ کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے
عمران نے جب خود ہی پڑا سارے مقصد کے الفاظ کہہ دیتے تھے تو اب
وہ اس بارے میں مزید سوالات بھی نہ کر سکتا تھا۔

”اب صدر کی رپورٹ ملنے کے بعد ہی پتہ چلے گا — ہو سکتا
ہے کوئی خاص بات سامنے آجائے۔ اس اندیکٹر کی موجودگی سے تو یہی
ظاہر ہوتا ہے کہ سردار احمد جان اکیلا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ کوئی
گروپ بھی ہے — یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس اندیکٹر سے سردار احمد
جان کا کوئی تعلق رہی نہ ہو اور یہ کوئی اور چکر ہو“ — عمران نے
بڑھاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

طبعیت سیرہ ہوئی تو اس سے دوسری بتوں الماری سے نکال لی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس سے کھولتا، سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی نجاح اٹھی۔ سردار احمد جان نے چونک کہ فون کی طرف دیکھا اور پھر بتوں میز پر رکھ کر اس نے ٹاٹھ بڑھایا اور رسیور اٹھایا۔

”سردار احمد جان پلینگ“ — سردار احمد جان نے سخت ہبھے میں کہا۔

”ربانی بول رہا ہوں باس! — دو انتہائی اہم خبریں ہیں آپ کے لئے۔ — ایک تو یہ کہ عمران آپ سے ملنے کے بعد سیدھا ایک الیسی عمارت میں گیا ہے جو قلعہ نما ہے اور اس کے ساتھ ہی عمران کی کار میں فٹ پیشیں اندھیکھڑ بھی بے کار ہو گیا ہے۔ اس نے کاشن دینا بند کر دیتے ہیں — اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ عمران کے اس عمارت میں جلنے کے کچھ دیر بعد ہی سیکرٹ سروس کے چیف نے صدر کو فون کر کے اُسے حکم دیا کہ وہ کسی سپیشی سٹور سے ایس۔ ایم ڈکٹافون لے کر اُسے آپ کی کوھٹی میں پہنچاوے اور کوھٹی کے اندر ہونے والی ہر قسم کی گفتگو ٹیپ کر کے اُسے ہمیڈ کوارٹر پہنچاتے — مزید ہدایت یہ دی گئی ہے کہ وہ دوسرے ممبروں کے ساتھ کوھٹی کی تکلینگرائی کرے اور ساتھ ہی خاص طور پر آپ کا نام لے کر یہ کہا گیا ہے کہ آپ کی بھروسہ اور مکمل نگرانی کرتی جلتے۔ — ربانی نے تفصیلات بتاتے ہوتے کہا۔

”ہونہہ — اس کا مطلب ہے کہ یہ عمارت ہی پاکیشی سیکرٹ سروس کا نکالی اور دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے شراب پینا شروع کر دی وہ ذہنی طور پر کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا۔ ایک بتوں کے بعد جب اس کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سردار احمد جان عمران کے جانے کے بعد کافی دیر تک اپنے خاص کمرے میں بیٹھا سوچتا رہا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ اس کی چھٹی حس بار بار کسی خطرے کی نشاندہی کر رہی تھی اسے ذہنی طور پر عمران کی باتوں نے بُری طرح لمحادیا تھا۔ عمران کی یہ بات کہ اگر پاکیشی سیکرٹ سروس نے اسلحے کے سٹورز تباہ بھی کر دیتے تو کیا رو سیاہ دوبارہ اسلحہ نہ دیتے گا۔ اس کی ساری پلانگ کو بے معنی کر کے رکھ دیا تھا۔ یہ پوائنٹ تو اس کے ذہن میں بھی نہ آیا تھا اور اب وہ بیٹھا ہی سوچ رہا تھا کہ کیا وہ اس الحجن کا ذکر ایم سے کرے یا اسے گول کر جائے۔ کیونکہ پہلے ہی ایم سے پرلیٹی کی بات کر کے وہ خاصاً شرمندہ ہوا تھا۔ وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے الماری کھول کر شراب کی بتوں چیف ہے۔ — سردار احمد جان نے ہونٹ چلاتے ہوتے کہا۔

"جی ہاں! — اس کے اس عمارت میں جانے کے بعد ان ہدایات کا صدر کو دیتے جانے سے تو بھی ظاہر ہوتا ہے — اور خاص طور پر جب عمران آپ سے بھی مل کر گیا ہے" — ربائی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مھیک ہے — میں ہوشیار ہوں گا" — صدر کے مزید ساختیوں کا پتہ چلا" — ہے سردار احمد جان نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔ "صرف اس عورت کے فیٹ کا پتہ چل گیا ہے جس کا نام جو لیا ہے باقی بھی تک وہی لوگ سامنے ہیں جن کے بارے میں پہلے سے علم تھا" — ربائی نے جواب دیا۔

"تم نے کہا تھا کہ عامر سہیل نے جو کارڈ کیشن شکل کو دیا تھا وہ صدر کے پاس ہے — کیا وہ ابھی تک صدر کے پاس رہی ہے" — ہے

"جی ہاں! — لیکن وہ فیٹ میں ہے۔ صدر نے کوٹ تبدیل کر لیا تھا — البتہ ایک بات اور میں نے آپ سے کرنی ہتھی — جو خط آپ نے عمران کے فیٹ میں پہنچایا تھا وہ خط عمران کے ساتھ سامنہ رہا۔ لیکن جب وہ سینڈنیکٹری گیا تو اس کے بعد اس خط کے ساتھ رابطہ اچانک ٹوٹ گیا اور اس کے بعد اب تک یہ رابطہ بحال نہیں ہوا کہ" —

"ٹوٹ گیا کا کیا مطلب" — سردار احمد جان بری طرح چونک پڑا۔ "یوں لگتا ہے جیسے اس کا غذ کو ضائع کر دیا گیا ہو" — ربائی نے کہا تو سردار احمد جان کے بھنپتے ہوئے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھٹخ گئے۔

"مھیک ہے" — سردار احمد جان نے بھنپتے بھنپتے ہونٹوں سے کہا اور پسورد کو روکر سی سی سے اٹھا اور تیزی سے کمرے سے نخل کر ایک ساہداری میں سے گذرنا ہوا ایک اور چھوٹے کمرے میں آیا اور اس نے کمرے کی ایک دیوار کی جڑ پر مخصوص انداز میں بوٹ کی ٹوماری تو فرش کا ایک کوام کی دھکن کی طرح اور پر کو اٹھا چلا گیا۔ کھلتے ہوئے حصے سے اب سیڑھیاں نیچے جاتی دکھاتی دے رہی ہیں۔ سردار احمد جان سیڑھیاں اترنا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا اس کے دروازہ کھولنا اور ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے سائیڈ پر لگے ہوئے سوچ پیش پر ایک ہٹن کو پر لیں کر دیا۔ دوسرا سے لمبے سر کی تیز آواز کے ساتھ رہی دروازے پر سیاہ رنگ کی فولادی چادر چڑھ گئی۔ سردار احمد جان تیزی سے کمرے کی دیوار سے نصب ایک قدم آؤٹ میشن کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میشن پر چڑھے ہوئے سرخ رنگ کے کوڑ کو ہٹایا اور پھر میشن کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ میشن پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے بدب تیزی سے جلنے بھجنے لگے تو وہ میشن کے سامنے سے ہٹے کہ ایک سائیڈ پر موجود بڑی اسی میز کی طرف بڑھ گیا جس کے پیچے ایک اونچی نیشستہ کی کری بھی رکھی ہوئی ہتھی۔ سردار احمد جان کری پر بیٹھ گیا اور اس نے میز کی ایک دراز کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسیٹر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس پر ایک مخصوص فریکنی ایڈجٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو — ایکس وی ٹھری کانگ چیٹ۔ اور" — سردار احمد جان نے بلباریہ فقرہ رو سیاہی زبان میں دوسرانا شروع کر دیا۔ اس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کا بھی بھی خالصتاً رو سیاہی تھا۔

”لیں۔ چیف، اٹنڈنگ۔ اور“ ۔ چند ملحوظ بعد ایک چھاری اور سخت آواز سنائی دی۔

”چیف ۔ میں پاکیشیا کے وال حکومت سے کال کر رہا ہوں ۔“
مشن ایں۔ ایں کی موجودہ صورت حال آپ سے ڈسکس کرنی ہے۔
اور“ ۔ سردار احمد جان نے مواد باشہ بجے میں کہا۔
”ایم سے بات ہنسیں ہوتی۔ اور“ ۔ دوسری طرف سے چرت
بھر سے بجے میں کہا گیا۔

”ایم سے بات کرنے کا کوئی فائدہ ہنسیں چیف! ۔“ کیونکہ موجودہ
پلانگ ایم کی رہی ہے اور مجھے موجودہ پلانگ تک فیل ہوتی نظر آ رہی
ہے اور آپ اپنی طرح جانتے ہیں کہ ایم اپنی پلانگ پر کوئی تنقید بھی
برداشتہ سی ہنسیں کر سکتے۔ اور“ ۔ سردار احمد جان نے ساٹ بجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔“ تفصیل تباو۔ اور“ ۔ دوسری
طرف سے کہا گیا اور سردار احمد جان نے ساری پلانگ دہرانے کے بعد
شروع سے کر اب تک کی ساری پوری تفصیل سے چادی۔
”تمہارا اختلاف کن پاؤٹس پر ہے۔ اور“ ۔ ہ دوسری طرف سے
پوچھا گیا۔

”چیف۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ لیٹر پیپر کا کہیں سامنی تجزیہ
کیا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر اس کل رابطہ نکشیں سے ختم ہنسیں ہو سکتا۔ اس
طرح یقیناً اہنسیں اس پیٹر پیپر کی اصل حقیقت کا علم ہو گیا ہو گا اور تجزیہ

کرنے کا مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ
ضرور علم ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ عامر سہیل کا کردار اس لئے ڈالا گیا
مگا کہ عامر سہیل اس کیپن شکیل کا بھتیجہ بن کر جذباتی طور پر اس کے بیچہ
قریب ہو جلتے گا اور عامر سہیل کی مدد سے آسانی سے سیکرٹ سروس کا
پورا سیٹ اپ کیٹپن شکیل کے ذریعے سامنے لا یا جاسکے گا۔ لیکن کیپن شکیل نے
اس معاملے میں انتہائی سرد بھری کامنظامہ کیا ہے بلکہ عامر سہیل کے
خلاف اس کے ساتھیوں نے باقاعدہ انکو اتری بھی شروع کر دی ہے اور ظاہر
ہے وہ سیکرٹ سروس کے رکن ہیں۔ کہیں ذکریں انہیں کوئی کلیوبل
ہی جائے گا۔ اس طرح یہ عجیب و غریب پلانگ بھی ہمارے خلاف چلی
جائے گی۔ اور تیسرا بات یہ کہ اس علی عمران کی باتوں سے مجھے
یقین ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کی ٹیم آزاد علاقوں میں ہنسیں بھیجے گا کیونکہ
منطقی طور پر اس کی یہ بات درست ہے کہ اگر ایک بار اسلحے کے سوزختم
کر دیتے گئے تو رو سیاہ دوبارہ ایسا مزید سکھوڑے سکتا ہے اس لئے یہم
بھیجنے کا کوئی فائدہ ہنسیں۔ اور یقیناً پاکیشیا اور آزاد علاقوں کے
سرداروں کے درمیان باہمی معاہدے کی بات چیت کسی نہ کسی سطح پر
ہو رہی ہو گی جس سے ہم لا علم ہیں۔ اور آخری بات یہ کہ اس
عمران کے مجھ سے مل کر جانے کے بعد میری گفتگو اور محرمانی کے احکامات
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چین کی طرف سے دیتے جانے کا مطلب
ہے کہ عمران خود ہی چیف ہے اور اُسے مجھ پر بھی یقیناً کوئی شک
پڑ گیا ہے۔ لیسی صورت میں ایم کی موجودہ پلانگ کا کیا حشر ہو سکتا
ہے اس بارے میں آپ بہتر سوچ سکتے ہیں۔ اور“ ۔ سردار احمد جان

تو سیکرٹ سروس ہیں تلاش ہی نہ کر سکے — ربانی اور اس کا گردپر
ہرے سے سامنے ہی نہیں ہے۔ سامنے تو صرف میں اور عامر سہیل ہی ہیں
ہمارے سامنے سے ہٹ جانے کی وجہ سے وہ لوگ ہمارے خلاف کچھ بھی
نہ کر سکیں گے۔ اور ” — سردار احمد جان نے کہا۔

” تمہاری باتیں درست میں ایں۔ وی ٹھری — عمران کو جب شک
پڑ گیا ہے تو وہ اب بھوت کی طرح تمہارے پیچھے پڑ جائے گا — وہ ان
معاملات میں انتہائی شاطر آدمی ہے — اصل میں ایم سے دو بنیادی
غلطیاں ہوتی ہیں۔ اُسے عمران کے سامنے لیٹر پیدن لانا چاہیئے تھا اور دوری
بات یہ کہ مہینیں بھی صرف بات کر کے واپس چلا جانا چاہیئے تھا — اگر
سیکرٹ سروس کی نیم نے وہاں جانا ہوتا تو خود بخوبی پہنچ جاتی۔ اور ” —
چیف نے کہا۔

” ایم کا خیال تھا کہ اگر وہ اپنے طور پر وہاں گئے تو نجانے کس روپ میں
جائیں اور ہم سے ٹریس نہ ہو سکیں۔ اس طرح اگر وہ میرے ساتھ ہائی
کے تو ہمارے سامنے رہیں گے اور ہم آسانی سے کسی بھی لمحے ان کا نکلن
صاف یا کر سکتے ہیں — لیٹر پید بھی اسی لئے بھجو رہا تھا کہ عمران جیسے شاطر
اور بوشیار آدمی کا شاید دیسے ختم کیا جانا ممکن نہ ہو تو اس لیٹر پید کے ذریعے
جو لازماً اس کے فیڈ میں ہی رہنے گا اُسے کسی بھی وقت بہوش کیا
جاسکتا ہے اور اس کے بعد اس کا خاتمہ انتہائی آسان ہو جائے گا۔ اور ” —
سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” ہونہہ — پلانگ تو ایم کی اچھی ہے لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے
اس میں واقعی رسک موجود ہے — اور کے — تم ایسا کرو کہ فوری طور

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نے پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔
” لیکن اس صورت میں پلانگ کے دوسرے حصے پر فری عمل کیا
جاسکتا ہے — میڈ کو اڈر کا مہیں عالم ہو گیا ہے — اگر عمران چیف
ہے تو وہ بھی تمہارے سامنے ہے — سیکرٹ سروس کے بیشتر ممبران
بھی سامنے میں تو ان سب کا خاتمہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے — اگر
پہلا حصہ ناکام ہو جاتا ہے تو دوسرے حصے پر عملدرآمد میں تو کوئی رکاوٹ
نہیں ہے۔ اور ” — چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
” آپ کی بات درست ہے۔ لیکن اس کا بھی سے فیصلہ موجوداً چاہیئے
ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ جب تک اگر دیس پکڑ دیں تب ہم فیصلہ کریں کہ دوسرے
 حصے پر عمل کرنے چاہیئے — اور اس کے ساتھ یہ رسک بھی بہر حال موجود
رہے گا کہ جیسے ہی حملہ شروع ہو گا سیکرٹ سروس جو ابھی صرف
ٹک دشہ میں پیشی ہوتی ہے فوری طور پر اور بھرپور انداز میں حرکت میں
آجائے گی۔ اور ” — سردار احمد جان نے کہا۔
” تو تم کیا چاہتے ہو — کھل کر بات کرو۔ فیلڈ ورک تو تم نے ہی کیا ہے۔
ایم کے ذمہ تو صرف پلانگ بنانا اور اس پر ہونے والے عملدرآمد کو پرواہ
کرنے کا کام چھوڑا گیا تھا۔ اور ” — چیف نے کہا۔

” میرا خجالت ہے کہ ہمیں دوسرے حصے پر فوری طور پر عملدرآمد
کر دینا چاہیئے — مقصد تو پرسویپ ہے یعنی موجودہ سیکرٹ سروس کا
مکمل خاتمہ — اس کے امکانات موجود ہیں مگر اس کے لئے ہمیں دو کام
کرنے ہوں گے۔ ایک تو اس عامر سہیل کو فوری طور پر سامنے سے مٹا لہو گا
و دوسرا مجھے بھی فوری طور پر سکریں سے ٹکنا ہو گا تاکہ اگر کوئی لمبی رہ جائے

پر سکرین سے ہٹ جاؤ اور اس وقت تک انتظار کرو جب تک ہنڈ کو اڑ
اور اس کے چیف کے بارے میں حصی معلومات نہیں مل جائیں —
عامر سہیل کو بھی ہٹا دو — سیکرٹ سروس کے باقی ممبران کو بھی ٹرین
کرتے رہو — اور پھر چیسے ہی سب کچھ سامنے آئے فل اور فائل ریڈ
کر کے تمام سیکرٹ سروس کا مکمل صفائیا کر دو — لیکن اس بات کا
خیال رکھنا کہ ایکلا عمران ایک طرف اور باقی پوری سیکرٹ سروس ایک طرف
رکھی جلتے تو دونوں پلٹرے برابر ہی رہیں گے۔ اس لئے عمران کا خاتمه
ہر صورت میں ہونا چاہیے۔ اور ” چیف نے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے چیف! — تو پھر زیادہ آسان بات یہ ہے کہ پہلے
عمران کا خاتمه کر دیا جائے اور پھر موقع دیکھ کر باقی سیکرٹ سروس کا بھی
خاتمه کیا جاسکتا ہے۔ اور ” — سردار احمد جان نے کہا۔

” یہ کام بھول کر بھی نہ کرنا — جو کچھ کرنا اکٹھا ہی کرنا — اگر عمران
آئی آسافی سے مرنے والوں میں سے ہوتا تو سجلے اب تک کتنی بار مر جکا
ہوتا۔ اور ” — چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” لیکن چیف! — موجودہ سیکرٹ سروس کے خاتمے سے روایاہ کو کیا
فائدہ پہنچے گا — حکومت پاکیشی دسری ٹیم بادے گی۔ اور ” — سردار
احمد جان نے کہا۔

” ایسی ٹیم شاید صدیوں میں بھی دوبارہ نہ بن سکے۔ لیس آٹما ہی کہنا کافی
ہے — اور کے — میں ایم کو کاں کر کے واپس بلا لیتا ہوں۔ اب تم خود
محترم ہو — ایس ایس مشن کو جس طرح چاہو مکمل کرو لیکن اتنا تو تم اچھی
ظریح جانتے ہو گے کہ ایس۔ وی میں ناکامی کے لفظ کے کیا معنی ہوتے ہیں۔

اور اینڈآل ” — دوسری طرف سے انتہائی سخت بیجے میں کہا گیا اور
سردار احمد جان نے سر بلاتے ہوئے ٹرانسیور کا بیٹن آف کیا اور پھر میز پر
رکھے ہوئے ٹبلیفون کارسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔
”ربانی بول رہا ہوں ” — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
ربانی کی آواز سنائی دی۔

”سردار احمد جان بول رہا ہوں ” — سردار احمد جان نے اسی طرح
سخت بیجے میں کہا۔

”باس ا! — میں نے آپ کو بتایا تھا کہ آپ کی نجگانی ہو رہی ہے ” —
ربانی نے بھی بھی آداں میں کہا۔

” مجھے معلوم ہے — تم نکرنہ کرو۔ میں پیش روں سے بول رہا ہوں۔
اوٹی فی مشین بھی آن ہے۔ اس لئے آواز چیک نہیں ہو سکتی —
کھل کر پات کرو ” — سردار احمد جان نے اسی بیجے میں کہا۔

” اوہ — پھر ٹھیک ہے باس ا! — دیے آپ کی کوئی کوئی کے گرد صفت
اپنے دوسرا تھیوں سمیت موجود ہے۔ ایک آدمی جس کا نام تنور ہے وہ
عقیب میں ہے — جبکہ نعمانی نام کا آدمی سامنے کے رُنج پر ہے اور
صفر خود کچھ دور ہٹ کر ایک نو تعمیر شدہ کوئی کے اندر موجود ہے —
انہوں نے ایک شخصوں گن کے ذریعے کوئی سُرُنج رنگ کا کیسپول آپ کی
کوئی کے اندر پھینکا تھا ” — ربانی نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

” ٹھیک ہے — سنو! اب سزا چیف سے تفصیلی بات ممکنی ہے۔
ایم کو واپس بلا لیا گیا ہے اور اب ایس ایس مشن کا میں مکمل سربراہ بن
گیا ہوں — اس کے ساتھ ری لائن آف ایکشن بھی تبدیل کر دی گئی

R
A
F
R
E
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہے۔ غامر سہیل کو فوراً سکریں آف ہونے کا حکم دے دو۔ میں بھی اپنے سردار احمد جان یہاں سے باقاعدہ جا رہا ہوں۔ اس کے بعد والپس تمہارے ہسید کوارٹر میں پیش میک آپ میں پہنچ جاؤں گا۔ میری والپسی تک تم نے مزید حقنے بھی سیکرٹ سروس کے نمبر ان ڈلیس ہو سکتے ہوں کرنے میں اور اس ہسید کوارٹ عمارت میں چلناگ شیش پہنچانی ہے تاکہ اندر موجود حفاظتی سسٹم کے بارے میں بھیں تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں۔ میں والپس آکر فل انکشن کروں گا کیونکہ اب ایس ایس مشن کو یہیں دار الحکومت میں ہی مکمل کرنے کے احکامات چینے نے دیتے ہیں۔

سردار احمد جان نے کہا۔

”ٹھیک ہے بس!“ مشن جب یہاں آسانی سے مکمل ہو سکتا ہے تو پھر مزید ڈھیل دینے کی کیا ضرورت ہے؟“ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب اس مشن کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار صرف تمہاری اور تمہارے گروپ کی کارکردگی پر ہے۔ اور تم یہ بات تو اچھی طرح جانتے ہی ہو گے کہ ناکامی کا سطح ایس روئی میں کیا ہو گا ہے؟“ سردار احمد جان نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں بس!“ آپ پہنچ کر رہیں۔“ دوسری طرف سے ربانی نے کہا۔

”سنوا!“ میری والپسی تک تم نے صرف نگرانی کرنے ہے۔ کوئی مداخلہ کسی بڑی بھی نہ کرنا جس سے سیکرٹ سروس کو معمولی سائنس پذیری پڑے۔ انتہائی احتیاط سے کام کرنا۔ اور سنوا۔“ مفہومی دیر بعد تم نے مجھے فون کر کے بابا جان کی طبیعت زیادہ خراب ہونے کی

اطلاع دینی ہے۔ سمجھ گئے ہو۔“ سردار احمد جان نے کہا۔

”میں بس!“ سمجھ گیا ہوں۔“ ربانی نے جواب دیا اور سردار احمد جان نے۔ او۔ کے۔ کہہ کر رسیور رکھا اور پھر ٹرالٹیسٹر کو اٹھا کر درازے میں ڈالنے کے بعد وہ اٹھا اور مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کو آف کیا اور والپس اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر سیاہ فولادی چادر چڑھی ہوئی تھی۔ اس نے سورج پیٹل کا بیٹن دیا ایسا تو سیاہ فولادی چادر والپس چھت میں غائب ہو گئی۔ اب دروازہ نظر آنے لگے گیا تھا۔ سردار احمد جان نے دروازہ کھولا اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر کھلے حصے سے نکل کر کرے میں پہنچ گیا۔ دیوار کی جھڑ میں پسراہ کر اس نے فرش کا کھلا حصہ برابر کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھانا۔ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جو ہر سے اٹھ کر وہ ادھر آیا تھا۔ ابھی اس کمرے میں پہنچے اُسے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بچھی اپنی طبیعت اور سردار احمد جان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”سردار احمد جان بول رہا ہوں!“ سردار احمد جان نے انتہائی باریک بیجے میں کہا۔

”شیرخان بول رہا ہوں سردار۔“ بڑے سردار صاحب کی طبیعت اچانک بے حد خراب ہو گئی ہے۔ آپ فوراً پہنچیں۔“ دوسری طرف سے ربانی نے کہا۔

”ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔“

”اوہ۔ اچھا اچھا۔“ میں آرہا ہوں۔ زیادہ خراب تو نہیں ہے۔“

سردار احمد جان نے گھبرتے ہوئے بیجے میں کہا۔

”لبس سردار۔“ آپ فوراً پہنچنے کی کریں باقی اللہ کو جو منظور ہو گا۔“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

دوسری طرف سے کہا گیا اور سردار احمد جان نے رسیور رکھا اور پھر جلدی سے میز پر رکھی ہوئی الیکٹریک بیل کا بٹٹن پر لسیں کر دیا۔

"جی سردار" — کمرے کا دروازہ کھلنے کے بعد ایک نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"بابر کو کہو کہ جلدی بحیثیت تیار کر کے۔ بابا جان کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے اور جیس سارے کام چھوڑ کر فوراً جانا ہے — اور سنوارستم کو میرے پاس بصحیح دو — جلدی" — سردار احمد جان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"جی سردار" — نوجوان نے کہا اور جلدی سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک اوہ ہیٹر عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

"جی سردار" — اوہ ہیٹر عمر آدمی نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"رستم خان!" — شرخان کا بھی فون آیا ہے کہ بابا جی کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے اس لئے جیس فون آپس جانا ہے۔ تم کو بھی کا خیال رکھنا اور اگر وہ عمران صاحب دوبارہ آئیں یا ان کا فون آتے یا کسی اور کا آتے تو انہیں بتا دینا کہ جیس کیوں فوراً والپس جانا پڑ گیا ہے — جیسے ہی بابا جان کی طبیعت تھیک ہو گئی ہم والپس آجائیں گے" — سردار احمد جان نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"جی سردار — حکم کی تعییل ہو گی" — رستم خان نے موہ ماں لہجے میں کہا۔

"جاوہ اور جیسے ہی بھی پتیار ہو، مجھے اطلاع دو — میں اس دوران لباس بدل لوں" — سردار احمد جان نے کہا اور تیزی سے ڈریںگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

متحاکہ اچانک کمال بیل کی آواز نافی دی اور صفرربے اختیار چنگ پڑا۔ دوسرے لمبے وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ "کون ہے" — ڈی صفرنے دروازے کی چھٹختی کھولنے سے پہلے حسب عادت پوچھا۔

"سس سس — صدر صاحب کا فلیٹ ہی ہے" — دوسری طرف سے عمران کی بڑی سمجھی ہوئی سی آواز نافی دی اور صفرربے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر چھٹختی کھولی اور پھر دروازہ کھول دیا۔

"اگر صدر جیسے بڑے عہدیدار ایسے ہی فلیٹوں میں رہنے لگ جائیں تو ملک کی قسمت نہ بدل جاتے" — صفرنے ایک طرف ہٹلتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ملک کی قسمت صرف رہنے سے نہیں بدل سکتی — محنت اور کام سے بدلتی ہے — اگر تمہاری سجائے صدر مملکت بھی فلیٹ میں بیٹھ کر فٹ دیجھتے رہیں تو قسمت نے واقعی بدل جانا ہے لیکن یہ تبدیلی زوال کی طرف ہوگی — ترقی کی طرف نہیں ہو سکتی" — عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ سامنے ڈرائینگ روم کے کونے میں پڑا چلتا ہوا ٹوٹی دی یہاں سے دکھانی وسے رہا تھا اور صفرربے اختیار میں پڑا۔

"صدر کے پاس تو ظاہر ہے کام ہو گا — ہم تو آجکل مکمل طور پر بیکار میں" — صفرنے ہٹلتے ہوئے کہا۔ "اے — پر فانی انسان والی خصوصیت ایسی ہے کہ تم سکے بند قسم کے شہ بالا بن سکتے ہو" — عمران نے کہا اور صفرربے ایک بار پھر

کو واقعی بر فانی نظارہ ہی اچھا لگتا ہے — مھنڈک نہ سہی مھنڈک کا احساس ہی سہی" — عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"آگ کا انسان — کیا مطلب! — انسان تو مٹی سے بننا ہوا ہے آگ سے تو شیطان بناء ہے" — صفرربے مسکراتے ہوئے کہا۔ "چلو اگر تم نے غلطی درست کر رہی لمبے تو ایسے ہی سہی — میں تو اس لئے کہہ رہا تھا کہ یہاں پاکیشیا میں جس قدر گرمی پڑتی ہے یہاں کے رہنے والے کو آگ کا انسان بھی کہا جا سکتا ہے — بہر حال اپنے متعلق تم بہتر جان سکتے ہو" — عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو صفرربے اختیار کھل کھلا کر منہس پڑا۔ کیونکہ عمران نے بڑے خوبصورت انداز میں اس کے اپنے فقرے کے مطابق اسے شیطان بنادیا تھا۔ بہر حال صفرنے نے ٹوٹی دی بند کر دیا۔ ظاہر ہے عمران کی موجودگی میں کسی دوسری دلچسپی سے لطف یلنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"آج او ہر کیسے بھول پڑے آپ" — صفرنے کہ سی پر نہ سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بُر دکھاوے کے لئے جارہا تھا — میں نے سوچا کہ چلو شہ بالا کو جی ساختہ لے لیا جاتے" — عمران نے بڑے مخصوص سے لہجے میں کہا۔

"بُر دکھاوے کے لئے — اوہ سمجھ گیا — مطلب ہے کہ آپ جو لیا منہس پڑا۔

کے فلیٹ پر جا رہے تھے" — صفرنے ہٹلتے ہوئے کہا۔

"بس یہی تمہاری سمجھ جانے والی خصوصیت ایسی ہے کہ تم سکے بند قسم کے شہ بالا بن سکتے ہو" — عمران نے کہا اور صفرربے ایک بار پھر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہنس پڑا۔

"لیکن عمران صاحب! — جولیا کے فلیٹ میں جلتے ہوئے آپ کو میرا سہارا لینے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی" — صقدر نے جان بوجہ کر بات کو آگے پڑھاتے ہوئے کہا۔

"مہیں معلوم تو ہے کہ پاکیشیا میں اب اسلامی قانون نافذ ہو چکا ہے اور جولیا بھر حال نامحرم ہے — اس لئے ایکے اس کے فلیٹ میں جانا قانون کی نگاہ میں مشکوک بھی ہو سکتا ہے" — عمران نے کہا تو صقدر پے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"تو آپ یہ نہیں دیتے" — صقدر نے پوری طرح لطف یلتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اس فلیٹ سے جولیا کو پھر وہاں جاؤں" — عمران نے سوالیہ لجھ میں کہا۔

"ارے — کمال ہے — آپ جیسا آدمی بھی میرا بات نہیں سمجھ سکا۔ آپ نے کہا ہے کہ جولیا نامحرم ہے اس لئے آپ وہاں ایکے نہیں جانا چاہتے — اس لئے میں نے کہا ہے کہ آپ نہیں کیا معلوم تھا جولیا کو محرم نالیں — پھر تو کوئی پابندی نہ ہو گی" — صقدر نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ فراسی جو امید باقی رہ گئی ہے اس کا بھی خاتمه بالخیر ہو جائے" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"امید کا خاتمه بالخیر — کیا مطلب" — ہے اس پار صقدر چونک پڑا۔ "ظاہر ہے نہیں" کی وجہ سے ہی تو سارا سکوپ پتھا نہیں کیا۔

تو سکوپ ختم — نامحرم کا مطلب ہوتا ہے جس سے شادی ہو سکتی ہو۔ اور نامرم وہ ہوتا ہے جس سے شادی ہوئی نہ سکتی ہو۔ — جیسے ماں بھن، بیٹی وغیرہ — اب مجھے یہ تو معلوم نہ تھا کہ تم اس قدر عالم فاضل آدمی ہو گے اس لئے میں نے تو نہیں کیا۔ — کاسیدہ شادی مطلب یا تھا کہ مشہور مثال ہے کہ وہ سیاست و انہی نہیں جو "ماں" — نہ کہے اور وہ خورت ہی نہیں جو "ماں" — نہ کہے — اور ظاہر ہے جولیا عورت ہے اس لئے میں سمجھا کہ نہیں کیا۔ — ہٹا دینے کا مطلب ہے کہ جولیا کو فلیٹ سے ہٹا دیا جائے — عمران نے اس طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا جیسے استاذ پھوٹوں کو سبق پڑھاتے ہیں اور صقدر کے پھرے پر گھری نہ استد کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

"ویری سوری عمران صاحب! — میں نے آج تک ان الفاظ کے اصل معنوں پر کچھی خورہی نہ کیا تھا — میں تو سمجھا تھا کہ نہیں کیا۔ — اس لئے ایکے اس کے فلیٹ سے جولیا کے مطلب ہے کہ آپ جولیا سے شادی کر لیں — اب مجھے کیا معلوم تھا کہ نامرم کا مطلب دوسرا ہوتا ہے" — صقدر نے شرمندہ سے لجھے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار چک ابھر آتی تھی۔

"واہ! — کیا خوبصورت لفظ بولا ہے تم نے شادی" — جی چاہتا ہے تمہارا منہ چوہم لوں۔ لیکن تمہارے منہ پر موجود موچھوں کا برش ذرا ہمار ڈھنڈ میں کا ہے اس لئے مجبوری ہے — میں تو تمہارے مشورے پر عملدرآمد کے لئے تیار ہوں۔ بزرگ کہتے ہیں نیک مشورے پر فردی عملدرآمد کرنا چاہیتے لیکن اب کیا کروں یک طرفہ ٹریفک والا مستد ہے" — عمران نے مسکراتے

R
A
F
R
E
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہوتے کہا اور صفرد ایک بار پھر منس پڑا۔
”آپ کم از کم میرے سامنے تو یہ بات نہ کیا کریں۔ آپ بھی اپنے
متعلق میں جو یا کے جذبات اچھی طرح جانتے ہیں اس کے باوجود —
اب میں کیا ہوں۔“ — صفرد نے مسکراتے ہوتے کہا۔

”تم سب کچھ کہ سکتے ہو۔ شربالا کو حق ہوتا ہے ہر بات کہنے کا —
لیکن ایک سند اور بھی ہے کہ شربالا عام طور پر شادی شدہ ہوتا ہے۔ اس
کا مطلب ہے کہ پہلے تمہارا نمبر آتے گا پھر ہی تم شربالا بن سکو گے۔ چلو
ستدھتم۔ تھی چیف نے تمہارا نمبر لگانے دینا ہے اور نہ تم نے شربالا بننا
ہے۔“ — عمران نے ٹڑے مایوس سے بچے میں کہا اور صفرد بے اختیار
بیش پڑا۔

”ملنے کے لئے آپ واقعی انتہائی خوبصورت جواز پیدا کر ہی لیتے
ہیں۔ بہ حال آپ بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے چلتے بناؤ ہوں۔“ —
صفرد نے کہی سے اٹھتے ہوتے کہا اور عمران کے سر بللے پر وہ تیزی
سے سائیڈ میں موجود کچن کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے میز پر رکھا ہوا ایک رسالہ اٹھایا اور اسے دیکھنے لگا لیکن
پھر اسے رکھ کر وہ اٹھا اور ایک سائیڈ میں موجود کتابوں کے ریک کی
طرف بڑھ گیا۔ وہ پونکہ ذہنی طور پر فارغ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ
شاید صفرد کی ذاتی لائبریری سے کوئی اچھی سی کتاب مل جائے تو
وہ اسے پڑھنے کے لئے سامنے لے چلتے گا۔ پھر اس نے ایک کتاب پسند
کی اور اسے پھر کر وہ والپس کر سی کی طرف مڑا۔ ہی تھا کہ یکجوت چونک پڑا
دوسرا سے لمبے وہ تیزی سے ریک کی طرف گھوما اور غور سے اس خالی جگہ

کو دیکھنے لگا جہاں سے اس نے کتاب کھینچنی تھی۔ پھر اس نے پھر فتنے سے
 دائیں طرف والی کتاب کو بھی اٹھایا اور اس کے سامنے بھی اس کے حلق
سے ایک طویل سانس نکل گیا۔

”یہ تو بکر بن ہے۔ میں سمجھا بجانے کیا چیز ہے؟“ — عمران نے
بڑھاتے ہوتے کہا کیونکہ پہلی کتاب نکالتے وقت اُسے ترخ زنگ کے
رین کے سرے کی جھلک سامنہ والی کتاب سے نکلی ہوئی دکھائی دی تھی۔
اوہ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی ڈانیمیٹ کا فیٹہ ہو۔ اس لئے عمران
چونکا تھا میکن اب سامنہ والی کتاب نکلنے سے اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ جسے
وہ ڈانیمیٹ کا فیٹہ سمجھا تھا وہ دراصل کتاب کے اندر نشانی رکھنے کے
لئے لگاتے جانے والا رہن ہے جو کتاب سنکر ریک کے سختے پر گر گیا
تھا اور اس کے اوپر کتاب آگئی۔ اس کا دوسرا سراستہ تی درمیانی جھری
میں ڈھنکا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ رین اٹھایا تاکہ اسے کتاب
کے اندر رکھ دے سکن۔ جیسے ہی وہ رین کو اٹھانے لگا اس کا دوسرا سرا
ریک کی پشت اور سختے کی درمیانی جھری میں چنس گیا۔

”کیا مطلب؟“ — عمران نے حیرت بھرے انداز میں سوچا اور پھر
اس نے جھلک کر سختے کے نیچے سے اس کے دوسرے سرے کو دیکھا، ہی
تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا۔ دوسرے لمبے اس نے رین کو چھوڑ کر سختے کے
نکلے حصے میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیسے ہی اس کا ہاتھ باہر آیا اس کی آنکھیں
حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ رین کے دوسرے سرے پر ایک انتہائی جدید
ٹکٹافون ٹین بندھا ہوا تھا۔ عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔ دیسے اس
کی آنکھوں میں اب بھی شدید ترین حیرت موجود تھی۔ دوسرے لمبے اس نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جانا ہے۔ اُسے خواہی شیکا کی جھیل کے کنارے پر ناچنے والی وہ خود تین یاد آجائی ہیں جو مردوں کا خون چوتی ہیں۔ اور جہاں تک جوانا کا تعلق ہے اُسے شادی کرنے سے زیادہ عورتوں کی گزدی میں توڑنے میں لطف آتا ہے۔ اور رہ گیا سیمان۔ تو وہ واقعی تیار ہے لیکن یہاں میری مفسسی آڑ سے آجائی ہے۔ اس کی سابقہ تنخوا ہیں اور بولن کی ادائیگی ہو تو اس کا کام بنے۔ اب صفت میں تو شادی ہونے سے رہی۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صقدر ایک بار پھر کھل کر ہنس پڑا۔

”پھر تو واقعی آپ کو طویل انتظار کرنا پڑے گا۔“ صقدر نے ہستے ہوئے کہا۔

”اہے نہیں۔ اتنا مایوس ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کوئی ایسی محترمہ مل جانے دو چوں تمہارے چیف کو کنٹرول کر سکے۔ لیں پھر دیکھنا باجماعت شادیاں ہوں گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور انھوں کو کھڑا ہو گیا۔

”کیا ہوا۔ کہاں چل دیتے آپ۔“ صقدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”خوب نہ یا بندہ۔ یعنی جو تلاش کرتا ہے اسی کو ملتا ہے۔ اس لئے چیف کی ہونے والی بیکم کو تلاش کرنے جا رہا ہوں۔ دعا کرنا، اپنے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خورت بیڑا، ہی ملتا ہے۔ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور صقدر ہنسا ہوا انھا اور اس نے عمران کے جانے کے بعد دروازہ لاک کیا اور والپس ڈرائیگر روم میں اگر اس نے فی، وی دوبارہ آن کر دیا اور کرسی پر بیٹھ گر ایک بار پھر

جلدی سے اُسے دوبارہ بالکل پہلے کی طرح رکھ دیا اور پھر کتابوں کو والپس رکھ کر وہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

اسی لمبے صقدر چاٹے کے دو کپ انھاتے ڈرائیگر روم میں داخل ہوا۔ کیا ہوا۔ آپ کچھ پریشان سے دکھائی دے رہے ہیں۔ صقدر نے عمران کے چہرے پر چھاتی ہوئی سمجھدی اور سوچ کو مار کر تے ہوتے حرث بھرے بیچے میں پوچھا۔

”لیں اچاہک خیال آگیا ہے کہ تمہیں شہ بالا بنانے کے چکر میں کہیں میں ساری عمر کنوارہ ہی نہ رہ جاؤں۔ اس لئے سوچ رہا تھا کہ کسے شہ بالا بنایا جلتے۔ لیکن سوائے سوپر فیاض کے اور کوئی ایسا آدمی ہی نہیں۔ جو شادی شدہ ہو۔ اور سوپر فیاض کو تم جانتے ہو۔ وہ شہ بالا بننے کی بجائے خود دو ہمہ بیٹھنے کے لئے تیار ہو جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صقدر بے اختیار ہنس پڑا۔

آپ نے خود ہی کوشش نہیں کی۔ چلیے سیکرٹ سروس کے نمبر ان کا منکر تو چیف کی اجازت پر مختصر ہے مگر ٹائیگر تو سیکرٹ سروس کا نمبر نہیں۔ اسی طرح سیمان ہے۔ جزو فہرستے ہوئے کہ سی پر بیٹھ کر چاٹے کی پیکی لیتے ہوئے کہا۔

”اصل میں میری قسمت میں کوئی گرد طب ہے۔ مجھے جو بھی ملتا ہے ٹائیگر صاحب کو بلڈ ریز مشن کے دران ایک محترمہ ساگوری نے پسند کر لیا تھا لیکن ٹائیگر صاحب خالص خونخوار قسم کے ٹائیگر ثابت ہوئے۔ جزو تو خورت کا تصور کرتے ہی کا پہنچنے لگ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

فلم دیکھنے میں مصروف ہو گی۔ کافی دیر بعد فلم ختم ہوتی تو اس نے اٹھ کر وی شی آر کے ساتھ ساتھ ٹھیٹھی۔ وی بھی آف کیا ہی تھا کہ میز پر پڑے فون کی گھستی بجھ اٹھی۔ وہ تیزی سے مٹا اور اس نے اٹھ پڑھا کر رسیور اٹھایا۔
”صفدر سپلینگ“ — صفر نے کہا۔

”جو لیا بول رہی ہوں صفر — چیفت نے ایم جنسی آرڈر دیا ہے۔“
دوسری طرف سے جو لیا کی سپاٹ آوازنائی دی۔

”ایم جنسی آرڈر“ — صفر نے بری طرح چونکتے ہوتے کہا۔

”ہاں — چیفت کے دوسرا آرڈر تک ایم جنسی آرڈر جاری رہے گا — انتہائی محاذ رہتا“ — جو لیا نے اسی طرح سپاٹ بجھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفر نے ہوتے چونکتے ہوتے رسیور کھد دیا۔ اس کے چہرے کے پر گہری سمجھیدگی طاری ملھتی۔ ایم جنسی آرڈر ایک خاص کوڈ تھا اور صفر اس کوڈ کے معنی اچھی طرح جانتا تھا۔ ایم جنسی آرڈر کا مطلب تھا کہ فلیٹ چھوڑ کر متباول رہائش گاہ پر شفٹنگ نام بھی تبدیل اور میک آپ بھی کرنا ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی انتہائی احتیاط کا مطلب تھا کہ نگرانی سے ہوشیار رہا جاتے۔ لیکن وہ یہ سوچ رہا تھا کہ آخر اچانک ایم جنسی آرڈر نافذ ہونے کا مقصد کیا ہے۔ پھر حال وہ تیزی سے ڈریگ کرم کی طرف بڑھ گیا تاکہ بیاس بدلنے کے ساتھ ساتھ میک آپ بھی کر لے اور بھر فلیٹ کے خیہنہ دروازے سے نکل کر نگرانی کا خیال رکھتے ہوئے متباول رہائش گاہ پر پہنچ جاتے۔

سیاہ رنگ کی کار تیزی سے مٹکرے ایک شاندار کوٹھی کے گیٹ پر مڑک لگتی اور ڈرائیور نے جو ایک مقامی آدمی تھا نیچے اتر کر ستون پر لگی ہوتی کال بیل کا بیٹھن دبادیا۔ دوسرے لمبے سایید چانک کھلا اور ایک مقامی تو جوان باہر آگیا۔
”ایس۔ وی۔ بھری“ — مقامی آدمی نے آہستہ سے آنے والے سے کہا تو وہ تیزی سے مٹا اور دوبارہ سایید چانک سے اندر داخل ہو گیا جبکہ وہ مقامی آدمی واپس ڈرائیور نگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمبے بڑا چانک کھلا اور کار تیزی سے چلتی ہوتی اندر داخل ہو گئی۔ پورچ میں دو کاریں پہنچے سے موجود تھیں۔ سیاہ رنگ کی کار بھی ان کے عقب میں جا کر رنگی۔ برآمد سے میں دو آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے رہتے۔

”ایس۔ وی۔ بھری“ — کار سے آترنے والے نے اوپھی آوازمیں کہا۔
تو ان دونوں نے بے اختیار بوجھلاہٹ بھرے انداز میں اُسے سلام کیا
اور تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ربانی کہاں ہے" — ہے آنے والے نے سخت لمحے میں پوچھا۔
"باس آپریشن روم میں ہیں" — ان میں سے ایک نے انتہائی
مودبازہ لمحے میں کہا اور آنے والا سر ہلا کا ہوا آگے بڑھ گیا۔ دریافی راہداری
سے گذر کر وہ آخر میں موجود سیڑھیاں اتر کا ہوا ایک بند دروازے پر پہنچا
جس پر سُرخ رنگ کا بسبیہ حل رہا تھا۔

"ربانی" — دروازہ کھولو۔ میں سردار احمد جان ہوں" — آنے
والے نے سایید پر لگے ہوتے ایک بیٹھ کو پریس کرتے ہوئے سخت اور
تحکمانہ لمحے میں کہا تو درسرے لمبے دروازے کے اوپر جلدا ہوا سُرخ بلب
بچھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ آٹو میک انداز میں کھلدا چلا گی۔
سردار احمد جان جو مقامی میک اپنے ہیں تھا آگے بڑھا۔ یہ ایک بڑا ہال کمرہ
تھا جس میں دیواروں کے ذائقے مختلف قسم کی مشینیں نصب ہتھیں اور
ہر مشین کے سامنے ایک آدمی موجود تھا۔ ایک سایید پر شیشے کا بنا ہوا ایک
کیپن تھا۔ اسی لمبے کیپن کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان پاہرا گیا۔

"آپ آگئے باس" — نوجوان نے جو ربانی تھا اپاٹ سے لمحے میں کہا۔
"ہاں" — مگر کیا بات ہے تمہارے پر بارہ کیوں بچ رہے ہیں؟" —
سردار احمد جان نے چونک کر کہا۔

"باس" — کل دوپہر سے سیکرٹ سروس کے وہ تمام ممبران جو بخاری
نظر وہ میں تھے اچانک اپنے فلیٹ سے چلے گئے ہیں اور ابھی تک ان
کی واپسی نہیں ہوئی — اور باہر نگرانی پر موجود افراد کو بھی ان کے جلنے کا
علم نہیں ہوا — وہ خفیہ راستوں سے گئے ہیں کیونکہ ہمارے آدمی سامنے ہی
موجود تھے" — ربانی نے سردار احمد جان کے ساتھ کیپن میں داخل

ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟" — کہاں چلے گئے ہیں وہ" — ہے سردار احمد جان نے
اندر موجود ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔
"باس" — پہلے اس عورت جو لیا کو فون کاں آئی۔ ایکسٹو نے اس
سے بات کی تھی۔ اس نے اس سے کہا کہ سب ممبر کو اطلاع دے دو
کہ تا حکم شانی ایمیر جنپسی آرڈر چاری رہے گا — وہ سب انتہائی محاط
رہیں — اس جو لیا نے پوچھا کہ یہ آرڈر اس کے لئے بھی ہے تو اس
ایکسٹو نے "لیں" — کہا اور رابطہ ختم ہو گیا — جو لیا نے باری باری سب
کو کاں کیا اور ہر ہی آرڈر ان تک پہنچا دیا۔ اس نے سات کالیں کیں۔
جیکہ جس صرف چار کا علم ہو سکا تھا — بہر حال وہ چاروں یہ فون
کاں ملنے کے بعد اچانک غائب ہو گئے۔ وہ جو لیا بھی غائب ہے۔
ہم ابھی تک ان کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں لیکن فلیٹس کے دروازے
اندر سے بند ہیں اور اندر مکمل خاموشی ہے" — ربانی نے کرسی
پر بیٹھ کر پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ ڈکٹا فون کام کر رہے ہیں" — ہے سردار احمد جان نے ہونٹ
چلتے ہوئے پوچھا۔

"لیں بس" — وہ فلیٹ میں موجود بھی ہیں اور کام بھی کر رہے
ہیں" — ربانی نے جواب دیا۔

"اس سیکرٹ کوارٹر والی عمارت کو چکیک کیا تھا تم نے" — ہے سردار
احمد جان کے پوچھا۔

"لیں بس" — چیلگک مشین نے اندر پہنچنے کے بعد کام بھی نہیں کیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

یوں لگتا ہے جیسے اندر کوئی ایسا خصوصی انتظام ہے کہ جو میشن بھی اس کے اندر پہنچتی ہے سیکھت کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔ پہلے بھی عمران کی کاروائی سے ہی اس عمارت کے اندر گئی اس کے بہر کے نیچے لگے ہوئے پیش انڈنکٹر نے کام چھوڑ دیا اور اب بھی ایسا ہوا ہے۔ ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران تو نظر والیں میں ہے یادہ بھی غائب ہو چکا ہے۔"

"وہ بھی غائب ہے۔ وہ صقدر کے فلیٹ پر گیا۔ دہاں پہلے وہ گپیں ہائکتے رہے اس کے بعد وہ فلیٹ سے گیا۔ ہمارے آدمی اس کی نگرانی کر رہے تھے لیکن ایک سڑک کا موڑ مرنے کے بعد اس کی کار اچانک غائب ہو گئی۔ یوں لگتا ہے جیسے کار کو آسمان کھا گیا ہوا میں نگل گئی۔ اس ساری سڑک کی چیلنج کر لی گئی ہے لیکن کوئی پتہ نہیں چل سکا اور نہ ہی وہ فلیٹ میں واپس آیا ہے۔ اب میں اس پر کے فلیٹ کی نگرانی کر رہا ہوں۔" ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان سب لوگوں کا اس طرح اچانک غائب ہو جانے کا مطلب تو ہی ہو سکتا ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ سیدھا سروں کے نمبرولی اور ان کی رہائش لگا ہوں کی نگرانی ہو رہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی فلیٹ میں موجود ڈکٹافون ان کی نظر والیں میں آگیا ہو۔"

"اگر الیسی بات ہوتی ہاں۔ تو پھر کم از کم وہ ڈکٹافون تو ضرور اف کر دیا جاتا۔ جب کہ سارے ڈکٹافون باقاعدہ کام بھی کر رہے ہیں۔"

ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ ربانی! خوراں ڈکٹافون فونز کا رابطہ ختم کر دو۔ درنہ دیوڑ ڈیکٹر کی مدد سے وہ ان ڈکٹافون کا رسیوگر سینٹر تلاش کر کے یہاں ہمارے سروں پر آکھڑے ہوں گے۔ سردار احمد جان نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ واقعی بآں!۔ یکن اس طرح اگر وہ دوبارہ فلیٹ میں لگے تو ہمیں معلوم ہی نہ ہو سکے گا۔" ربانی نے کہا۔

"صرف ایک ایک آدمی ان کے فلیٹ کے سامنے رکھ لو۔ فوری طور پر یہ میشین لٹک بند کر دو۔ جلدی کرو۔" سردار احمد جان نے کہا تو ربانی تیزی سے کہیں میں موجود ایک طوریں وغیرہ میشین کی طرف بڑھ گیا اور اُسے آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پلاٹا تو سامنے موجود میشین مکمل طور پر آٹ ہو چکی ہے۔ حالانکہ پہلے اس پر چھوٹے چھوٹے کمی بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔

"عامر سہیل کا کیا ہوا۔" ہر دوسرے احمد جان نے پوچھا۔

"وہ ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ میک آپ ختم کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا تام سیٹ آپ بھی۔" ربانی نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کے اچانک غائب ہو جائے کی وجہ سے ہم فوری طور پر روشنی سے انڈھیرے میں داخل ہو گئے ہیں۔ لیکن بہر حال ہمیں ان کے ٹھیلوں اور ان کی رہائش لگا ہوں کا علم ہو چکا ہے اور ان کے ہیڈ کوارٹر کا بھی۔ اور اب ہمیں سب سے زیادہ اس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیڈ کوارٹر پر توجہ کرنی چاہیئے — اگر ہم کسی طرح اس ہیڈ کوارٹر کو کوئری میں تو پھر یہ سارے ممبرز خود بخوبی گرفت میں آ جائیں گے۔ چیلنج میں کے فیل ہو جانے کا مطلب ہے کہ اندر انہماں جدید ترین سائنسی انتظامات موجود ہیں ” — سردار احمد جان نے ایسے لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا جیسے سامنے بیٹھے ہوئے ربانی کو ہٹنے کی بحکمت اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

”باس! — اگر آپ نا راض نہ ہوں تو میں ایک بات کہوں ” — چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ربانی نے قدرے ہچکچکتے ہوئے کہا تو سردار احمد جان بے اختیار چونکہ کر اُسے دیکھنے لگا۔

”بات کوئی بات کیا کہنا چاہتے ہو تم ” — ہبہدار احمد جان نے ایسے لمحے میں کہا جیسے اس کے تصور میں بھی یہ بات نہ آسکتی ہو کہ ربانی بھی کوئی بات کہہ سکتا ہے۔

”باس! — بخاری پلانگ نیادی طور پر غلط ہے — اس پلانگ کے ساتھ ہم ایس۔ ایس میں کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے ” — ربانی نے کہا۔

”پلانگ نیادی طور پر غلط ہے — کیا مطلب — کھل کر بات کرو ” — سردار احمد جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”باس! — ہمیں اس طرح چھپ کر کام کرنے کی بحکمت کھل کر کام کرنا چاہیئے۔ اگر ہم کھل کر کام کرتے تو اب تک کم از کم سیکرٹ سروس کے چار ممبرز تو بلکہ ہو چکے ہوتے — لیکن ہم اس طرح چھپ کر کام کر رہے ہیں جیسے ہم سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کوئی انہماںی کم تر

درجے کی تنظیم سے متعلق ہوں ” — ربانی نے جواب دیا۔

”تمہیں اصل حالات کا علم نہیں ہے۔ اصل سکد اور ہے میں پلانگ یہ بھی کہ سیکرٹ سروس کو ایک مشن فرے کر پہاڑی علاقوں میں لے جایا جاتے اور پھر اس کا خاتمه کر دیا جاتے — اس کے بعد اس کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کیا جاتے اور اُسے تباہ و بر باد کرنے کے ساتھ ساتھ دہان سے فائل بھی حاصل کر لی جاتے — اس طرح رو سیاہ کے تین مشن بیک وقت مکمل ہو سکتے تھے — ایک تو موجودہ سیکرٹ سروس کا مکمل خاتمه — دوسرا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے فائل کا حصول۔ اور تیسرا اور آخری مشن یہ کہ اس کے بعد رو سیاہ ان آزاد پہاڑی علاقوں میں اپنا مخصوص جاسوسی سٹریکٹ کر سکے گا — تمہیں معلوم تو ہے کہ اس کے لئے ہمارے قبیلے کے ایک سو سے زائد نوجوانوں کو رو سیاہ میں خفیہ طور پر باغدادہ تربیت بھی دی جاوہی ہے۔ یہ سٹریکٹروں کے اندر خفیہ ہو گا اور دہان رو سیاہ ایسے جدید ترین سائنسی آلات نصب کرے گا جس سے نہ صرف پاکیشی، بھادرستان بلکہ ناکالینہ۔ شوگران کے خاص خاص اڑے نظروں میں رہیں گے بلکہ اس سٹریکٹ سے وہ فضائی موجود ایکریمیا کے چیلنج خلافی سیاروں کو بھی آسانی سے جام کر سکے گا — بہر حال یہ بہت بڑا منصوبہ ہے اور اس منصوبے کو ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھنے کے لئے پاکیشی سیکرٹ سروس کا خاتمه کیا جانا ضروری ہے — ہمیں اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ ہم کبھی پاکیشی سیکرٹ سروس یا ایکریمیں انہیوں کے سامنے نہیں آتے — اور خاموشی رہ کر کام کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ پاکیشی سیکرٹ سروس ختم بھی ہو جاتے اور کسی کو یہ علم رہی نہ ہو سکے کہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اُسے کس نے ختم کیا ہے — رویاہ نے — ایکھیانے — کافرستان نے — یاکس نے — لیکن پھر میں اس نتیجے پر ہنچا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروں پہاڑوں میں جائے کے لئے تیار نہیں۔ اس لئے میں نے چیف سے بات کی اور اس طرح ایم کو ہٹالیا گیا اور میں بھی بظاہر عینچے ہٹ گیا۔ اور اب ہم نے یہاں رہ کر ان کا خاتمہ کرنے لے ہے — پلانگ ہی صحن کے جیت تک ان کا سارا سیٹ اپ سامنے نہ آجائے، ہم لوگ ایکھی میں نہ آئیں — آج تک پاکیشیا سیکرٹ سروں کا ایک ممبر بھی کسی کے سامنے آیا تھا لیکن چنان میں کے بعد اس کیپن شیکل کے متعلق معلوم ہوا کہ اُسے ملٹری ائمبلی جنس سے پاکیشیا سیکرٹ سروں میں ڈالنے کیا گیا تو وہ سامنے آگئی لیکن وہ بالکل اکیلا رہتا تھا اور انتہائی کم گواہ کم ملنے جلتے والا آدمی ہے — چنانچہ عامر سہیل کو یہ طور اس کا جھیچہ سامنے لایا گیا تاکہ عامر سہیل اس کے قریب رہ کر اس سے ملنے والوں میں سے سیکرٹ سروں کے نمبرز کو چیک کرے گا لیکن ہمارا یہ منصوبہ بھی فیل ہو گیا — اس کیپن شیکل نے کوئی چند باتی رد عمل ہی ظاہر نہ کیا البتہ اس سے یہ فائدہ ہو گیا کہ اس نے سپیشل کارڈ صدقہ کو دے دیا۔ اس طرح ہمیں یہ علم ہو گیا کہ صدقہ بھی سیکرٹ سروں کا ممبر ہے اور اس کی وجہ سے دسروں کا بھی علم ہو گیا — عمران کے بارے میں ہم پہلے ہی جانتے تھے۔ بہر حال عمران کی وجہ سے ہمیں ہمیڈ کو اڑکا بھی علم ہو گیا — لیکن ان سب کے اس طرح غائب ہو جانے کے بعد واقعی ہمیں نتے سرے سے پلانگ کرنا ہو گی — ایسی پلانگ جس کی مدد سے ہمارے تمام مقاصد تیزی سے مکمل ہو سکیں” — سردار احمد جان نے

احمد جان نے پورے حالات کا تفصیلی تجزیہ کرتے ہوتے کہا۔
”میں تو اب بھی ہی کہتا ہوں باس! — کہ ہم اب کھل کر سامنے آ جانا چاہیے — ہمیڈ کو اڑکر ہم انتہائی طاقت ور بھوں کی پارٹ کر دیں اس طرح وہاں موجود سائنسی نظام بھی خود بخود تہس نہیں ہو کر رہ جاتے گا“ — ربانی نے کہا۔

”حق ہوتم — زیادہ بوش نقصان کا باعث نہیں ہے۔ ہمیڈ کو اڑکہ نہ آئیں — آج تک پاکیشیا سیکرٹ سروں کا ایک ممبر بھی کسی کے سامنے آیا تھا لیکن چنان میں کے بعد اس کیپن شیکل کے متعلق معلوم ہوا کہ اُسے ملٹری ائمبلی جنس سے پاکیشیا سیکرٹ سروں میں ڈالنے کیا گیا تو وہ سامنے آگئی لیکن وہ بالکل اکیلا رہتا تھا اور اُس کا میاب ہو سکتے ہیں“ — سردار احمد جان نے غصیدے بھجے میں کہا۔
”اوہ — لیں باس“ — ربانی نے قدے سے شرمہد ہوتے ہوئے کہا۔
”تم اپنی تماز توجہ سیکرٹ سروں کے ممبران کی طرف رکھو — میں نے رویاہ سے اپنے سیکشن کے دس آدمی کاں کر لئے ہیں وہ آج ہی ایک مخصوص اڈے پر پہنچنے والے ہیں۔ میں ان کے ساتھ ہمیڈ کو اڑکر پر کام کروں گا۔
تمہارا اور میرا را بطور صرف سپیشل ڈانسپیٹر کے ذریعے ہو گا — صحیح ہے“ — سردار احمد جان نے کہا۔

”کونسا اڈہ باس“ — جو ربانی نے حیرت بھر لے چکے میں کہا۔
”یہ نیا اڈہ ہے۔ مہتیں اس کا علم نہیں ہے اور نہ ہی ہونا چاہیے تاکہ ایں وہی بھری سیکشن اور ربانی سیکشن کے درمیان کوئی تعلق کسی طرح بھی ثابت نہ ہو سکے — تم صرف سپیشل ڈانسپیٹر پر مجھے روپرٹیں دو گے اور میری ہدایات لے کر ان پر عمل کرو گے — بہر حال سیکرٹ سروں کے ممبران کا خاتمہ تمہارے سیکشن کی ڈیوٹی ہے“ — سردار احمد جان نے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

انٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"لیں بس" — ربانی نے بھی انٹھتے ہوتے کہا اور سردار احمد جان تیزی سے مڑا اور کیپن سے نکل کر ہال میں سے ہوتا ہوا بیر و فنی دروازے کی طرف پڑھ گیا۔ اس کے والی پہنچتے ہی دروازہ خود بخود نکل گیا اور سردار احمد جان سیڑھیاں چڑھتا ہوا اور راہداری میں پہنچ گیا۔ محتوا ہی دیر بعد آس کی کار اس کو جھٹی سے نکل کر دوبارہ دار الحکومت کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی دار الحکومت کے جنوہی علاقے کی طرف پڑھی جا رہی تھی۔

والش منزل کے آپریشن رُدم میں اس وقت بلیک زیر واکیلا بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ بار بار اس دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جس دروازے سے والش منزل کی لیبادڑی کو راستہ جاتا تھا۔ عمران کافی دیر سے لیبادڑی میں موجود تھا پھر اچانک وہ دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

"پتہ چل گیا عمران صاحب" — ہے بلیک زیر دنے آئھائی اشتیاق آمیز ہیچے میں پوچھا۔ اس کے ساتھ رہی وہ کرسی سے بھی انٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"پتہ چل جاتا" — لیکن اچانک وہ ڈکٹافون آف ہو گیا۔ اس طرح سارا سلسلہ ہی ختم ہو گیا" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا مطلب؟" — سلسلہ کیسے ختم ہو گیا" — ہے بلیک زیر دنے ہوئے چباتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کے بیٹھنے کے بعد کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ "ڈکٹافون کو ولز نرچینگ مشین سے لٹک کیا اور پھر دار الحکومت کے

تفصیلی نقشے کو مشین میں مخصوص انداز میں ایڈ جبٹ کرنے کے بعد جیسے ہی میں نے مشین آن کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا، ڈکٹافون بیکھت آف ہو گیا — اس میں سے نکلنے والی مخصوص ولیوز ہی ختم ہو گئیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کے ریسوگ سیٹ کو آف کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب اس ڈکٹافون کی مدد سے ریسوگ سیٹ کو ٹریس نہیں کیا جاسکتا۔

عمران نے جواب دیا۔

یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہیں اس بات کا علم ہو گیا ہو کہ ڈکٹافون سے باقی چینگ کی جا رہی ہے اس لئے انہوں نے اُسے آف کر دیا ہو — باقی ڈکٹافون جو جو لیا۔ کیٹپن شکل، صد لفی اور نعمانی کی رہائش گاہوں سے ملے ہیں ان کو چیک کیا آپ نے — بلیک زیر و نے کہا۔

”ظاہر ہے — لیکن وہ سبب بیک وقت ہی آف کر دیتے گئے چلواس سے صفردار لے سے تو انہیں مشین ایڈ جبٹ کے دوران کوئی آواز سنائی دے گئی ہو۔ حالانکہ میں نے اپنے طور پر توبے صد احتیاط کی تھی لیکن باقی ڈکٹافون تو میں نے سادہ ڈپوف پینگ میں رکھے ہوئے تھے وہ کیوں آف کر دیتے گئے ہیں“ — عمران نے جواب دیا اور بلیک زیر کے پیچے ہونٹ اور زیادہ بچھنگتے۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

”میری چھٹی جس کہہ رہی ہے کہ اس بار سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی انتہائی گھری اور خطرناک سازش ہو رہی ہے۔ پہلے آپ کی کار سے پیشی اندیک بڑا ملا جس کا آپ کو علم ہی نہ تھا — پھر صفردار کے فلیٹ سے یہ ڈکٹافون سامنے آیا۔ اس کے بعد باقی چند ممبران کے فلیٹ سے بھی یہ پر آمد ہوتے۔ اس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کے ساتھ ساتھ دالش منزل میں انتہائی جدید چینگ مشین بھی بچینگی گئی۔ اگر دالش منزل کا خصوصی نظام آن نہ ہوتا تو پوری دالش منزل کو اس مشین کے ذریعے ٹریس کر لیا جاتا — یہ سب کچھ ہو بھی رہا ہے اور ہم ان ساری باتوں سے قطعی ہے بخوبی۔ یہیں کسی بات کا علم ہی نہیں کہ یہ کون لوگ میں اور کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ بلیک زیر و نے تیز تیز بچھے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”اُس پار معلوم ہوتا ہے کہ سیر کے مقابل سوا سیر آیا ہے — آج تک چینگ کی جا رہی ہے اس لئے اُنہوں نے اُسے آف کر دیا ہو — کوئی ایسا تو آیا جس نے ہمیں حیران تو کیا ششد کر دیا ہے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”واقعی ششد ہونے والی بات ہے۔ یہ تصور ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کے فلیٹ میں یا گاہدار جدید ڈکٹافون کام کر رہے ہیں اور نہ ہی ایکٹو کو اس کا علم ہے اور نہ ہی سیکرٹ سروس کے ممبران کو“ — بلیک زیر و نے کہا۔

”ایکٹو کی عزت بچانے کے لئے تو مجھے صفردار کے فلیٹ میں نظر آنے والا ڈکٹافون والپس رکھا پڑا۔ درستہ اس بار واقعی ہزار آنکھیں رکھنے والا ایکٹو مکمل طور پر اندھا سمجھ لیا جاتا“ — عمران نے ہفتے ہوئے کہا اور بلیک زیر و کے ہونٹ اور زیادہ بچھنگتے۔

”آپ پہنس رہے ہیں۔ جبکہ میرے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی ہیں۔“ انتہائی گھری اور خطرناک سازش ہو رہی ہے۔ پہلے آپ کی کار سے پیشی اندیک بڑا ملا جس کا آپ کو علم ہی نہ تھا — پھر صفردار کے فلیٹ سے یہ ڈکٹافون سامنے آیا۔ اس کے بعد باقی چند ممبران کے فلیٹ سے بھی یہ پر آمد ہوتے۔ اس

ہی آندھیاں چلتی ہوں گی — لیکن اتنا پرلیشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تک ہم واقعی مکمل آندھیرے میں تھے اور شکر کرو کر تھاری ٹیم پر کھلتی ہے۔ سچانے انہوں نے کیا سوچ کر فائل ایکشن نہیں کیا اور نہ مجھے خطرہ تھا کہ اس بار سیکرٹ سروس کو دفنا رہی پڑتا۔

میرا خیال ہے کہ اس پاراؤ سیاہ کی کوتی خصوصی تنظیم ہمارے خلاف کام کر رہی ہے — اچانک بلیک زیر و نے کہا تو عمران چونک پڑا۔
”میرا خیال ہے کہ اس پاراؤ سیاہ کی کوتی خصوصی تنظیم ہمارے خلاف کام سردار احمد جان کی وجہ سے“ — یہ نتیجہ قم نے کیسے نکال لیا — ؟ کیا اس سردار احمد جان کی وجہ سے — ؟ عمران نے چونک کر کہا۔

”ااا! — اس کی یہاں آمد کے بعد ہی یہ پراسرار سلسلہ شروع ہوا اور گواں بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ وہ اصل سردار احمد جان ہے اور پڑے قبیلے کے سردار گل جان کی طبیعت بھی واقعی انتہائی خراب ہو گئی تھی اور سردار احمد جان بھی وہی موجود ہے اور یہ کوئی بھی سردار احمد جان کے نئے مخصوص ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود میراول کہہ رہا ہے کہ وہ اس چکر میں لانما ملوث ہے — وہ یقیناً روسیا کا ایجنت ہے“ — بلیک زیر و نے کہا۔

عمران نے جواب میں کچھ کہتے کے لئے من کھولا رہی تھا کہ میراول موجود پیش ٹرانسپیرٹ سے کال آئی شروع ہو گئی۔ عمران سمجھ گیا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہی ہو گی کیونکہ پیش ٹرانسپیرٹ پر عمران کی ذاتی فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی۔ اس نے ہاتھ پڑھا کر ٹرانسپیرٹ آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو — ٹائیگر کا لگ باس۔ اور“ — ٹرانسپیرٹ آن

ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنافی دی۔

”لیں — عمران اٹھنے لگ یو“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”باس! — میں نے اصل عامر سہیل کا کھوج نکال لیا ہے — وہ یہاں کے ایک بدمعاش روڈنی کی ذاتی قید میں ہے۔ اور“ — دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اصل عامر سہیل کا کیا مطلب ہے؟ — میں سمجھا نہیں — یہ اصل اور نقل کا سلسلہ کہاں سے پیدا ہو گیا۔ اور“ — عمران نے حیرت بھر لمحے میں کہا۔

”باس! — انکو اتری سے تو یہی پتہ چلا تھا کہ محکمہ جیپرلیشن کا آفیسر یہاں میں ٹھکنے سے طویل اور بغیر تنخواہ کے خصت لے کر کہیں چلا گیا ہے اس کا گھر بھی پندہ ہے اور کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں چلا گیا ہے — لیکن ابھی محفوظی دیر پہلے میں ڈریگون سپیل کلب میں موجود تھا۔ یہ کلب روڈنی کی ملکیت ہے کہ باتوں باتوں میں اس کے اسٹنٹ نے عامر سہیل کا ذکر کیا تو میں چونک پڑا — میں نے اس سے گھا پھرا کر پوچھا تو اتنا معلوم ہو گیا ہے کہ کوئی سرکاری ملازم جس کا نام عامر سہیل ہے، روڈنی کی ذاتی قید میں ہے اور کافی عرصہ سے ہے — میں نے اس کا حلیہ بھی معلوم کر لیا ہے۔ وہ بالکل عامر سہیل جیسا ہی ہے — اب اگر آپ کہیں تو میں روڈنی سے معلومات حاصل کروں۔ اور“ — ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوتے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"روڈنی کی ذاتی قید میں ہے ہے — کیا مطلب ہے — اس روڈنی نے اُسے کیوں قید کیا ہوا ہے۔ اور" — ہ عمران نے حیرت پھر لہجے میں کہا۔

"باس! — یہ کافی طویل عرصے سے قید ہے — کیپن شکیل صب کو عامر سہیل کے ملنے سے بھی پہلے کا — اسی لئے تو میں نے اصل عامر سہیل کے الفاظ کہے تھے۔ اور" — دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونکے پڑا۔

"اوہ — تو یہ بات ہے — ٹھیک ہے۔ میں خود آرم ہوں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے — یہ روڈنی کہاں ہو گا۔ اور" — عمران نے پڑ جو شش ہجھے میں پوچھا۔

"ڈریگون سپیشل کلب میں موجود ہے — میں نے معلوم کر لیا ہے اور" — ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ کے — تم زیر و میک اپ میں آما — میں بھی اسی میک اپ میں ہوں گا — اور اینہاں آں" — عمران نے کہا اور ڈریگن سپیشل کلب کے کہیں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ اہم کلیو شاپ ہو سکتا ہے بلیک زیر و — اس لئے میں خود جا رہا ہوں — دیسے تم پوری طرح ہو شیار رہنا، ہو سکتا ہے کہ وہ اس چیکنگ مشین سے بھی زیادہ جدید کوئی اور حریہ استھان کریں" — عمران نے بلیک زیر و سے کہا اور تیزی سے ڈریگن روم کی طرف بڑھ گیا۔

مھٹوڑی دیر بعد وہ عامر سے میک اپ میں والش منزل کی خصوصی کار لے کر آس کے خفیہ راستے سے نکلی کر سڑک پر پہنچ گیا تھا جب سے یہ

سادا چکر چلا تھا اس نے اپنی کار والش منزل میں ہی بند کر دی تھی اور والش منزل کی خصوصی کار پر خفیدہ راستے سے آجارتا تاکہ اگر کسی بھی طریقے سے والش منزل کی یا اس کی اپنی چکنگ ہو رہی ہو تو اُسے چکیک نہ کیا جاسکے۔

پندرہ منٹ کی تیز ڈرائیورگ کے بعد وہ ڈریگون سپیشل کلب تک پہنچ گیا۔ یہ ایک جدید انداز کی بنی ہوئی عمارت تھی جس کا بروڈنی رنج بالکل کسی گپتو ڈسے کے انداز میں بنایا گیا تھا۔ بظاہر ہر تو یہ غیر ملکی کھاتوں کا ریٹائرمنٹ تھا لیکن اس کے نیچے بننے ہوئے تھے خالوں میں نہ صرف ہر قسم کی فرشیات ملتی تھی بلکہ وہاں اوپنچے پیمانے پر جو ابھی کھیلا جاتا تھا — یہ معلومات اُسے سس کلب کے بارے میں پہلے سے معلوم ہیں لیکن جو کہ وہ ایسے معاملات پر توجہ نہ دیتا تھا اس لئے اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے ماں ک کام روڈنی ہے۔ کار ایک سائیڈ پر روک کر دے نیچے اٹرا اور پھر تیزی سے کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن وہاں اُسے ٹائیگر نظر نہ آیا۔ زیر و میک اپ ایک مخصوص میک اپ تھا اس لئے عمران نے اُسے زیر و میک اپ کا کہا تھا تاکہ وہ اُسے آسانی سے پہچان سکے اور ٹائیگر کو یہاں باہر رہی ہونا چاہیتے تھا۔

"ہو سکتا ہے وہ اندر ہو" — عمران نے بڑھاتے ہوئے کہا اور کلب کے ہال میں داخل ہو گیا۔ لیکن وہاں داخل ہوتے ہی اُسے حیرت ہوئی کیونکہ ہال میں موجود افراد جو غیر ملکی کھانے کھانے میں مصروف تھے انتہائی اعلیٰ طبقے کے افراد تھے۔ ہال کا ماحول بھی شرفانہ اور سبزیہ تھا جب کہ اس کا خیال تھا کہ یہاں جرام پیشہ افراد کی کثرت ہو گی لیکن اب یہاں کا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ماہول دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ روڈنی نے کلب کی بظاہر حیثیت شرفانہ ہی رکھی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ خود بھی خاصاً گھر آدمی ہو گا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

مجھے روڈنی سے ملنا ہے” — اس نے کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس انہی دفتر سے اٹھ کر کہیں گئے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کمال گتے ہیں اور کب والپس آئیں گے“ — لڑکی نے انتہائی مہمند باشہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے ساری بات ہی کہہ دی۔

”ان کی رہائش گاہ کہاں ہے — میں نے ان سے فوری اور لازماً ملنا ہے“ — عمران نے کہا۔

”پام ولی کالوں میں ان کی رہائش ہے — کوئی نمبر بارہ۔ اے بلاک لیکن وہ رہائش پرکسی سے ملنا پسند نہیں کرتے“ — لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے کے تھینک یو“ — عمران نے کہا اور والپس مڑ گیا۔ جبی وہ دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اس کی کلائی پر ضریب میں لگنی شروع ہو گئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ واچ ٹرانسپیر پر کال آنی شروع ہو گئی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا گیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کانگ۔ اور“ — کار میں بیٹھ کر اس نے جیسے ہی واچ ٹرانسپیر آن کر کے کان سے لگایا، ٹائیگر کی آواز سنافی دی۔

”لیں۔ عمران اٹھنے لگے یو۔ اور“ — عمران نے پیٹھ لجھے میں کہا۔

”باس ب۔ روڈنی آپ کے آنے سے پہلے کلب سے نکل گیا تھا۔ اس لئے مجھے اس کے پیچے جاؤ چا۔“ — وہ اس وقت امپریل کالوں کی ایک کوئی نمبر ایک سو ایک میں موجود ہے — کوئی کے باہر حرف انجیز فویں پیٹھ اتھارٹی لطف اللہ خان کی نیم پیٹھ موجود ہے۔ اور“ — ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے کے میں وہیں آ رہا ہوں — اور اینڈ آل“ — عمران نے کہا اور ٹرانسپیر آن کر کے اس نے کار شارٹ کی اور دوسرے طمحے کار ایک بلکہ پھر سڑک پر دوڑنے لگی۔ امپریل کالوں والی سے زیادہ دودنہ بھتی۔ اس لئے مخصوصی دیر بعد عمران امپریل کالوں میں داخل ہو گیا۔ ایک سو ایک نمبر کوئی کالوں کے تقریب آخر میں بھتی اس لئے والی تک پہنچتے پہنچتے عمران کو دس منٹ مزید لگ گئے۔ کوئی کے سامنے سے گزر کر اس نے کچھ آگے جا کر کار روکی اور پھر دروازہ کھول کر جیسے ہی پیچے اتر، تقریب ہی تو تغیر عمارت کی ایک دیوار کے پیچے سے ٹائیگر زیر دمیک اپے میں باہر آگا۔ چونکو عمران کے پاس اس کی کار نہ بھتی اس لئے ٹائیگر کار نہ پہچان سکا تھا اور جبے عمران باہر آیا تب ہی وہ اُسے پہچان سکا۔

”کیا پورٹ ہے“ — ؟ عمران نے اس کے قریب آئے پر پوچھا۔ ”وہ بھتیں۔ اس کا مطلب تھا کہ واچ ٹرانسپیر پر کال آنی شروع ہو گئی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھا گیا۔ ”ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کانگ۔ اور“ — کار میں بیٹھ کر اس نے جیسے ہی واچ ٹرانسپیر آن کر کے کان سے لگایا، ٹائیگر کی آواز بعد اس میں سے گھرے نیلے رنگ کی کار باہر نکلی جس کی ڈرائیور سیٹ پر ایک بخاری چہرے اور بڑی بڑی موچھوں والا آدمی موجود تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ہی روڈنی ہے بس" — مائیگر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا
وہ دونوں اس طرح کار کے قریب کھڑے تھے جسے راہ جاتے اچانک
مل گئے ہوں۔ روڈنی نے بھی سرسری سی نظر ان کی طرف ڈالی لیکن
پھر کار آگے بڑھ گئی۔

"تمہاری کار کہاں ہے" — بے عمران نے پوچھا۔

"وہ تیسرا گھنی میں کھڑی ہے" — مائیگر نے کہا۔

"تم جاؤ اس کے پیچے" — میں اس کو ٹھیک کروں گا" —
عمران نے کہا اور مائیگر سر بلتا ہوا آگے بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود
تھی۔ عمران نے کار کی فرنٹ سیٹ کو اوپر اٹھایا اور اس کے پیچے
بننے ہوئے باکس میں سے اس کے ایک عجیب سی ساخت کا پستول
نکال کر ہاتھ میں لیا اور اس کے ساتھ ہی اندر موجود ایک ڈبے کو
کھول کر اس میں سے اس نے ایک چھوٹا سا ڈکٹافون کیپسول نکال کر اُسے
چارچ کیا اور پھر اسے پستول کے میگزین میں ڈال کر اس نے ادھر ادھر
دیکھا۔ جب کسی کو خصوصی طور پر اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو اس نے پستول
کی نال کا رنج ڈاکٹر لطف اللہ کی کو ٹھیک کی طرف کر کے ڈیگر دبادیا۔
شک کی تیز آواز کے ساتھ ہی پستول کی نال سے وہ کیپسول نکل کر
پورچ کی چھت پر جا گرا اور عمران تیزی کے
مذا اور اس نے پستول کو سیٹ اٹھا کر والیں باکس میں ڈالا اور اس کے
اندر سے ایک چھوٹا سا رسیونگ سیٹ نکال کر اس نے سیٹ بند کی اور
پھر ڈیٹائونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے رسیونگ سیٹ کو ڈلیش بورڈ
کے اوپر رکھا اور کار چلا کر اُسے آگے بڑھا لئے گیا۔ ایک لمبا چکر کاٹ کر

وہ اس کو ٹھیک کے قریب موجود درختوں کے ایک جنگل میں پہنچ کر
رکا اور اس نے ڈلیش بورڈ سے رسیونگ سیٹ اٹھا کر اس نے اپک
بٹن پر لیس کر دیا۔ دوسرے لمحے اس کے کانوں میں ٹیلیفون کی گھنٹی
بنجھنے کی ہلکی ہلکی آواز نہیں دی۔ یہ آواز اس رسیونگ سیٹ سے
نکل رہی تھی۔

"ہیلو۔ لطف اللہ خان بول رہا ہوں" — ایک ہلکی سی آواز نہیں
دی پھر خاموشی طاری کار رہی۔ کیونکہ رسیور سے نکلنے والی آواز کو ڈکٹافون کیج
نہ کر پا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے بھی آجی آپ کا پیغام ملا ہے۔ روڈنی صاحب
یہ پیغام دے گئے ہیں اور رقم بھی دے گئے ہیں" — میں کوشش کر دیکھا
کہ آپ کا کام جلد سے جلد مکمل کر سکوں" — دوبارہ وہی ہلکی سی آواز
نہیں دی اور چند لمحوں کے لئے پھر خاموشی طاری رہی۔

"بالکل جناب" — گانٹی سے کام ہو جاتے گا۔ — آپ بے فکر
رہیں۔ زیادہ سے زیادہ دور دیز میں کام کر دیں گا" — لطف اللہ خان
نے کہا اور اس کے بعد نمبر ڈائل کرنے کی آواز نہیں دی۔

"لطف اللہ خان بول رہا ہوں" — اسمخان ریکارڈ کپر سے بات کراؤ:
چند لمحوں بعد لطف اللہ خان کی آواز دوبارہ نہیں دی اور خاموشی طاری ہو گئی۔
ہوا میں اڑتا ہوا کو ٹھیک کے پورچ کی چھت پر جا گرا اور عمران تیزی کے
مذا اور اس نے پستول کو سیٹ اٹھا کر والیں باکس میں ڈالا اور اس کے

"اسلم" — میرے ذائقی ریکارڈ سے سترل زون کا ماضی پلان اور سترل
زون کے سیوریج پلان نکال کر ان کی کاپیاں کراؤ اور یہ کاپیاں فوری طور
پر میری کو ٹھیک پر پہنچا دو — گیٹ پر رسول خبشی کو دے دینا" —
لطف اللہ خان نے سمجھا نہ ہے میں کہا اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گوبلظاہر یہ ساری بات چیت غیر متعلق تھی۔ مائیگر نے اُسے بتا دیا تھا کہ یہ لطف اللہ خان ڈولیمپنٹ اتھارٹی کا چیف انجینئر ہے اور حفیظ انجینئر نے ظاہر ہے ایسے ہی کاغذات منگوانے تھے لیکن روڈ فی جیسے شخص کی طرف سے کسی چیز انجینئر کو کام دینا اور خاص طور پر رقم کا حوالہ ۔ یہ سب باتیں اس کے ذہن میں کسی خاص بات کے وقوع پر ہوئے ہوئے کا اشارہ کر رہی تھیں۔ اس لئے اس نے سوچا کہ وہ انتظار کرے۔ جب وہ اسلم حسین یہ کاغذ دے گیا ہے ”— دروازہ کھلنے کی آواز اس لطف اللہ خان سے پوچھ گچھ کرے۔ چنانچہ وہ انتظار کرنے لگا۔

متوڑی دیر بعد واپس ٹرانسپر پر مائیگر کی کال آگئی اور عمران نے جلدی سے اس کا ذمہ بٹھنے کا سچنگ کر مخصوص انداز میں پریس کر دیا۔

”ٹائیگر کانگر اور“ — مائیگر کی آواز سنائی دی۔

”لیں — عمران بول رہا ہوں — کیا پورٹ ہے۔ اور“ — عمران نے سخنہ لہجے میں پوچھا۔

”روڈ فی والپس اپنے کلب میں آیا ہے اور دفتر میں موجود ہے۔ اور“ دوسری طرف سے مائیگر نے اعلان دیتے ہوتے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ نگرانی جاری رکھو — میں بعد میں تمہیں کال کروں گا۔ اور اینڈہ آہ“ — عمران نے کہا اور ذمہ بٹھنے مزید دبا کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

اسی لمبے ڈولیمپنٹ اتھارٹی کی فرپیٹ والی ایک جیپ کو ہٹی کے گیٹ کے سامنے رکی اور اس میں سے ایک اُدھیر عمر آدمی نے پیچے اتر کر کال بیل کا بٹھنے کا بیل پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد

ملازم نما آدمی باہر آیا۔ وہ اس اُدھیر عمر آدمی سے باتیں کرنا رہا اور پھر اُدھیر عمر آدمی دوبارہ جیپ کی طرف مڑا اور اس نے جیپ میں سے بڑے بڑے تہہ شدہ کاغذ جو نقشہ ہی لگتے تھے اٹھا کر اس ملازم کو دے دیتے اور ملازم والپس اندر چلا گیا جب کہ وہ اُدھیر عمر آدمی دوبارہ جیپ میں بیٹھا اور جیپ جدھر سے آتی تھی اُدھر والپس چل گئی۔ عمران خاموش تھے کار میں بیٹھا رہا۔

”جناب! — اسلام حسین یہ کاغذ دے گیا ہے“ — دروازہ کھلنے کی آواز کے ساتھ ہی اس رسول بخش کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ میز پر رکھ دو اور سنو! — اب مجھے کسی طرح بھی ڈرپ نہ کیا جاتے — جو ہجی آتے اسے ٹال دینا“ — لطف اللہ خان کی آواز سنائی دی۔

”بہتر سر“ — رسول بخش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ لطف اللہ خان یا تو غیر شادی شد ہے اور اس کو ہٹی میں اکیلا اس ملازم کے ساتھ رہتا ہے یا پھر اس کی فیملی کہیں گئی ہوئی ہے۔ ورنہ اس کی بیوی یا بچوں میں کسی کی آواز تو سنائی دیتی۔ اس نے یسوگنگ سیٹ آن کیا اور پھر کار سے اُتر کر وہ تیز تیز قدم گا۔ اور اینڈہ آہ“ — عمران نے کہا اور ذمہ بٹھنے مزید دبا کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

وہ بہر حال پوری طرح مٹھنے مونا چاہا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سائید پھاٹک کھلا اور وہی ملازم نما آدمی باہر آگیا۔
”جی فرطی ہے“ — ملازم نما آدمی نے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا اور عمران آواز سے ہی پہچان گیا کہ یہی رسول نجاشی ہے۔
”فرماتے ہیں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمبے اس نے ہاتھ بڑھا کر اس رسول نجاشی کو گردن سے پکڑا اور اُسے دھکیلتا ہوا سائید پھاٹک سے اندر لے گیا۔

”رسول نجاشی نے بری طرح بوكھاتے ہوئے ہیں“ — رسول نجاشی نے بری طرح بوكھاتے ہوئے کہا لیکن اندر داخل ہو کر عمران نے اس کی گردن چھوڑی اور جیب سے ریوالور نکال لیا جس پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔
”آواز نکالی تو ابھی ڈھیر کر دوں گا“ — عمران نے انتہائی سر رجھے میں کہا۔
”مم — مم — میں تو نوکر ہوں“ — رسول نجاشی نے خوف سے کانپتے ہوئے پہچے میں کہا۔

”اسی لئے تو زندہ ہو — دردناک ایک لمبے میں کھوڑی کے ملکڑے اُڑ جلتے — چلو چیف انجینئر کے پاس لے چلو مجھے — اور سنو — اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو میں ذمہ دار نہ ہوں گا“ — عمران نے اسی طرح سرد رجھے میں کہا۔

”مم — مم — مجھے مت مارو — میں تو غریب نوکر ہوں“ — رسول نجاشی کی حالات واقعی قابلِ رحم ہو گئی تھی۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو — میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں“ — عمران نے غراثتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے — ٹھیک ہے — چیف انجینئر صاحب اپنے خاک کرے میں میں — آؤ میں تعمیں وہاں لے چلتا ہوں — لیکن مجھے نہ مارو۔
میں غریب آدمی ہوں — میرے چھوٹے چھوٹے نیچے ہیں“ — رسول نجاشی نے بری طرح خوفزدہ لہجے میں کہا۔
”اگر تم نے تعاون کیا تو زندہ رہو گے دردنا —“ عمران کا لمحہ اسی طرح سخت تھا اور پھر وہ رسول نجاشی کے پیچے چلتا ہوا کوئی کے اندر ونی حصے میں آگیا۔

”اس کرے میں میں چیف صاحب“ — رسول نجاشی نے ایک دروازے کے سامنے ٹک کر کہا اور دردرے لمبے وہ بری طرح چینتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ عمران نے ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا تھا رسول نجاشی کا جسم ایک لمبے کے لئے تڑپا دردرے لمبے ساکت ہو گیا۔

اسی لمبے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ دروازے پر ایک بھاری بد ان کا ادھیر عمر آدمی کھڑا ہوا تھا۔ وہ فرش پر پڑے رسول نجاشی اور سامنے کھڑے عمران کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اُسے اپنی آنکھوں پر قین نہ آ رہا ہو۔ ”چلو اندر“ — عمران نے سیکھت ہاتھ بڑھا کر ریوالور کے سینے پر رکھا اور سر درجھے میں کہا۔

”مم — مم — کون ہو تم“ — اس ادھیر عمر آدمی نے خوف سے گھوکھیا تے ہوئے کہا۔

”یہ ایک وفتر ناگمراہ تھا جس کی ایک سائید پر میز تھی جس پر تیل لیپ جل رہا تھا اور اس کے نیچے دو بڑے بڑے نقشے پھیلے ہوئے پڑے تھے ہوں“ — عمران نے غراثتے ہوئے کہا۔

یہ یقیناً لطف اللہ خان چیف انجینئر تھا جو ان نقشوں پر بمعیناً کو فی
کام کر رہا تھا کہ باہر سے رسول نجاشی کے چینے کی آواز سن کر دروازے
پر آیا تھا۔ عمران نے لات مار کر عقب میں دروازہ بند کر دیا اس کے ہاتھ
میں موجود یا الور کا رخ نہ ہرہ بہت سے اب لطف اللہ خان کی طرف تھا جس
کے چہرے پر شدید خوف تھا۔
”روڈنی نے تمہیں کون سامنہ دیا ہے“ — ہ عمران نے غرتے
ہوتے کہا۔

”کون روڈنی“ — لطف اللہ خان نے بڑی طرح
چونکتے ہوتے کہا۔ لیکن دوسرے طحی وہ چنچتا ہوا اچھل کر پہلو کے بل فرش
پر جاگرا۔ عمران کا زور دار پھر لوری قوت سے اس کے چہرے پر پڑا تھا۔
”بناو“ — عمران کی لات گھومی اور لطف اللہ خان کی چینے سے
ایک بار پھر کمرہ گورنچا اٹھا۔ عمران کی لات اس کی پسیوں پر پڑی چھتی۔
”بب—بب—ببا ما ہوں — مت مارو مجھے — ببا ما ہوں“ —
لطف اللہ خان نے بڑی طرح پھر کتے ہوتے اور کہتے ہوتے کہا۔
”اٹھ کر کھٹے ہو جاؤ — اور سنو اے — اب اگر تم نے انکار کیا تو ایک
لمبے میں گردن توڑ دو گھا“ — عمران نے انتہائی سرد ہیجے میں کہا تو
لطف اللہ خان پہلو پر ہاتھ رکھ کر اٹھا ہوا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
اس کے ہلق سے کہاں نکل رہی ہیں۔ چہرہ تخلیف کی شدت سے نہ
صرف سخن ہو گیا تھا بلکہ پورا چہرہ پیسینے میں ڈوب گیا تھا۔

”بوو“ — عمران نے غرتے ہوتے کہا۔
”اس نے مجھے کہا تھا کہ ایک خاص عمارت کے نیچے موجود ہر کاری سیوریجے

لام کو چیک کر کے اس کا نقش بنایا کر دوں اور چونکہ سیوریج سسٹم کا ریکارڈ
میری تحریک میں تھا اس لئے میں نے وعدہ کر لیا“ — لطف اللہ خان نے
کہا تھے ہوتے کہا۔

”کوئی عمارت ہے“ — ہ عمران نے حیرت بھرے ہیجے میں پوچھا۔
”اس نے مجھے پہتہ لکھ کر دیا تھا اس کی مدد سے چیک کر رہا تھا۔ میں
ذائق طور پر اس عمارت کو نہیں جانتا“ — لطف اللہ خان نے جواب
دیتے ہوتے کہا۔

”چلو ادھر میز کی طرف — اور مجھے دکھاؤ کوئی عمارت ہے“ — ہ
عمران نے کہا اور لطف اللہ خان تیزی سے مرکر میز کی طرف بڑھ گیا۔
عمران ریلوالدر لئے اس کے پیچھے تھا۔
”یہ ہے وہ عمارت“ — میں نے اس کے گرد سرخ دارہ ڈال دیا
ہے — لطف اللہ خان نے مارٹرپلان میں ایک جگہ انگلی رکھتے ہوتے
کہا۔ اس جگہ سرخ دارہ ڈالا ہوا تھا۔

عمران غور سے مارٹرپلان کو دیکھتا ہا اور دوسرا سکھ لمحے وہ اس بڑی
طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں تک اچاہک ایتم بم پھٹ پڑا ہو۔ کیونکہ یہ
عمارت داشت منزل تھی۔ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر۔

”کتنی رقم دی بھتی تھیں اس نے اس کام کے لئے“ — ہ عمران نے
اپنے آپ کو سنبھالتے ہوتے پوچھا۔

”ایک لاکھ روپے“ — لطف اللہ خان نے جواب دیا۔
”روڈنی کے جانے کے بعد فون کس کا آیا تھا جسے تم نے کہا تھا کہ دو
دنوں میں کام مکمل ہو جائے گا“ — عمران نے غور سے اسے دیکھتے ہوتے

R
A
F
R
E
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بولا۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ بلاتا ہوں۔ وہ آجائے گا۔" لطف اللہ خان نے بڑی طرح لکھا رہے ہوئے مجھے میں کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ عمران ریلو اور لئے اس کے بالکل قریب موجود تھا۔

"ڈریگون پیشل کلب۔" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ "روڈنی سے بات کرائیں۔" میں لطف اللہ خان بول رہا ہوں۔

لطف اللہ خان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ "ہولڈ آن کریں۔" دوسرا طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک سخت سی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"روڈنی بول رہا ہوں۔" کیا بات ہے جناب!۔ آپ نے کیسے مجھے کام دیا ہے یا نہیں۔ اور کام کب تک ہو جلتے گا۔ اس نے اپنا

کال کی ہے۔" بروڈنی کے لہجے میں حیرت ہوتی۔

"ستر روڈنی!۔" میں نے نقشے منگوالتے ہیں اور انہیں چیک کرنے پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھے بے حد الحجن ہوئی ہے کہ محل وقوع آپ نے بتایا تھا وہاں دو بڑی بڑی عمارتیں ہیں۔ اب میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ آپ کو کس عمارت کے سیوریج سسٹم کے بارے میں معلومات مہیا کرنی ہیں۔ آپ یہاں آکر میری تھجن حل کر دیں تاکہ میں کام کو آگے بڑھا سکوں۔" لطف اللہ خان نے کہا۔

"دنوں کے بارے میں معلومات دے دیں۔" نواب صاحب کی جو بھی مطلوبہ عمارت ہوگی وہ خود سمجھ جائیں گے۔ مجھے تو انہوں نے جو محل وقوع بتایا تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم کر دوں گا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کہا اور لطف اللہ خان ایک بار پھر پھر نکل پڑا۔

"تت۔ مہین کیسے معلوم ہوا۔" لطف اللہ خان نے انتہائی حیرت بھر لہجے میں کہا۔

"جو میں پھر چھڑا ہوں وہ بتاؤ۔" درستہ ایک لمجھے میں گولیوں سے چلنی کر دوں گا۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"روڈنی نے مجھے آکر کہا تھا کہ ایک بہت بڑے نواب کو یہ معلومات چاہتے ہیں۔" روڈنی میرا پہلے سے واقعہ تھا کیونکہ میں اس کے کلب میں آتا جا رہتا ہوں۔ چونکہ کام ناجائز تھا اس لئے جب روڈنی نے مجھے ایک لاکھ روپیہ دیا تو میں نے خوشی سے حامی بھر لی۔" روڈنی کے بعد اس نواب کا فون آیا۔ وہ سفرم کر رہا تھا کہ روڈنی نے ہم صرف نواب بتایا تھا۔ لیکن اب چینگیک سے معلوم ہوا ہے کہ اس عمارت کے نیچے سیوریج لائن ہے ہی نہیں۔ اس عمارت کا اپنا رسیوریج سسٹم ہو گا۔ اب میں سوچا رہا تھا کہ میں کیا کروں۔" کیا اسے رقم والیں کر دوں یا فرضی نقشہ بن کر دے دوں کہ باہر سے رسول بخشش کے چینی کی آواز سنائی دی اور میں نے دروازہ کھولا تو تم سامنے آگئے۔" لطف اللہ خان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔" روڈنی کو فون کر واور اسے یہاں بلاو۔" جو بہانہ مرضی آتے کر دیں۔ لیکن یہ سوچ لو کہ اگر دس منٹ کے اندر اندر روڈنی یہاں نہ پہنچا اور تم نے اسے کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو گولیوں سے چلنی کر دوں گا۔" ماں! اگر روڈنی یہاں پہنچ گیا تو تمہاری جان پر سختی ہے۔

ہنس ہے" — دوسری طرف سے روڈنی نے جواب دیا اور عمران نے جلدی سے ماڈنڈ پس پر ہاتھ رکھ دیا۔
اسے کہو کہ نواب صاحب کا نمبر پیادے تاکہ اس سے پوچھا جاسکے" عمران نے سرگوشیاں بھیجے میں کہا اور ماڈنڈ پس سے ہاتھ اٹھایا۔
اگر اسی بات سے تو پھر نواب صاحب کا فون نمبر پیادی جائے۔ میں ان سے تفصیل پوچھ لیتا ہوں — آپ کے ہانے کے بعد نواب صاحب کا فون آیا تھا وہ جلدی کر رہے تھے اس لئے میں نے فوری نقشہ جات منگوائتے تھے" — لطف اللہ خان واقعی انتہائی ذہانت بھرے انداز میں بات کر رہا تھا۔

"مُھیم ہے" — تم خود ان سے تفصیل پوچھ لو — میں نمبر پیادیا ہوں" — دوسری طرف سے روڈنی نے کہا اور اس کے ساتھ، ہی اس نے نمبر پیادیا۔

"مشکریہ" — لطف اللہ خان نے کہا اور اسی لمحے عمران نے ہاتھ پڑھا کر کریڈل دبادیا اور لطف اللہ خان کے ہاتھ سے رسیور لے کر کریڈل پر خود ہی رکھ دیا۔

"ایک طرف ہٹ کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ" — جلدی کرو" — عمران نے غرتے ہوئے کہا۔
"مم مگر" — لطف اللہ خان نے کچھ کہا چاہا ہی تھا کہ عمران نے سائلنگی ہوتی نال اس کی گردان سے لگادی۔

"اچھا اچھا" — لطف اللہ خان نے گھبرتے ہوئے بھیجے میں کہا اور تیزی سے سلنے والی دیوار کی طرف پڑھا۔ عمران نے بھلی کی سی تیزی سے ریوالور

کو اچھا کر اسے نال سے پکڑا اور پھر اس سے پہلے کو لطف اللہ خان دیوار تک پہنچا، ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر پڑا اور وہ بڑی طرح چنجھا، ہوا سلمنے دیوار سے جاٹکرا یا اور ٹکرا کر نیچے گر جی رہا تھا کہ عمران کی لات گھومی اور لطف اللہ کی کنپشی پر پوری قوت سے پڑی لطف اللہ خان کے ہلکے سے ایک اور زور دار چنجھ تکلی اور اس کا جسم ایک لمبے کے لئے پھیلا اور پھر ساکت ہو گیا، وہ بیوکش ہو چکا تھا۔

عمران تیزی سے مرٹا اور اس نے ٹیکیوں کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے اس نے انکھاتری کے نمبر ڈیائل کرنے شروع کر دیتے۔

"لیں۔ انکھاتری پلینر" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آپ پیر کی موڈ بانہ آواز سافی دی۔

"چیف آف ملٹری ایبلی جنس" — عمران نے بھیجے کو انتہائی کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیں سر۔ لیں سر" — آپ پیر نے بڑی طرح گھبراٹے ہوئے بھیجے میں کہا۔

"ایک نمبر پیار ہا ہوں" — تم تباوگے کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔ انتہائی حد تک درست پتہ ہتا۔ کیونکہ یہ ایک اہم سٹک ہے" — عمران نے اسی طرح انتہائی سخت بھیجے میں کہا۔

"لیں سر" — دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے روڈنی کا بتایا ہوا نمبر دوہرایا۔

"لیں سر۔ میں چکیک کرتا ہوں" — دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران ہونٹ بھیجنے خاموش کھڑا رہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ہیلو سر" — چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔
"لیں" — عمران نے کہا۔

"پتہ نوٹ کر لیں جا ب ا" — لیک ویو کالوفی، کوھنی نمبر امھارہ۔
"لے بلک" — فون نواب ارشد حسین خان کے نام پر لگا ہولے سے جا ب"

"اچھی طرح چیک کیا ہے" — ایک بار چھر چیک کر لو۔ کوئی غلطی نہیں
ہوئی چاہیے۔ درست تم سرد قبر میں بھی اتارے جا سکتے ہو" — عمران
نے انتہائی کرخت بچھے میں کہا۔

"مم مم" — میں دوبارہ چیک کر لیتا ہوں جا ب ا" — دلیسے میں
نے پہلے بھی بہت احتیاط سے چیک کیا ہے" — دوسری طرف سے
آپریٹر نے کہا اور چند لمحوں بعد اس کی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس نے
وہی نام اور پتہ دوبارہ دوہرا دیا۔

"اپ یہ کہنے کی تو صورت نہیں کہ اٹ از طاپ سیکرٹ" — عمران
نے کرخت بچھے میں کہا۔

"اوہ نہیں سر" — میں سمجھتا ہوں سر" — آپریٹر نے جواب دیا اور
عمران نے امتحان کر کر ڈیل دبایا اور چھر کس نے تیری سے ایک ٹوکے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

"ایک ٹوک" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیر دی
خصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں" — ایک پتہ نوٹ کر دی" — عمران نے اصل بچھے
میں کہا اور ساتھ ہی آپریٹر کا بیگنا ہوا پتہ دوہرا دیا۔

"لیں سر — نوٹ کر لیا ہے" — بلیک زیر دی نے موڑ بانہ لجھے میں
جواب دیتے ہوتے کہا۔

"صفدر اور تنوری کو دہاں بیسچ دوادہ انہیں کہو کہ وہ یہوش کرنے والے
گیس کیپسول اپنے ساتھ لے جائیں" — ہو سکتا ہے اس کوھنی کی نگرانی
ہو رہی ہو۔ اس لئے انہیں پوری طرح ہوشیار رہنا چاہیتے۔ اس
کوھنی میں کوئی نواب ارشد حسین رہتا ہے اُسے اغوا کر کے والش منزل
پہنچا دیں — لیکن پیش وے سے سے — سامنے سے نہیں — سمجھ
گئے ہو" — عمران نے تیز بچھے میں کہا اور بلیک زیر دی کے ہاں کہنے پر
اس نے امتحان کر کر ڈیل دبایا اور چھر تیزی سے روڈنی کے بتاتے ہوتے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

"لیں" — دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ بچھے
بلے حد سخت تھا لیکن بولنے والا مقامی تھا۔

"میں چیف انجنئر لطف اللہ خان بول رہا ہوں" — نواب صاحب
سے بات کرنی ہے — مجھے یہ نمبر ڈریجن پیش کلب کے روڈنی نے دیا
ہے" — عمران نے اس بار لطف اللہ خان کے بچھے میں بات کرتے
ہوتے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ واقعی کسی بہت بڑے نواب سے
بات کر رہا ہو۔

"ہو لڑ کر د" — دوسری طرف سے کہا گیا اور چھر کافی دیر تک خاموشی
طاری رہی۔ اس کے بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ نواب بول رہا ہوں" — بولنے والے کا بچھے بے حد تفاخرانہ
تھا۔ بچھے بگارہ مٹھا کہ بولنے والا واقعی کوئی نواب رہی ہے۔

R
A
F
R
E
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"جناب نواب صاحب! — میں چھٹی انجینیر لطف اللہ خان بول رہا
ہوں — روڈنی نے مجھے جو پتہ دیا تھا اور آپ نے مجھی فون پر کام
جلدی کرنے کے لئے کہا تھا اس لئے میں نے فوری طور پر کام شروع کر
دیا۔ لیکن دخاب! — اس پتھے کے مطابق تو نقشے میں دو عمارتیں آتی
ہیں — اب میں الجھ گیا ہوں کہ آپ کس عمارت کے سیدرینج سسٹم کے
باہرے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں — میں نے روڈنی سے بات کی جنی
لیکن روڈنی کو خود معلوم نہیں تھا اس لئے اس نے آپ کا نمبر دیا تو میں نے
آپ سے بات کی" — عمران نے جواب دیا۔

"ہم نے روڈنی سے کنفرم کر لیا ہے کہ تم نے اس سے بات کی ہے
تم دونوں عمارتوں پر کام مکمل کر کے روڈنی تک پہنچا دو — ستم تھہارا معاشرہ
ڈبل ڈے دیں گے لیکن کام ہر لمحہ سے مکمل ہونا چاہیتے۔ خاص طور پر سیویچ
کے وہ پوائنٹ جوان عمارتوں کے اندر کھلتے ہیں ان کی پوری تحریک ہوتی
چاہیتے — سمجھ گئے ہو" — دوسری طرف سے اسی لمحے میں کہا گیا۔

"یہ سر ٹھیک ہے جناب! — میں دونوں پر کام کر دیا ہوں۔
آپ واقعی انصاف پسند ہیں" — عمران نے کہا اور دوسری طرف سے
رسیور کھ دیا گیا تو عمران نے بھی رسیور کھ دیا۔ پھر وہ میز کی طرف بڑھ گیا
اس نے دہائی پڑھے ہوتے دونوں نقشے اٹھاتے چونکہ یہ اصل نقشے نہ
تھے بلکہ ان کی تقسیں محتین اس لئے اس نے میز پر پڑھے سگریٹ پکٹ
کے اور موجود لاٹر اٹھایا اور ملحق دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کی ساخت
بیماری ہتھی کروں کا دروازہ ہے پھر اس نے اندر جا کر لاٹر کی در
سے دونوں نقشے جلا کر ان کی راکھ مکوڈ میں بہادی اور باقاعدہ میں سے باہر

آگیا۔ اب سندھ تھا اس لطف اللہ خان اور اس کے ملازم رسول بخش کا۔
لطف اللہ خان نے رشوت لے کر سرکاری کاغذات کی نقول فراہم کرنے
کی کوشش کی تھی اس لئے وہ مجرم تھا لیکن رسول بخش کا کوئی قصور نہ
تھا اور اگر وہ لطف اللہ خان کو بلاک کر دیا تو ظاہر ہے الزام اس بیچاڑے
رسول بخش پر بھی آسکتا تھا اور اگر وہ لطف اللہ خان کو قانون کے حوالے
کر دیا تو لازماً یہ بات بھی سامنے آ جاتی کہ وہ کس چز کے بارے میں معلومات
مہیا کر رہا تھا اس لئے دانش منزل بھی پولیس یا آئینی خبریں کی نظر
میں آ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے جھک کر لطف اللہ خان کی ناک اور
منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیتے۔ چند ملحوظ بعد لطف اللہ خان
کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو عمران پیچھے ہٹ گیا اور پھر
لطف اللہ خان نے کہا تھا ہوتے آنکھیں کھولیں اس کے چہرے پر
ابھی تک بے پناہ تکلیف کے آثار نمایاں تھے اور آنکھوں میں گہری
سرخی اُتر آتی تھی۔

"اٹھ کر بیچھڑ جاؤ" — عمران نے ایک بار پھر دیا اور جیب سے
نکالتے ہوتے سخت لمحے میں کہا اور لطف اللہ خان جلدی سے
نہ صرف اٹھ کر بیچھڑ گیا بلکہ تیزی سے کھڑا ہو گیا۔
اس نے ایک لاکھ روپے کے بدے سرکاری راز نیز متعلق آدمی کو
فرجت کرنے کی کوشش کی ہے — تمہیں معلوم ہے کہ یہ کتنا بڑا
جم ہے" — عمران نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔

"س — سرکاری راز — مم — مم" — "لطف اللہ خان
نے بری طرح گھر لتے ہوتے کہا۔

ہاں ! — یہ ماضی پلان اور سورج پلان سرکاری راز نہیں ہیں ؟
عمران نے ہونٹ بھینختے ہوئے کہا۔

”من — ہمیں — یہ تو پلک ریکارڈ ہے — کوئی بھی آدمی
سرکاری فیس ادا کر کے اس کی نقل لے سکتا ہے۔ یہ تو اس سیوینج
پلان کی سالانہ چیکنگ ہونی بھی اس لئے میں نے یہ پلان اپنی تحویل
میں لے لتھے — یہ سرکاری راز ہمیں ہیں“ — لطف اللہ
خان نے کاٹنے ہوئے لمحے میں کہا۔

”اگر یہ سرکاری راز نہیں ہیں تو پھر اس لارڈ نے تمہیں ایک بدباش کی معرفت ایک لاکھ روپے کیوں دیتے ہیں — وہ دفتر سے اس کی تلقیں نہ لے سکتے تھے“ — عمار نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا۔

"سالانہ چکنگ کی وجہ سے قانونی طور پر ایک ماہ تک کے لئے ان نقوشوں کی تقسیم جاری نہیں کی جاتیں ۔۔۔ روڈنی نے پہلے دفتر سے تقسیم حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن چونکہ ایک ماہ تک ان پر پابندی ہتھی اور روڈنی کو جلدی بھی بھتی اور وہ میرا دوست بھی تھا اس لئے وہ بھرپور پاس آیا اور ایک لاکھ روپے کی تواں نے خود مجھے آفر کی صحتی۔ درستہ نہیں اسے دیسے بھی ان کی تقسیم جاری کرنے کی خصوصی اجازت دے دیا" ۔۔۔ لطف اللہ خان نے کہا۔

”تم نے بہر حال ضابطہ کے خلاف کام کیا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ رقم بھی لی ہے اس لئے میرے نزدیک یہ بد دیانتی ہے — اور میں بد دیانت آدمی کو برداشت نہیں کر سکتا — اس لئے کیا یہ بہتر نہیں کہ تم حصے بد دیانت آدمی کو گولی مار دی چھاتے“ — عمران نے

انہماں کی خست بیجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر سچھت سفاکی کے آثار
نمودار ہو گئے ہیں۔

”مم — مم — معاف کر دو — میرے نیچے ابھی چھوٹے ہیں۔
معاف کر دو — میں رقہم روڈنی کو واپس کر دوں گا — میں آئندہ
کبھی کوئی نام خلاف ضابطہ نہ کروں گا — مم — مجھے مت ہارو۔“
لطف اللہ خان نے گھنگھاٹے ہوئے لمحے ہوئے کہا۔

سنوا — رقم روپیہ کو واپس کرنے کی صورت نہیں ہے بلکہ
یہ ایک لاکھ روپے اور اپنی طرف سے ایک لاکھ روپے ملا کر تم نے
آج ہی اسے کوڑھیوں کے علاج کے لئے بنائے گئے ہسپتاں کو
ڈونیٹ کرنے ہیں — آج ہی — کل میں ہسپتاں سے کفرم کر لونا گا۔
اگر تم نے وہاں دو لاکھ روپے جمع نہ کرتے تو کل تمہارے جسم میں کم از کم
دو لاکھ گولیاں گھس چکی ہوں گی — سمجھ گئے ہو — عمران نے
انہی کو خست لمحے میں کھا۔

”مم—مم—میں آج سی جمع کر اونچا میں دعہ کرتا ہوں،
لطف الدخان نے فوراً سی دعہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ سنو اے۔ اگر تم نے کسی کو بھی میری یہاں آمد اور ان تمام باتوں کے متعلق کچھ بتایا تو تب بھی تمہارا بھی خشر ہو گا۔“ — عمران نے اسی طرح سخت لمحے میں کہا۔

”میر— میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا — میں وعدہ کرتا ہوں۔“
لطف اللہ خان نے ایک بار پھر وعدہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی
عمران کا بازو بھلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر گھوما اور اس کی انگلی کا

مُڑا ہوا ایک پوری قوت سے تطفف اللہ خان کی کنپٹی پر ایک بار پھر
پڑا اور وہ بُری طرح چینھا ہوا ایک بار پھر زمین پر گر کر چند لمبوں کے
لئے تڑپا اور پھر بیہوٹشی ہو گیا۔

"یہ تمہاری بے ضابطگی کی معمولی سی سزا ہے" — عمران نے
بڑھاتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی سردار احمد جان نے جو مقامی میک اپ
میں تھا ماہر بڑھا کر رسیور انٹھایا۔

"لیں" — اس نے سرد بجھے میں کہا۔

"کے۔ دن بول رہا ہوں" — آپ کے لئے میرے پاس اہم خبریں
میں" — دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کیسی خبریں" — ہ سردار احمد جان نے بُری طرح چونکتے ہوئے
پوچھا۔

ڈریگون سپلائی لکب کے مالک روڈنی کو اس کے دفتر میں گولی مار کر
بلک کر دیا گیا ہے اور فائل کا کوئی پتہ نہیں چلا — روڈنی کی لاش
سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس پر کافی تشدید کیا گیا ہے — اس کے
ساتھ ہی دوسری اطلاع بھی ہے کہ نواب ارشد حسین جو ہمارا جاہش اجنبی
تھا، بھی کوھٹی سے غائب ہو چکا ہے۔ اس کے تمام ملازم کوھٹی میں بیہوٹشی

بڑے ہوئے پاٹتے گئے ہیں۔ ان کے مطابق وہ اچانک بیہوں ہو گئے جب کہ کوہی کے اندر کوئی آیا بھی نہ تھا۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ کس نے ایسا کیا ہو گا۔ اور کیوں؟"

سردار احمد جان نے انتہائی حیرت بھرے لیجے میں کہا۔ "میں نے نواب ارشد حسین کے ذمے آپ والاشن یعنی سیکرٹ سروس کے ہڈی کوارٹر کے نیچے موجود سیوریج لائن کا نقشہ اور تفصیلات حاصل کرنے کا کام لگایا ہوا تھا اور ارشد حسین نے کہا تھا کہ وہ یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے کیونکہ اس کا یہاں کے ملکوں میں خاصاً اثر د رہا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ روڈنی بھی اسی کا ہی آدمی ہے۔ اصل عامر سہیل کو بھی روڈنی کی ہی تحویل میں رکھا گیا تھا۔ عامر سہیل والاسارا کام بھی نواب ارشد حسین کے ذریعے ہی کرایا گیا تھا۔ وہ انتہائی بار سونخ اور بااثر آدمی ہے اس لئے آج تک اس پر کچھی کسی کو شک نہیں ہو سکا تھا کہ وہ یہاں ہمارا میں ایجنسٹ ہے۔ لیکن اب اسے اچانک اغاکر لیا گیا ہے اور روڈنی کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔" وَنَ نے کہا۔

"نواب ارشد حسین ایس۔ وَن کے بارے میں کتنا کچھ جانتا ہے؟"

"ایس۔ وَن کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔ وہ تو مقامی ایجنسٹ تھا اور براہ راست میں اُسے ڈیل کرتا تھا۔ عامر سہیل والاشن بھی میں نے ہی اسے دیا تھا اور وہ کام اس نے انتہائی ذمہ داری سے مکمل

کیا تھا۔ اور ویسے بھی وہ آج تک پہلے کبھی ٹریس نہیں ہو سکا۔ پہلی بار ایسا ہوا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایسا مقامی سیکرٹ سروس نے ہی کیا ہو گا۔" کے۔ وَن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روڈنی اور اس نواب ارشد حسین کے بارے میں کوئی ٹکیوں مل گیا ہے اور وہ فوری طور پر حرکت میں آگئی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہ زیادہ سے زیادہ نواب ارشد حسین سے یہی معلوم کر سکیں گے کہ وہ کے جی۔ بی کے لئے کام کرتا ہے۔ ایس۔ وی کے بارے میں انہیں معلوم نہ ہو سکے گا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ آئی۔ ام سودی کے۔ وَن! ا۔ کر ایس۔ وی کی وجہ سے تمہارا اہم آدمی ٹریس ہو گیا۔" سردار احمد جان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ مجھے ایسے مقامی ایجنسٹوں کی کبھی پرواہ نہیں رہی۔ بھاری رقم کے بدلتے ایسے اور کہتی ایجنسٹ پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ آپ خود سیکرٹ سروس سے پچ کر رہیں۔ اسے اگر آپ کا معمولی سا ٹکیوں بھی مل گیا تو یہ قیامت بن کر آپ پر ٹوٹ پڑے گی۔" کے۔ وَن نے کہا اور سردار احمد جان نے شکریہ کہہ کر لیسیور کر لیا۔ پر پڑھ دیا۔

"یہ شن تو میرے لئے مصیبت بن کر رہ گیا ہے۔ کسی طرح حل ہی ہونے میں نہیں آ رہا۔" لیسیور رکھ کر سردار احمد جان نے عضیلے لیجے میں بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشافی پر اس طرح شکنیں ابھر آتی تھیں جیسے اس کی پیشافی کسی گراموفون ریکارڈ کا ایک حصہ ہو۔ آنکھوں سے شدید الجن کے خثار نمایاں مھتے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

وہ کسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹھملنے لگا۔ کافی دیر تک وہ اسی طرح ٹھملدار ہا۔ پھر تیزی سے دوبارہ میز کی طرف بڑھا، اس کا انداز بتارہا تھا کہ وہ کسی خاص نتیجے پر چمچ گیا ہے۔ اس نے جلدی سے ریسور اٹھایا اور پھر تیزی سے نبرڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”ایں۔ وی ہیڈ کوارٹر“ — سردار احمد جان ایک تیز آواز ساتھی دی۔

”ایں۔ وی ہتری بول رہا ہوں نکولاٹی“ — سردار احمد جان نے تیز اور حکما نہ لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ لیں پاس“ — دوسری طرف سے اس طرح چونکتے ہوئے ہیچے میں کہا گیا جیسے ایں، وی ہتری کی طرف سے یہاں فون کرنے جانے پر اُس سے شدید حیرت انہوں۔

”تم نہیز کو ارت کر دو۔“ — میں خود ہیڈ کوارٹر آ رہا ہوں۔ ہم نے اب نئی لائن آف الکیشن پر کام کرنا ہے۔“ — سردار احمد جان نے تیز ہیچے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور رکھا اور پھر تیزی سے اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں سے ایک چھوٹا مگر جدید ساخت کا فلکسٹہ فریکوئنسی کا ٹرانسیور باہر نکال لیا۔ دوسرے لمبے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا اور ٹرانسیور سے سیٹی کی مخصوص آواز نکلنے لگی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔“ — ایں۔ وی ہتری کانگ ربانی۔ اور۔ — سردار احمد جان نے تیز ہیچے میں بار بار کاں دینی شروع کر دی۔

”لیں پاس! — ربانی اٹنڈنگ یو۔ اور۔“ — چند لمبوں بعد ٹرانسیور سے ربانی کی آواز شناختی دی۔

ربانی! — میں نے نئی لائن آف الکیشن تیار کی ہے۔ — تم ایسا کرو کہ فوراً ایں۔ وی ہتری ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ۔ — میں نے گردپ کانگ کی ہے۔ — میں چاہتا ہوں کہ تم بھی اس میٹنگ میں شامل رہو۔ تاکہ کام کو صحیح معنوں میں آگے بڑھایا جا سکے۔ اور۔ — سردار احمد جان نے کہا۔

”لیں پاس! — پاس کوڈ بتا دیں۔ اور۔“ — دوسری طرف سے ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پاس کوڈ ایں۔ وی ہتری — فوراً پہنچو۔ اور اینڈ آل۔“ — سردار احمد جان نے کہا اور ٹرانسیور آف کر کے اس نے اسے دوبارہ دراز میں رکھا اور پھر دراز بند کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مخоторی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی کار ڈرائیور کہا ہوا دار الحکومت کی مختلف سڑکوں پر آگے بڑھا جا رہا تھا۔ مخоторی دیر بعد اس کی کار ایک کالوں میں داخل ہوتی اور پھر اس کے کار ایک کوٹی کے گیٹ کے سامنے مورکر روک دی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجا یا، دوسرے لمبے سائیڈ چھاک کھلا اور مقامی نوجوان باہر آگیا۔

”ایں۔ وی ہتری۔“ — سردار احمد جان نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا اور نوجوان سر ہلانا ہوا تیزی سے مرٹا اور سائیڈ چھاک میں غائب ہو گیا۔ چند لمبوں بعد پڑا چھاک کھلا اور سردار احمد جان کار اندر لے گیا۔

یہ ایک بہت ویسی و عریض کوٹی تھی۔ لان کو کراس کرتا ہوا وہ کار پورچ میں لے گیا۔ برآمدے میں دس لمبے تر ٹنگے مقامی افراد کھڑے تھے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ان کے کھڑے ہونے کا انداز بتارہا تھا کہ وہ تریست یافتہ اور فیلڈ کے آدمی ہیں۔ سردار احمد جان کے نیچے اترتے ہی ان میں سے ایک تیزی سے برآمدے کی سیرھیاں اترتے ہوئے اس کی طرف آیا۔

"آیتے بآس! — ہم سب آپ کے ہی منتظر ہتھ" — اس آدمی نے سردار احمد جان کے قریب جا کر مودبانتہ انداز میں کہا۔
گیٹ پر موجود آدمی کو کہہ دو — پاس کوڈ ایس، دی، عقری ہی ہے۔"
نکولاٹی نے سکراتے ہوئے کہا۔

"یس بآس" — نکولاٹی نے کہا اور اس نے وہیں سے اوپھی آواز میں پھاٹک کے قریب کھڑے اس مقامی نوجوان کو ہدایت دینی شروع کر دیں جس کے سردار احمد جان کے لئے پھاٹک کھولا تھا۔

میز کے گرد بیٹھے ہوتے تھے۔ ایک کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔

"بآس! — ہم تو یہاں آکر بے کار بیٹھے بیٹھے تنگ آگئے ہیں۔
شکر ہے آپ کو ہمارا خیال تو آیا" — سردار احمد جان کے ساتھ بیٹھے ہوتے نکولاٹی نے سکراتے ہوئے کہا۔

میز کام کے لئے ہی میں نے رو سیاہ سے کال کیا تھا — فارغ بٹھنے کے لئے تو نہیں بلایا تھا — میں دراصل چاہتا تھا کہ مشن کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل ہو جائیں تو تمہیں آنکش میں لے آؤں۔
سردار احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور نکولاٹی نے سر ہلا دیا۔ اس کے باقی نوساٹی خاموش بیٹھے ہوتے تھے۔

چند ملمبوں بعد کمرے کا دروازہ کھلدا اور ربانی اندر داخل ہوا۔ آں کے جسم پر نیلے رنگ کا سوت تھا۔

آور ربانی بیٹھو — تمہارا ہی انتظار تھا" — سردار احمد جان نے ربانی سے مخاطب ہو کر کہا اور ربانی سر بلاتا ہوا سردار احمد جان کے ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب سردار احمد جان کے ایک طرف نکولاٹی تھا اور دوسری طرف ربانی تھا۔

"سب سے پہلے میں مختصر طور پر تمہیں اس مشن کا پس منظر پتا دوں کیونکہ تمہیں اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ — یہاں صرف ربانی اور اس کا گرد پر ہی کام کرتا رہے" — سردار احمد جان نے کہا اور پھر اس نے شروع سے لے کر اب تک کے حالات مختصر طور پر بتا دیتے جن میں کے جی۔ بی کے مقامی ایجنسٹ نواب ارشد خان کے اغوا اور اس کے آدمی روڈنی کی ہلاکت جی شامل تھی۔

"اوہ بآس! — اس کا مطلب ہے کہ پاکیشی سیکرٹ سروس ہمارے خلاف حرکت میں آچکی ہے" — ربانی نے چونک کر کہا۔

"ہمارے خلاف نہیں" — کے جی۔ بی کے خلاف — نواب ارشد حسین کے ذمہ جو کام لگایا گیا تھا وہ یہاں کے جی۔ بی ایجنسٹوں کے مقامی چھیٹ کے دون کے ذریعے لگایا گیا تھا۔ نواب ارشد حسین ہمارے متعلق پچھے نہیں جاتا — پہلے عام سریل والا کام بھی کے جی۔ بی کے ذریعے ہی روڈنی سے کرایا گیا تھا۔ اس نے اگر پاکیشی سیکرٹ سروس کو ان سے کچھ معلوم بھی ہو گا تو صرف کے جی۔ بی کے متعلق ہی معلوم ہو سکے گا — کے جی۔ بی اپنے مسائل سے نشانہ جانتی ہے" — سردار

احمد جان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”باس! — آپ نے کسی نئی لائن آف ایکشن کی بات کی تھی؟“ — ج

نکولاٹی جواب تک خاموش بیٹھا تھا بول پڑا۔
”ہاں! — اور اسی لئے میں نے یہ مینگ کال کی ہے ہے — میں
اب اس مشن سے تنگ آگیا ہوں — شروع شروع میں ہمیں تیز اور میں
کامیابیاں حاصل ہوتی رہیں۔ میں پھر اچانک سب کچھ ختم ہو گیا۔ سیکرٹ
سرودس کے تمام نمبر ان اچانک اس طرح غائب ہو گئے میں جیسے گدھے
کے سر سے مینگ — عمران بھی غائب ہے۔ صرف ہمارے سامنے وہ
عمارت ہے جسے ہم سیکرٹ سروودس کا ہیڈ کوارٹر سمجھ رہے ہیں میں لیکن اس
کے اندر جس قسم کے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں اس کے مطابق تو ہم
اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں نے اس کے اندر داخل ہونے
کا نیا پلان بنایا تھا کہ اس عمارت کے نیچے موجود سرکاری سیدوں کی لائن کا
نقشہ اور اس کی تفصیلات اگر ہمیں مل جائیں تو ہم آسانی سے خفیہ طور
پر اس کے اندر داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ حفاظتی آلات باہر سے آنے
والوں کو پیش نظر کہ کرنے کے جاتے ہیں — گڑھ لائن پاؤٹ
کا تو انہیں خیال تک نہ ہو گا لیکن اب کے جی بی کے انجینئرنگ کی بلاکت
اور ان کی گرفتاری سے یہ مسلسل بھی ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے انہیں
کوئی ایسا سکیو مل گیا ہو گا کہ یہ لوگ کیا کام کر رہے ہیں اور اگر نہ بھی ملا
ہو گا تو انہوں نے روڈنی اور اس نواب ارشد حسین سے پوچھ لیا ہو گا۔
مسئلہ تو جیسے عجی ہوا بہر حال اب ختم ہو گیا لیکن اب میں اس سارے
مشن سے واقعی تنگ آگیا ہوں اس لئے میں نے یہ مینگ کال کی ہے

میرے ذہن میں ایک نئی لائن آف ایکشن آئی ہے لیکن یہ لائن آف
ایکشن الیسی ہے کہ جس کا نتیجہ دونوں صورتوں میں نکل سکتا ہے یا تو ہم
لوگ ہبھی کے لئے ختم ہو جائیں گے — یا پھر ہم اپنا مشن چند روز میں
بھی پورا کر لیں گے اس لئے میں نے سوچا کہ اس پر عمل شروع کرنے
سے پہلے آپ سب سے اسے باقاعدہ ڈسکس کر لیا جائے۔
سردار احمد جان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔
”فرماییں! — نکولاٹی نے کہا۔

”میرے ذہن میں لائن آف ایکشن یہی ہے کہ عمران کے فلیٹ پر
میں خود جاؤں اور اس وقت تک وہیں رہوں جب تک عمران وہاں
آئنہیں جائے۔ اور تم لوگ فلیٹ سے باہر موجود ہو۔ جیسے ہی
میں کامن دوں تم اوپر آ جاؤ اور پھر اس عمران کو وہاں سے اغوا کر کے
یہاں لے آیا جائے۔ اس کے بعد اس کی ایک ایک ہڈی توڑ کر اس سے
یہ معلوم کیا جاتے کہ کیا واقعی وہی پاکیٹیا سیکرٹ سروودس کا چیز ہے اگر
پر اس کے اندر داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ حفاظتی آلات باہر سے آنے
والوں کو پیش نظر کہ کرنے کے جاتے ہیں — گڑھ لائن پاؤٹ
کا تو انہیں خیال تک نہ ہو گا لیکن اب کے جی بی کے انجینئرنگ کی بلاکت
اور ان کی گرفتاری سے یہ مسلسل بھی ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے انہیں
کوئی ایسا سکیو مل گیا ہو گا کہ یہ لوگ کیا کام کر رہے ہیں اور اگر نہ بھی ملا
ہو گا تو انہوں نے روڈنی اور اس نواب ارشد حسین سے پوچھ لیا ہو گا۔
مسئلہ تو جیسے عجی ہوا بہر حال اب ختم ہو گیا لیکن اب میں اس سارے
مشن سے واقعی تنگ آگیا ہوں اس لئے میں نے یہ مینگ کال کی ہے۔
— سردار

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

چکر میں پڑے رہے ہیں۔ آپ خود کیوں جاتے ہیں۔ جیس اس کا پتہ اور علیہ بتا دیں۔ ہم اسے اٹھا کر یہاں لے آئیں گے۔ اس بار ربانی کے بولنے سے پہلے ہی نکولاٹی بول پڑا۔

ٹھیک ہے۔ لیس ایسے ہی ہو گا۔ جو بھی نتیجہ ملکے بہر حال اب ایسے ہی ہو گا۔ یہ میرے فصلہ ہے۔ رو سیاہ والے بھی خواخواہ اس سے ڈرتے ہیں اور شاید انہوں نے اسی لئے یہاں کے مقامی ایجنسیوں کے ذمہ پر کام نہیں لگایا کہ سیکرٹ سروس مقامی ایجنسیوں کے بارے میں واقع ہوگی۔ ربانی بولا۔ کیا تمیں میرے فصلے سے کوئی اختلاف ہے؟ سردار احمد جان نے اسی طرح سخت جھنجڑاتے ہوئے بیجے میں کہا۔

جب آپ نے فصلہ کر لیا ہے باس! تو پھر احتکات کرنا ٹو جرم ہے۔ پہلے آپ مشورہ لے رہے تھے اس لئے میں نے بات کر دی تھی۔

ربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گذ تو سنو! عمران کو اغوا کرنے کا کام اب نکولاٹی اور اس کا گروپ کرے گا۔ تم اپنے گروپ کے ساتھ اس کی نگرانی کر دے گے۔ کسی بھی لمحے انہیں کوئی خطرہ درپیش ہو تو تم نے ان کی مدد کرنی ہے میں اپنی رہائش گاہ میں رہوں گا تاکہ کسی کو میرے متعلق علم نہ ہو سکے۔ جب عمران یہاں ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جاتے تو پھر مجھے اطلاع کرنا۔ عمران سے پوچھے گچھے میں خود کروں گا۔“ ربانی!“ تم نکولاٹی کو عمران کا حلیہ بھی بتاؤ گے اور اس کا فلیٹ بھی دکھاؤ گے۔“ سردار احمد جان نے تیزی سے فصلے کرتے ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ خود اس کے فلیٹ میں نہ جائیں گے جیسا کہ آپ پہلے کہہ رہے چل رہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔“ آپ پہلے بھی خواخواہ نگرانی وغیرہ کے

احمد جان نے اپنی نتی لائن آف ایکشن کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”باس!“ جب آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ عمران انتہائی شاطر آدمی ہے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ اس قدر آسانی سے قابو میں آجائے گا۔“ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ربانی نے انتہائی سنبھیہ بیجے میں کہا۔

”اس کے بارے میں اسی شاطر پن کا سئون کر تو ایس۔ وہی اب تک خراب ہو رہی ہے۔ ہم فرمی طور پر اس سے خوفزدہ ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے تحفظ کے چکر میں پڑ گئے ہیں اور اس میں مکمل ناکامی ہیں مل رہی ہے جب کہ آج سے پہلے کبھی ایس۔ وہی ایسے تحفظات کے چکر میں نہیں پڑی۔ ہمیں تیز اور ڈاٹ ریکٹ ایکشن کرنا چاہیے۔“ سردار احمد جان نے غصیلے بیجے میں کہا۔

”باس!“ اگر یہ سارا کام اس طرح ہو سکتا تو رو سیاہ یہ کام آسانی سے یہاں موجود کے جی۔ بی کے ایجنسیوں سے بھی کرالیتا۔ اُسے ایس۔ وہی آپ اور ایم کو سامنے لانے کی کیا ضرورت تھی۔“ ربانی نے تلخ بیجے میں کہا۔ ”تو پھر کیا کیا جاتے؟“ اسی طرح احمدیوں کی طرح ان کے چیزیں دوڑتے رہیں اور ناکام ہوتے رہیں۔ یا پھر حیثیت کے سامنے ناکامی کا اعلان کر کے والپس چلے جائیں۔“ سردار احمد جان نے انتہائی جھنجڑاتے ہوئے بیجے میں میزہ رہنکہ مارتے ہوئے کہا۔

”باس!“ آپ کی لائن آف ایکشن درست ہے۔ ایک آدمی کو اغوا کرنا اور پھر اس پر تشدید کر کے اس سے کچھ اگلوالینا کوں ٹڑا مسلکہ ہے۔ چل رہے وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ آپ پہلے بھی خواخواہ نگرانی وغیرہ کے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

تھے۔ ربانی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہنسیں۔ میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ جب مقصد اُسے اغوا کرنا ہے تو پھر میں سامنے کیوں آؤں۔ اس کے فلیٹ کی نگرانی کرو۔ کبھی نہ کبھی تو یہ حال وہ فلیٹ میں آتے گا، ہی سہی۔" سردار احمد جان نے کہا اور ربانی اور نکولائی کے اثبات میں سرپلادیتے۔

ٹھیک ہے باس! — آپ کیوں سامنے آتے ہیں۔ ایک آدمی کو اغوا ہی کرنا ہے۔ ہو جائے گا۔" نکولائی نے کہا اور سردار احمد جان امٹ کھڑا ہوا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات موجود تھے جیسے اس نے اب صحیح لائی آف ایکسیشن تلاش کر لی ہو۔

"اب تم ربانی سے عمران اور اس کے فلیٹ کے بارے میں معلومات کرو اور باقی تفصیلات بھی خود ہی طے کر لینا۔ مجھے لیں اتنی اطلاع ملنی چاہیتے کہ عمران یہاں پہنچ گیا ہے اور اس کی نگرانی نہیں کی جا رہی۔" سردار احمد جان نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مُڑ گیا۔

عمران نے جیسے ہی آپریشن رووم میں داخل ہوا، بلیک زیر دکری سے امٹ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا۔ کیا کرسی میں کھٹمن ہیں جو تم بار بار امٹ کر کھڑے ہو جاتے ہو۔" عمران نے جان بوجھ کر حیرت بھرے ہو چکے میں کہا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ بلیک زیر داحتا اما امٹ کر کھڑا ہوتا ہے۔

"میں آپ کے احترام میں امٹ کر کھڑا ہوتا ہوں۔" بلیک زیر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر میں یہی کام نہ شروع کر دوں کہ دروازے سے باہر گیا اور تم بجھ گئے۔ اندر آیا امٹ کھڑے ہوئے۔ پھر باہر گیا تو تم پھر بجھ گئے اس طرح مجھے دو چار سو دفعہ چکر تو ضرور لگانے پڑیں گے لیکن جوزف کی طرح تمہارے بھی دو چار سو ڈنڈ پورے ہو جائیں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بجھ گیا۔

"آپ ہی تھک چاہیں گے دروازے سے آتے اور جاتے ۔۔۔ میں نہیں تھکوں گا" ۔۔۔ بلیک زیر و نے بھی کری پر بیٹھتے ہوتے جا ب دیا اور عمران سکرا دیا۔

"نواب ارشد حسین کا کیا ہوا" ۔۔۔ ہے بلیک زیر و نے پوچھا۔ "وہ کے جی بی کا ایجنت ہے ۔۔۔ صرف رقم وصول کرنے والا ایجنت" عمران نے منہ بنا تے ہوتے کہا۔

"کے جی بی کا ایجنت ۔۔۔ اودہ آپ کے ہاتھ کیسے لگ گیا" ۔۔۔ بلیک زیر و نے چران ہوتے کہا کیونکہ اُسے تو سرے سے کسی بات کا علم نہ تھا۔ اُسے تو صرف اتنا معلوم تھا کہ مائیگر کی طالنسیٹر پر کال آئی تھی اور آس نے عمران کو بتایا تھا کہ کسی بدمعاش روڈنی کے پاس اصل خامر سہیل ہے اور عمران زیر و میک آپ کر کے چلا گیا تھا۔ پھر اس کی کال آئی کہ نواب ارشد حسین کو اعزاز کر کے دالش منزل پہنچا دیا جاتے۔

"اتنا چران ہونے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ ایسے ایجنٹوں کی کوئی خاص ایمیٹ نہیں ہوتی ۔۔۔ یہ پر ماورے عالم کاموں کے لئے مقامی لوگوں کو پالتی ہیں ۔۔۔ انہیں بھاری رقم دیتی ہیں۔ لیکن انہیں کوئی خاص معدومتہ نہیں ہوتیں۔ نواب ارشد حسین بھی ایسا ہی ایجنت ہے ۔۔۔ اور وہ روڈنی بھی اس کا آدمی تھا" ۔۔۔ عمران نے منہ بنا تے ہوتے کہا۔

"تھا کامطلب ہے وہ ختم ہو چکا ہے" ۔۔۔ بلیک زیر و نے پڑنک کر کہا۔ "میں نے مائیگر کو واپس طالنسیٹر پر ہدایات دے دی ہیں کہ وہ آسے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

خود عامر سہیل کے متعلق تفصیلات معلوم کر کے اس کا خاتمہ کر دے کیونکہ میں اس نواب ارشد سے فوری ملنا چاہتا تھا اور مجھے یقین ہے کہ مائیگر نے اب تک اپنا کام مکمل کر لیا ہو گا اس لئے میں نے "تھا" کا صیغہ استعمال کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوتے وضاحت کی۔

"آپ مجھے تفصیل تو بتائیں ۔۔۔ آپ تو گتے تھے روڈنی کے پاس اور درمیان میں یہ نواب ارشد حسین کیسے ٹپک پڑا" ۔۔۔ ہے بلیک زیر و نے مسکراتے ہوتے کہا۔ اور عمران نے اُسے ساری بات بتا دی۔

"کیا مطلب ہا ۔۔۔ وہ چیف انجنیئر دالش منزل کے سیورینج سسٹم کو چیک کر رہا تھا۔ مگر یہاں تو سرکاری سیورینج سسٹم موجود ہی نہیں ہے ہمارا پرائیویٹ انجمنٹ ہے" ۔۔۔ بلیک زیر و نے چرت بھرے ہجھے میں کہا۔

"اسی لئے تو پرائیویٹ انجمنٹ کیا گیا تھا کیونکہ کسی بھی عمارت میں داخلے اور عمران یہاں آتے ہی نواب ارشد حسین کے پاس چلا گیا تھا۔ کے لئے سب سے آسان راستہ بھی سیورینج سسٹم ہی ہوتا ہے بہر حال نواب ارشد حسین نے صرف اتنا بتایا ہے کہ اُسے یہ کام چیف نے دیا تھا اور اس نے اسے روڈنی کے ذمہ لگادیا ۔۔۔ اور چیف کے بارے میں اسے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ فون پر اُسے کام دیتا ہے اور کام ہو جانے کے بعد اس کے اکاؤنٹ میں خود بخود بھاری رقم جمع ہو جاتی ہے ۔۔۔ اور چیف کے بارے میں اسے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ کے جی بی کام مقامی چیف ہے۔ اس سے زیادہ اُسے کچھ معلوم نہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ "ہو سکتا ہے وہ چھپا رہا ہو" ۔۔۔ بلیک زیر و نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔ "بھی بات سوچ کر میں نے اس کی روح سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش

کی کہ چلو روح توجھوں نہ بولے گی لیکن روح صاحبہ جسم سے نکلتے ہی
غائب ہو گئی اور مجھے بے نیل و مرام والپ آنا پڑا" — عمران نے
منہ بنتے ہوتے کہا اور بلیک زیر و مسجد گیا کہ تشدید کے دوران نواب ارشد
ہلاک ہو چکا ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس بار کے جی. بی ہمارے خلاف کام کر رہی
ہے" — بلیک زیر و نے ہونٹ پڑاتے ہوتے کہا۔

"ہاں! — لگتا تو ایسا ہی ہے — بہر حال معلوم ہو جائے گا" —
عمران نے مجھ سے لجھے میں کہا اور ماہقہ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھایا اور
پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

"رائل کلب" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز
سنافی دی۔

"احسان علی خان بول رہا ہوں" — سستہ مینجا فضل راطھور سے
بات کر رہیں" — عمران نے قدے تھکانہ لجھے میں کہا۔

"لیں سر ہو لڈ آن کریں" — دوسری طرف سے اس بار مودبان
لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک اور آواز رسیور پر اجھری۔

"ہیلو — فضل راطھور بول رہا ہوں" — بولنے والے کے لجھے میں
حیرت بھی شاید وہ احسان علی خان کو نہ پہچانتا تھا۔

"پرانس آف ڈھپ — ٹرانسیمیٹر پر بات کرو" — عمران نے سخت
لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ماہقہ بڑھا کر ٹرانسیمیٹر پر اپنی مخصوص فریکنی
ایڈجٹ کرنی شروع کر دی۔ بلیک زیر و خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

اطھوری دیر بعد ٹرانسیمیٹر سے کال آگئی اور عمران نے ماہقہ بڑھا کر

ٹرانسیمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو — ہیلو — راطھور کانگ پرانس۔ اور" — افضل راطھور
کی آواز ٹرانسیمیٹر سے نکل رہی تھی۔

"لیں — پرانس آف ڈھپ اٹلڈگ یو" — کال کوئی سُن تو نہیں
رہا۔ اور" — عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب! — میں نے پہلے ہی خیال رکھا ہے۔ اور" —
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کے جی۔ بی کے مقامی چیف نے نواب ارشد خان کے ذمے ایک خصوصی
کام لگایا تھا جو اس نے ڈریگون پیش کلب کے وعدی کے ذریعے مکمل کرنے
کی کوشش کی۔ — نواب ارشد حسین صرف اتنا بات سکتے کہ اُسے یہ
کام کے جی۔ بی کے چیف نے دیا تھا — تم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ
ساقی دی۔
کام کے جی۔ بی کے مقامی چیف کو کس پارٹی نے دیا تھا اور اس پارٹی کے
بادے میں اگر کوئی تفصیلات مل سکیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اور" —
عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کام کیا تھا۔ اور" — دوسری طرف سے افضل راطھور نے پوچھا۔
ایک غارت کے نیچے سرکاری رسیور کی سیستم کے نقشے کی تفصیلات
حاصل کرنی تھیں۔ اور" — عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کئے" — میں معلوم کر کے آپ کو کال کرتا ہوں۔ اور" — دوسری
طرف سے کہا گیا۔

"پوری ہوشیاری سے کام کرنا" — دوسری پارٹی سے متعلق جس قدر
زیادہ معلومات حاصل ہو سکیں اچھا ہے۔ اور" — عمران نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن جواب کل ہی دے سکوں گا۔ اور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ کے۔ ڈالسیمیر پر ہی بات کرنا۔ اور اینڈ آل" — عمران نے کہا اور ڈالسیمیر آف کر دیا۔

"یہ کے جی۔ بی کا ایجنت ہے۔" — ڈالسیمیر آف ہوتے ہی

"ہنس۔ البتہ یہ ایک ایسے آدمی کو جانتا ہے جو کے جی۔ بی کے مقامی ہسٹڈ کوارٹر میں کسی اہم پوسٹ پر ہے اور ایک خاص قسم کی شراب

کلبے حصہ ریسا ہے۔ اب یہ رات کو اس سے ملے گا اور اس سے وہ شراب کافی مقدار میں پلاٹے گا اور پھر جب وہ آؤی نشے میں آؤٹ ہو گا تو پھر اس سے ساری باتیں معلوم کر لے گا۔ اس آدمی کو پتہ بھی نہ

چلے گا کہ وہ کیا کیا بنا چکا ہے اور افضل راحٹور کو معاوضہ میں پرنس آف ڈھپ سے بھاری رقم مل جاتے گی" — عمران نے مسکراتے

ہوتے کہا۔

"اوه۔ اگر یہی بات ہے تو اس خاص آدمی کو ہمیں نظر میں رکھنا چاہیتے تاکہ یہاں موجود کے جی۔ بی کے ایجنتوں کی سرگرمیاں ہمارے علم میں رہیں" — بلیک زیر دنے نے چونکتے ہوتے کہا۔

"کیا ضرورت ہے خواخواہ کی سر دردی کی۔ یہ لوگ صرف سیاسی قسم کی معلومات حاصل کر کے اپنے ملکوں کو بھختے ہیں اور شہر پاورز ایسے ایجنت ہر ہمک میں رکھتی ہیں" — عمران نے کہا اور پھر کرسی سے آٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کہاں چل دیتے" — ہی بلیک زیر دنے چونک کر لپھا۔ میں اب فلیٹ پر جا رہا ہوں — تم نواب ارشد حسین کی لاش بر قی بھئی میں ڈال دینا" — عمران نے جواب دیا۔

"لیکن آپ کے فلیٹ میں بھی تو ڈکٹافون موجود ہو سکتا ہے یا ہو سکتا ہے کہ فلیٹ کی نگرانی بھی ہو رہی ہو" — بلیک زیر دنے کے کہا کیونکہ جب سے صدر کے فلیٹ سے ڈکٹافون ملا تھا عمران فلیٹ پر واپس نہ گیا تھا۔ "اس لئے تو جا رہا ہوں کہ یہ بی پڑھے والا کھیل ختم تو ہو۔ جو بھی ہو گا کم از کم سامنے تو آ جائے گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "تو آپ ان لوگوں کو سامنے لے آنے کے لئے اپنے آپ کو چارے کے طور پر استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ پھر میں مہربز کی ڈیوٹی نہ لگادوں آپ کے فلیٹ کی نگرانی کے لئے" — بلیک زیر دنے کے کسی سے اٹھتے ہوتے کہا۔

"ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو اور میں تو آئم سے فلیٹ میں ڈال سوتا ہوں اور وہ بیچارے ساری رات نگرانی کرتے رہ جائیں۔ اور اگر کچھ ہو گا بھی سہی تو تم فکر نہ کرو میں اکیدہ ہی سنہال ہون گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے ڈرینگ روم کی طرف ڈرھ گیا تاکہ اپنے پھرے پر موجود میک آپ صاف کر دے۔ گو فلیٹ پر جانے کی بات کرتے ہوئے اس کے ذہن میں ملکرانی والی بات نہ علتی لیکن بلیک زیر دنے کے بات کرنے پر اس کے ذہن میں فوراً ہی یہ سیکھ بن گئی کہ وہ خود کو سامنے آتے تاکہ اگر واقعی کوئی تنظیم ان کے خلاف کام کر رہی ہو تو کم از کم اس کا کلیو تو ملے گا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ میک آپ

ستون کے ساتھ بند ہے ہوتے کھڑے دیکھا۔ اُسے لوہے کی زنجیر کے ساتھ ستون سے جکڑا گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی ستون کی عقبی طرف کر کے اس کی کلائیوں میں بھٹکڑی ڈالی گئی ہتھی۔ اس کے جسم کے گرد زنجیر اس طرح بند ہوتی ہتھی کہ گردن کے نچے حصے سے لے کر پیروں تک وہ اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ جسم کو معنوئی سی حرکت بھی نہ دے سکتا تھا صرف اس کا سر اور گردن حرکت کر سکتی ہتھی۔ مگر میں کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا اور نہ ہی دہان کوئی آدمی تھا اس کے سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران کے بیوی پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔ چلواب کسی مخالف کی شکل تو نظر آئے تھے۔ خواجخواہ کا اسرار چھیلا رکھتا انہوں نے۔ ”عمران نے بڑا بڑا تھے ہوتے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سب سے پہلے اپنی انگلیوں کو حرکت دے کر اپنی کلائیوں میں پڑی ہوتی کھلپ بھٹکڑی کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی بھٹکڑی کھل گئی۔ عمران نے بھٹکڑی نیچے نہ گرنے دی اور اُسے ایک ہاتھ سے پکڑ لیا کیونکہ اگر بھٹکڑی نیچے گر جاتی تو پھر سامنے سے نہ سہی مگر ساید سے بہر حال نظر آجائی۔ گو اس کی کلائیاں تو آزاد ہو چکی مھیں میکن پورے بازو زنجیر سے آزاد نہ ہو سکتے تھے کیونکہ بازوؤں کے گرد بھی زنجیریں موجود تھیں اس طرح اس کے ذہن پر موجود تاریکی کی دیزرتہ ملکی پڑنے لگ گئی۔ اور آہستہ آہستہ تاریکی کی جگہ روشنی نے لینی شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ چند لمحوں تک تو اس کا ذہن خالی خالی سارا پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور پیدا ہوتا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کرے کے درمیان ایک

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

صفاف کر کے اپنی ہی کار میں فلیٹ پر جاتے گا۔ اس کار میں جس کے میپ کے نیچے سے برآمد ہونے والے سپیشل انڈکٹر کے بعد اس نے اُسے استعمال نہ کیا تھا اور دانش منزل کے گیراج میں بند کر دیا تھا۔ مخصوصی دیر بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر اپنے فلیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ عمران کی نظر میں بیک مر پر جبی ہوتی تھیں وہ چمک کرنا چاہتا تھا کہ کہیں دانش منزل کی نگرانی تو نہیں ہو رہی کیونکہ بہر حال اب یہ بات تو سامنے آچکی ہتھی کہ دانش منزل کے خلاف کوئی پارٹی کام کر رہی ہے جس نے پہلے اندر چکنگ میں ہمچاپی اور اب اس کے سیدریج نظام کو چمک کر اسی ہتھی لیکن فلیٹ تک پہنچ جانے کے باوجود اسے کوئی مشکل کا نظر نہ آئی۔ اس نے کار فلیٹ کے نیچے بننے ہوتے گیراج میں بند کی اور پھر وہ سڑھیاں چڑھتا ہوا اور پہنچ گیا۔ دروازے کو تالا لگا ہوا تھا اس کا مطلب تھا کہ سیمان کہیں گیا ہوا ہے۔ عمران نے مخصوص رخصے میں چاپی نکالی اور پھر تالا کھول کر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کی ناک سے کوئی غبارہ سالکرا یا۔ عمران کا ہاتھ تیزی سے ناک کی طرف بڑھا تھا کہ سیکھنے کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے تاریکی آہستہ چھٹپتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر موجود تاریکی کی دیزرتہ ملکی پڑنے لگ گئی۔ اور آہستہ آہستہ تاریکی کی جگہ روشنی نے لینی شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ چند لمحوں تک تو اس کا ذہن خالی خالی سارا پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور پیدا ہوتا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کرے کے درمیان ایک

نے چیک کر لیا تھا کہ پہلے نیچے ستون کے گرد زنجیر لگا کر اُس سے آپس میں
منسلک کر دیا گیا تھا اور یہ رابطہ یقیناً ایک کڑے کے ذریعے ہی ہو سکتا تھا
اور پھر زنجیر کو اس کے جسم کے گرد لپیٹ کر اور اسے جا کر ایک بار پھر ستون
کے گرد لگا کر اس کے سرے پر موجود کڑے کو زنجیر کی کڑی میں ڈال
دیا گیا تھا اس طرح زنجیر بالکل ٹامٹ ہو گئی تھی اور اس کا بندھا ہوا
جسم معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا لیکن عمران جاننا تھا کہ اس سارے
سیستم میں سب سے کمزور پوائنٹ فری کڑا ہوتا ہے جو زنجیر کی کڑی
میں ڈالا جاتا ہے اگر اس پر پرا وباو پڑ جائے تو وہ کھل ہجی سکتا ہے۔
چنانچہ اس نے اس پر دباؤ ڈالنے کا آغاز کر دیا۔ سب سے پہلے تو اس
نے اپنے جسم کو نیچے کی طرف سینٹا۔ پہلے ہیل تو وہ کامیاب نہ ہوا لیکن
بار بار اور مسلسل کوشش کرنے سے اس کے سر کے اور جا کر ستون کے
گرد گھومی ہوتی زنجیر مخصوصی سی نیچے کھلک آئی اور عمران سیدھا ہو گیا
زنجیر کے نیچے ہو لے سے اس زنجیر کی شخصی ختم ہو گئی اب وہ ڈھیلی پڑ
گئی تھی۔ عمران نے اب جسم کو آگے کی طرف زور ڈال کر دبائے کی
کوشش شروع کر دی۔ وہ مسلسل کوشش کرتا رہا۔ سانس روک کرو
جسم کو سینٹا اور پھر سلخت سانس چھوڑ کر جسم کو پوری قوت سے چھلانگ
آگے کی طرف دباؤ ڈالا۔ اس کا جسم مسلسل زور لگانے سے پہنچنے میں
شرابو ہو گیا لیکن اس کا یہ فائدہ ہوا کہ اب زنجیر خاصی ڈھیلی پڑ چکی
تھی۔ دو چار بار مزید کوشش کرنے کے بعد جب اسے بلکی سی کھٹک
کی آواز اپنے سر کے اوپر نافی دی تو اس کے بیوی پر بے اختیار
آسودہ سی مسکراہٹ تیرگئی کیونکہ وہ اس آواز کا مطلب اچھی طرح

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سمجھتا تھا اس کا مطلب تھا کہ اور پر موجود گندہ ادبار پڑنے کی وجہ سے
آدمی سے زیادہ کھل چکا ہے اور اب باقی کھل جانا کوئی مشکل نہ تھا
صرف ایک زوردار جھٹکے کی ضرورت تھی اور اس کے بعد ساری زنجیر
کھڑکھڑاتی ہوتی نیچے فرش پر آگئی۔ زنجیر میں یہی خاصیت تھی جبکہ
رسی کے میں اتنی آسانی سے نہ کھلتے تھے۔ اس نے ہونٹ پھینک کر آخری جھٹکا
دینے کا ارادہ کیا، ہی تھا تاکہ زنجیر کی گرفت سے آزاد ہو سکے کہ اچانک
دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور عمران پونک کر دروازے کی طرف دیکھنے
لگا۔ دوسرے لمبے اس نے کھلے دروازے سے سے تین آدمیوں کو اندر آتے
ہوتے دیکھا۔ ایک آگے تھا جبکہ دو اس کے عقب میں تھے۔ ان تینوں
کا انداز جارحانہ تھا۔ گووہ تینوں ہی مقامی تھے لیکن عمران دوڑ سے رسی
پہچان گیا تھا کہ ان تینوں کے چہروں پر میک اپ ہے۔ آگے والا خالی
تھا تھا جب کہ عقب میں موجود دونوں آدمیوں کے ہاتھوں میں مشین گتیں
پکڑتی ہوتی تھیں۔

”تو یہ ہے علی عمران۔۔۔ پاکیشا سیکرٹ سروں کا وہ مشہور زمانہ سیکرٹ
ایجنت۔۔۔ جس کا نام پوری دنیا میں دہشت بننا ہوا ہے۔۔۔ سب
سے آگے والے نے غارت ہوئے بھجے میں کہا۔ وہ بڑے گور سے عمران کو
دیکھ رہا تھا لیکن اس کی آواز سننے ہی عمران کے ذہن میں ایک جھاکا سا
ہوا اور دوسرے لمبے وہ پہچان گیا کہ یہ بولنے والا سردارِ حمد جان ہے وہی
سردارِ حمد جان جو اپنے باپ کی بیماری کی کمال ملنے پر اچانک آزاد علاقے
والپس چلا گیا تھا اور جو عمران سے مدد حاصل کرنے آیا تھا۔ گووہ اپنے طور
پر آواز بدل کر بات کر رہا تھا لیکن ظاہر ہے عمران جیسے شخص کے سامنے

اس کی ہر کوشش بے سود بھتی۔

"میں باس! — یہی علی عمران ہے" — پیچھے آنے والوں میں سے ایک نے کہا اور اس کے بولنے پر یہی عمران سمجھ گیا کہ یہ آدمی رو سیاہی ہے۔ گواں نے مقامی لمحے میں انگریزی بولنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اپنا مصنوعی لمحہ پوری طرح نہ بدلتا تھا۔

"کمال ہے" — میں نے تو سنا تھا کہ پہلوؤں پر رہنے والوں کی قوت حافظہ بے حد تیز ہوتی ہے — لیکن تم تو اتنی جلدی سب کچھ بھول گئے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہے؟ — کیا کہا چاہتے ہو تم" — جس سے آگے والے نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

"میں آخر اس طرح اپنے آپ کو چھپنے کی کیا ضرورت تھی سردار احمد جان؟ — تم ایک طاقتور اور باعزت قبیلے کے سربراہ ہو" — عمران نے منہ بدلتے ہوئے کہا اور وہ آدمی یہ اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ — اوہ — تو تم مجھے سردار احمد جان سمجھ دے ہے ہو" — اس نے بڑی شکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اپنے آپ کو نہیں سمجھتے تو ٹھیک ہے — مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے — سردار سکندر جان کو حکومت پاکیشیا کی طرف سے باقاعدہ سردار نامزد کر دیا جاتے گا۔ درہ اب تک تو حکومت یہی سوچ بری تھی کہ تم فعال اور پاکیشی نواز آدمی ہو۔ اس لئے سردار سکندر جان کی بجائے مہیں یہی سردار نامزد کر دیا جاتے — لیکن بہر حال تمہاری مرضی؟ — عمران نے منہ باتے ہوئے کہا۔

"تم کسے سردار بناتے ہو اور کسے نہیں — اس سے مجھے کوئی مطلب نہیں اور نہ ہی میں سردار احمد جان ہوں اور نہ مجھے بفنے کی ضرورت ہے سمجھے — میں نے متعین انداز کر کے یہاں اس لئے بلوایا ہے کہ تم مجھے سیکڑ سروں کے نمبران اور سیکڑ سروں کے ہسٹر کوارٹر کے بارے میں پوری تفصیلات بتائیں گے — بلو — کیا تم ویسے ہی بتادوں گے یا تم پر باقاعدہ تشدید کیا جاتے؟" — سامنے والے نے غلط تھہ ہوتے لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران قہقہہ مار کر مہیں پڑا۔

"بہت خوب — مجھے اندازہ نہ تھا کہ رو سیاہی حکام اب اس قدر لاپرواہ ہو چکے ہیں کہ انہوں نے تم جیسے جھنگ کو پاکیشیا چھجوادیا ہے — تمہارا کیا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکڑ سروں اور اس کا ہسٹر کوارٹر متعین کسی صلوaci کی دکان پر پڑا مل جاتے گا — تم جاؤ اور جا کر اپنے قبلے کی سرداری کرو" — عمران نے انتہائی طنزیہ لمحے میں کہا۔

"یہ واقعی ڈھینٹ آدمی ہے — جاؤ اور تیزاب والی سچکاری لے آؤ — میں ویکھتا ہوں کہ یہ کتنی دیر تک خاموش رہتا ہے" — سامنے والے نے مرکر اپنے پیچھے کھڑے دونوں ساخیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہیں پاں" — اس آدمی کے کہا اور تیزی سے مرکر دروازے سے باہر نکل گیا۔

"تیزاب کی سچکاری — اوہ بیری پسٹ — میں سمجھا تھا کہ تم جسمانی تشدید کر دیجے" — عمران کے چہرے پر سیخخت انتہائی خوف کے تاثرات ابھرتے اور اس کے ساتھ ہی سامنے والے کے فاتحانہ قہقہے سے کمرہ

گونج اٹھا۔

"ارے اس قدر بزدل ہو۔ کمال ہے۔ یہ ضروری تو نہیں تھا کہ میں پہلے ہی تمہاری آنکھوں پر پچکاری مارتا۔ پہلے تمہارے جسم کے دوسرے حصوں پر بھی ماری جاسکتی تھی۔" سامنے والے نے بہتے ہوتے کہا۔

"ارے باپ رے۔ آنکھوں پر تنی زب کی پچکاری۔ اودھ مانی کاڑا۔" عمران واقعی انتہائی حد تک خوفزدہ نظر آنے لگ گیا تھا۔

"تو پھر پچکاری آنے سے پہلے سب کچھ بتاو۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہاری جان بخش دی جلتے گی۔" سامنے والے نے اسی طرح فاتحہ انداز میں کہا۔

میں سب کچھ بتاسکتا ہوں لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔ پہلے تم اپنا تفصیلی تعارف کرو۔ اور یہ بھی بتاو کہ تم سیکرٹ سروس کے تمہارا نام اور ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کیوں جانا چاہتے ہو۔" عمران نے اسی طرح سہے ہوتے ہیجھے میں کہا۔

" وعدہ کرتے ہو۔" سامنے والے نے ہونٹ پھالتے ہوتے کہا۔

"عمران نے سر ہلاتے ہوتے جواب دیا۔

"تو سنو۔ میرا تعلق رو سیاہ کی ایک خفیہ اسٹنبی ایس۔ وہی سے ہے جو کے جی۔ بی کے چیف کے تحت ہی کام کرتے ہے۔" میرا نمبر ایس۔ وہی تھری ہے اور یہ میرے ساتھی بھی اسی اسٹنبی سے متعلق ہیں۔ ہماری اسٹنبی کے ذائقے پاکیشا سیکرٹ سروس کے نامہ ان اور سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کے تکہ ہم یہ معلومات حکما تک

پہنچا سکیں۔" ایس۔ وہی تھری نے کہا۔

"رو سیاہی حکام ان معلومات کا اچار ٹالیں گے۔ یا مرتبہ۔" عمران نے منہ بنتے ہوتے کہا۔

"کیا مطلب؟" کیا تم میرا مذاق اٹار ہے ہو۔" ایس۔ وہی تھری نے انتہائی خفیہ لہجے میں کہا۔

"صرحت آتا بتا دو ایس۔ وہی تھری صاحب!" کہ اصل سدار احمد جان کہاں ہے۔ اور تمہیں کیا ضرورت تھی پہلے سردار احمد جان بن کر پاکیشا آنے کی اور سیکرٹ سروس کو آزاد علاقے میں لے جانے پر آمادہ کرنے کی۔ بھیثیت ایس۔ وہی ایجنسٹ بھی تم یہاں کام کر سکتے تھے جیسے اب کر رہے ہو۔" عمران نے منہ بنتے ہوتے کہا۔

"وہ کے جی۔ بی کی پلانگ تھی اور یہ پلانگ ایک آدمی ایم نے کی تھی اس پلانگ کے تحت کام واقعی تیزی سے کامیابی کی طرف بڑھنے لگا۔ تمہارے ایک ایجنسٹ کیٹین شکیل کو ٹریس کیا گیا۔" دوسری طرف سردار احمد جان کی طرف سے بھی ایک خصوصی خط تمہارے فلیٹ تک پہنچا گیا۔ کیٹین شکیل نے وہ کارڈ اپنے ساتھی صدر کو دے دیا۔" اس طرح صدر بھی سامنے آگیا اور پھر ایک ایک کر کے دوسرے ساتھی بھی سامنے آتے گئے۔ ان سب کے فلیٹ میں خصوصی ڈکٹافونز نصب کر دیتے گئے۔ تمہارے ذریعے ہیڈ کوارٹر بھی سامنے آگیا لیکن تمہاری باتوں سے یہ اندازہ ہو گیا کہ تم بھیت سیکرٹ سروس چیف ٹیم کو آزاد علاقے میں نہیں بھیجا چاہتے۔ چانچھے میں نے چیف سے بات کی اور ایم کو واپس بلا لایا گیا۔ مجھے آزاد کر دیا گیا۔" میں چونکہ بھیت سیکرٹ سروس حکما تک

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

تمہارے سامنے تھا اور مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم نے میری کوٹھی میں خصوصی
ڈکٹافون نصب کرنے کی ہدایات دی ہیں۔ اس لئے میں ایک فرضی کال
کر دی ہے کہ تو اس کے مطابق مجھے تفصیلات بتاؤ۔ لیکن
ہوا کہ سیکرٹ سروس اچانک اپنے قلیش سے غائب ہو چکی ہے جس پر
میں نے براہ راست ایکشن کی پلانگ کی اور اس کے نتیجے میں تم یہاں میرے
سامنے بے بس کھڑے ہو۔ ایس۔ وی تھری نے تفصیل بتاتے
ہوتے کہا اس نے تو یہ سب کچھ اس نظریے کے تحت بتا دیا تھا کہ عمران
جس انداز میں بے بس ہوا کھڑا ہے اس کی یہاں سے رہائی کا تصور جب
نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اب اسے یہ تو معلوم نہ تھا کہ عمران ان کی آمد سے
پہلے ہی اپنا کام دکھا چکا تھا۔

”وہ اصل سردار احمد جان کہاں ہے؟“ ہے عمران نے کہا۔
”وہ وہیں ہو گا اپنے گھر۔ اپنے باپ کی تینارداری کر رہا ہو گا۔“
ایس۔ وی تھری نے منہ بناتے ہوتے کہا۔

”کیا مطلب؟“ کیا اسے ان سب باتوں کا علم نہیں۔ یہ
یکے ہو سکتا ہے۔ تم نے اس کی یہاں پاکیشا والی کوٹھی استعمال کی۔ اس
کے خاص آدمیوں نے یہاں تمہیں ڈیل کیا۔ اسے کیسے علم نہیں ہو گا۔“
عمران نے اس پار حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔

”وہ رو سیاہ آتا جا آرہتا ہے اور اتفاق سے میرا گھر ادوسٹ ہے۔
لیکن اسے میرے متعلق یہ علم نہیں ہے کہ میں کیا ہوں۔“ باقی رہی
یہاں کوٹھی اور اس کے آدمیوں والی بات۔ تو کیا تم ایس۔ وی کو
اپنی طرح احتی سمجھتے ہو کہ وہ اس طرح پلانگ کرے گی۔ اس کے

آدمیوں کی لاشیں تو کہیں گڑروں میں گل سڑچکی ہوں گی۔ یہاں سب
ہمارے اپنے آدمی ہیں۔ بہر حال اب میں نے تمہاری شرط پوری
کر دی ہے اس لئے اب تم دعویہ کے مطابق مجھے تفصیلات بتاؤ۔ لیکن
ایک بات سوچ لو کہ تم نے اگر جھوٹ پولا تو تمہارا حشر عربناک ہو گا۔“
ایس۔ وی تھری نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”بالکل بتاؤ نگا۔“ تم فکر نہ کرو۔ لیکن پہلے ایک سائیڈ مکمل
ہو جائے۔ تم نے بتایا ہے کہ ان معلومات کا رو سیاہ اچار ٹوائے
گا۔ یا مرتبہ۔ جو آخر وہ ان معلومات کا کرے گا کیا؟“ ہے عمران
نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم کوئی نہ کوئی مقصد تو بہر حال ہو گا۔“
ایس۔ وی تھری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے بھی مجبور کر رہے ہو کہ میں بھی کچھ نہ
بتاؤ۔“ ہے عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب؟“ ہے ایس۔ وی تھری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”مدرسیاف!“ تم ابھی ذہنی طور پر ایک معصوم بچے ہو۔ تمہیں
تو ابھی اپنی ماں کی گود میں بیٹھ کر ٹیاؤں ٹیاؤں کرنا چاہیے۔ تم
کہاں سیکرٹ اجنبی کے چکر میں آپنے ہو۔“ تمہارا کیا خیال ہے
کہ مجھے یہی معلوم نہیں کہ تم لوگ کیوں یہ ساری بھاگ دوڑ کر رہے ہو؟“
عمران نے انتہائی طنزی بھجے ہیں کہا اور ایس۔ وی تھری کی آنکھیں عمران
کی بات کشی کر حیرت سے کافوں تک پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے ہیچھے کھڑے
ہوتے اس کے دونوں ساتھی بھی عمران، کی بات پر بے حد حیران نظر آ رہے

کارنامے درج تھے" — ایں۔ وی بھری نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس انداز پر مسکرا دیا۔

"میں تو صرف تیزاب کی پچکاری سے ڈرتا ہوں — یہ ریوالور وغیرہ تو مجھے واقعی بچوں کے کھلونے لگتے ہیں — بہر حال تم نے بتایا ہیں کہ تم یہ معلومات کیوں حاصل کرنا چاہتے ہو" — عمران کے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جیسے خطرناک آدمی کو کچھ نہیں بتایا جاسکتا — اب تم جلدی سے سب کچھ بتا دو — سیکرٹ سروس کے ممبران کے نام اور ان کے موجودہ ملحق آزاد علاقے کے لئے کام کر رہے ہیں اور موجود خفاظتی انتظامات کی تفصیلات — ورنہ میں اب تمہارا کوئی لحاظ نہ کروں گا" — سیاف نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"واہ — بہت خوب — مجھے ان غواکر کرنے والوں سے جکڑ دیا ہے اور مجھ پر ستمال کرنے کے لئے تیزاب سے بھری ہوئی پچکاری بھی منگوائی ہے — جیب سے ریوالور بھی نکال لیا ہے اور تمہارے دوسرا ساتھی کے ہاتھ میں مشین گن بھی موجود ہے — اس کے باوجود بھی تم کہہ رہے ہو کہ میں تمہارا کوئی لحاظ نہ کروں گا — بہت خوب — سنو سیاف! میرا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے صرف اتنا ہی تعلق ہے کہ اس کا چیف مجھے خاص مشنز پر ہاتر کر لیتا ہے — یا پھر اس نے مجھے متقل تھواہ دینے بات ہو۔

"اوہ! — اوہ! تم تو واقعی انتہائی شااطر اور ہوشیار آدمی ہو — اب مجھے اس فائل کے مندرجات پر کچھ کچھ یقین آنے لگا ہے جس میں تمہارے

تھے۔ دوسرا ساتھی تیزاب کی پچکاری لے کر نجا نے کب والپر آکر ایں وی بھری کے عقب میں کھڑا ہو چکا تھا۔

اوہ — اوہ — تم — تم یہ سب کچھ کیسے جلتے ہو؟ — تم میرا صل نام کیسے جانتے ہو" — ہی ایں۔ وی بھری کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔ اور عمران بے اختیار میں پڑا۔

"مجھے معلوم ہے کہ کے جی۔ بی کے اس خصوصی شعبے جس کا کام پاکیشی، آزان اور شوگران کے گرد موجود آزاد قبائلی علاقوں میں جاسوسی کرنا ہے، کا کوڈ نام ایں۔ وی ہے — اور سیکیشن بھری ہے اور سیکیشن بھری کا انچارج سٹریاف صاحب ہیں اور سیاف صاحب کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ نہ صرف قد و قامت اور چہرے مہرے سے آزاد قبائلی علاقے کے سردار لگتے ہیں بلکہ وہ قبائلی لمب و لمب بھی اسی طرح جانتے ہیں جیسے قبائلی ری ہوں — اور شاید پہی وجہ تھی کہ جب تم پہلے سردار احمد جان بن کر آئے تو میں مہمیں پہچان نہ سکا۔ لیکن اب جبکہ تم نے اپنے آپ کو ایں۔ وی بھری بتایا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ سردار احمد جان کو اس سارے سیکٹ اپ کا ہی علم نہیں ہے تو یہ بات یہر حال صاف ہو گئی کہ تم سیاف ہو۔ اس لئے اس میں اتنا ہیں ہونے والی کوئی بات ہے" — عمران نے منہ بملتے ہوئے اس طرح تفصیل بتادی جیسے یہ کوئی عام سی بات ہو۔

"اوہ! — اوہ! تم تو واقعی انتہائی شااطر اور ہوشیار آدمی ہو — اب مجھے اس فائل کے مندرجات پر کچھ کچھ یقین آنے لگا ہے جس میں تمہارے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کا ہیڈ کو اڑ سمجھ جایا وہ عمارت میری ذاتی ملکیت ہے۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ چل کر اس عمارت کا ایک ایک چھپہ مٹھیں اور تمہارے ساتھیوں کو دکھا سکتا ہوں — وہاں میں نے اپنی ذاتی ریچے سے خاصے سائنسی خفاظتی اقدامات تجربے کے طور پر کر رکھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میری کار کے بیپر کے نیچے لگاتے ہوتے ہے تمہارے ساتھ تعاون کرو۔ میں تمہارے ساتھ تعاون کروں گا اور آس تعاون میں مٹھیں ہی فائدہ ہو گا۔ — عمران نے قدرے خوفزدہ سے بچھے میں کہا۔

حشر تمہاری اس چلینگ میشن کا ہوا — جہاں تک سیکرٹ سروس کے نمبران کا تعلق ہے میں انہیں جانتا ضرور ہوں اور ان کی رہائش سماں ہوں کو جھی جانا آہوں لیکن سیکرٹ سروس کے چیف نے اچانک ان سب کو میک اپ میں تبادل رہائش گھا ہوں پر بھجوادیا ہے۔ اس لئے وہ کہاں میں اور کس میک اپ میں ہیں — یہ بات چھپی ہی جانتا ہو گا۔

عمران نے اس بار بخوبی بچھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مطلوب ہے کہ تم کچھ نہیں جانتے — او کے — ابھی پتہ لگ جاتا ہے" — سیاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تیزی سے اپنے اس ساتھی کی طرف مڑا جس کے ہاتھ میں تیزاب سے بھری ہوئی پچکاری تھی۔ روپا اور اس نے دوبارہ جیپ میں ڈال لیا تھا۔

"یہ مجھے دو — میں دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں بناتا" — سیاف نے اپنے ساتھی سے کہا اور اس کے ساتھی نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی خصوصی انداز کی پچکاری سیاف کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

"ہاں! — اب بولو — میں مٹھیں صرف ایک منٹ دوں گا، اس کے بعد تمہارا کیا حشر ہو گا یہ تم بہتر جانتے ہو" — سیاف نے پچکاری

ہاتھ میں لے کر اس کا سرا عمران کی طرف کرتے ہوئے سخت ہبھے میں کہا اور عمران کے چہرے پر ایک بار پھر خوف کے آثار ابھر آئے۔

"سنوسیاف! — مجھے قتل کر دینے سے پاکیشی سیکرٹ سروس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس لئے بہتر ہی ہے کہ تم میرے ساتھ تعاون کرو۔ میں تمہارے ساتھ تعاون کروں گا اور آس تعاون میں مٹھیں ہی فائدہ ہو گا۔ — عمران نے قدرے خوفزدہ سے بچھے میں کہا۔

"کیا تعاون" — ہی سیاف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے صرف آنابنادو کہ رو سیاہ کا اس سارے مشن میں اصل مقصد کیا ہے — یہ بات میں ملنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ رو سیاہ کو صرف معلومات چاہتیں ہیں اس لئے اس نے اتما لمبا چوڑا کھڑا چھپلایا ہے" — عمران نے پاٹ بچھے میں کہا۔

"اگر میں بتاؤں تو تم کیا تعاون کرو گے" — ہی سیاف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میں تمہارا وہ شش مکمل کر سکتا ہوں اگر اس کا تعلق دار الحکومت سے ہے" — عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم اس بات کا کوئی ثبوت دے سکتے ہو کہ تم پاکیشی سیکرٹ سروس کے چیف نہیں ہو — اور سیکرٹ سروس کا چیف تمہاری بات بھی ماننا نے اپنے ساتھی سے کہا اور اس کے ساتھی نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑا۔

"میں اس کا نمائندہ خصوصی ضرور ہوں لیکن وہ انتہائی اصول پسند آدمی ہے۔ اس لئے اگر کوئی اصولی بات ہوئی تو وہ ضرور مان لے گا۔ — ورنہ نہیں" — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"کیا وہ تمہارے ہوائی کوئی ایسی فائل کر سکتا ہے جو ہیڈ کوارٹر میں موجود ہو" — سیاف نے کہا۔

"فائل — کیسی فائل — کچھ اس کی تفصیل بتاؤ گے تو پتہ چلے گا۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ "ٹرپل زیرو۔ ٹرپل ون ریڈ فائل۔ اس کا کوڈ نام ہے" — سیاف نے جواب دیا۔

"ٹرپل زیرو۔ ٹرپل ون ریڈ فائل — تو تمہیں صرف یہ فائل چاہیئے بس۔ — یا کچھ اور بھی چاہیئے ممکن" — عمران نے سر بلاتھ ہوتے کہا۔ "اگر یہ فائل مل جائے تو میں باقی مشن چھوڑ دوں گا" — ورنہ بھارے مشن میں پوری سیکرٹ سروس اور اس کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی بھی شامل تھی۔ — سیاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اصل فائل چاہیئے یا اس کی کاپی" — ہ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"اصل فائل" — سیاف نے کہا۔ "ٹھیک ہے — مجھے آزاد کر دو۔ فائل ممکن مل جلتے گی۔ یہ میرا وعدہ رہا" — عمران نے ایک طویل سالس لیتے ہوئے کہا۔ "ہمیں — فائل ملنے سے پہلے تم آزاد نہیں ہو سکتے" — سیاف نے فیصلہ کرنے پڑھے میں کہا۔

"او، کے — فون لے آؤ۔ میں ایک نمبر بتا آہوں۔ وہ ڈائل کرو۔ میں بات کرتا ہوں سیکرٹ سروس کے چیف سے" — عمران نے کہا۔ "نمبر بتانے کی ضرورت نہیں ہے — ہمیں معلوم ہے" — سیاف

نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مٹکر اس آدمی کو فون لانے کے لئے کہا جو پچکاری لے آیا تھا اور وہ آدمی تیزی سے والپس مٹکر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران خاموش کھڑا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ آدمی واٹر میں فون پیس لے آیا۔ سیاف نے اسے پچکاری کر کے کراس سے فون پیس لیا اور پھر اس کے مختلف نمبر پر اس نے جواب دیا۔ "ایکیشو" — دوبار گھنٹی بجھنے کے بعد دوسری طرف سے ریسور اٹھا لیا گیا تھا۔

علی عمران بول رہا ہوں جناب! — میری زندگی اس وقت شدید خطرے میں ہے اور میں یقینی موت کے خطرے میں بے بیسی سے بھنسا ہوا ہوں — کیا آپ ایک فائل دے کر میری زندگی بچا سکتے ہیں؟" عمران نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کس فائل کی بات کر رہے ہو" — ہ دوسری طرف سے سرد خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"اصل فائل" — سیاف نے کہا۔ "ایک فائل ہے ٹرپل زیرو۔ ٹرپل ون ریڈ فائل" — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کسے دینی ہے فائل" — ہ اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا گیا۔ "روسیاہ والوں کو چلہیئے" — پلیز۔ آپ یہ فائل بھجوادیں۔ میری زندگی پرچھ جلتے گی — میرا وعدہ کہ میں روسیاہ جا کر یہ فائل وہاں سے حاصل کر کے آپ کو والپس کر دوں گا — آخر میں نے پاکیشا سیکرٹ سروس کے لئے بے حد کام کیا ہے — کیا آپ ایک فائل کے لئے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

پھر — ہے سیاف نے شیطانی انداز میں سکراتے ہوتے کہا۔
”تو پھر فائل پاکیشی سے باہر نہ جلا سکے گی — یہ بات طے تجوہ۔“
عمران نے بڑے حتمی لمحے میں جواب دیا تو سیاف بے اختیار چونک پڑا۔
”اوہ — اوہ! — ایسے میں تجوہ گیا کہ تمہارے چینے نے اتنی آسانی سے
فائل دینے پر کیوں رضا مندی ظاہر کر دی ہے تاکہ تمہاری رہائی کے بعد وہ
ناکہ بندی کر کے فائل کو پاکیشی سے باہر نہ جانے دے گا۔ لیکن سنو عمران
جلدی سے فون کے ماڈل ٹھپس والے حصے پر ہاتھ رکھتے ہوئے عمران سے
کہا اور عمران کے اثبات میں سرہلانے پر اس نے ہاتھ مٹایا اور عمران نے
سیاف والی بات دوسرا دی۔

”ٹھیک ہے — مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بس والپی کا خرچ دے
دینا — میں کمزور آدمی ہوں۔ پیدل والپس نہ آسکوں گا“ — عمران
نے سکراتے ہوتے کہا۔

”باس! — اس فائل کو دیتے ہوئے یہ بھیں ٹریس کرنے کی کوشش
نہ کریں“ — پیچھے کھڑے ہوتے یہ آدمی نے جس کے ہاتھ میں مشین گن
تحی پہلوی بار بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں نکولا تی! — میں نے سوچ تجوہ کریے فیصلہ کیا ہے — آؤ
میرے ساتھ — میں تمہیں تفصیل بتاؤ ہوں — اس عمران کو بھیں
بندھا رہنے دو“ — سیاف نے کہا اور دروازے کی طرف مرڑ گیا۔
اس کے دونوں ساتھیوں نے ایک نظر ان زنجروں کی طرف دیکھا جن سے
عمران بندھا ہوا کھڑا تھا اور پھر مطمئن انداز میں سیاف کے پیچھے چل پڑے
چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ دوسری طرف سے بند ہو گیا اور عمران کے

”میری جان گنوادیں گے“ — عمران نے رو دینے والے لمحے میں کہا۔
”کہاں پہنچانی ہے فائل“ — چو دوسری طرف سے چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

”اسے کہو کہ روزگار ڈن کے کیفیت کے کاڈنٹر پر وہ فائل دے کر کے کہ
فائل سردار صاحب کو پہنچا دی جائے — وہ تجوہ تک پہنچ بلے گی اور
جیسے ہی فائل تجوہ پہنچے گی، میں تمہیں رہا کر دوں گا“ — سیاف نے
جلدی سے فون کے ماڈل ٹھپس والے حصے پر ہاتھ رکھتے ہوئے عمران سے
کہا اور عمران کے اثبات میں سرہلانے پر اس نے ہاتھ مٹایا اور عمران نے

”ٹھیک ہے — ایک گھنٹے بعد پہنچ جلتے گی“ — دوسری طرف
سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سیاف نے بھی ٹیکسیوں کا بن
آٹ کر دیا۔ اس کے چہرے پر سترت کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات
نمایاں تھے جیسے اس بات پر لقین نہ آ رہا ہو کہ فائل واقعی اسے مل
جلتے گی۔

”کیا واقعی تمہارا چھپ فائل دے دیگا — مجھے تو لقین نہیں آ رہا“ —
سیاف نے آخر کار یہ بات کہہ ہی ڈالی اور عمران سکرا دیا۔

”چھپ جانتے ہے کہ عمران کی زندگی فائل سے زیادہ کار آمد ہے — اور
فائل کا کیا ہے، تم زیادہ سے زیادہ اسے رو سیاہ کے حکم تک پہنچا دو گے۔
وہاں سے دوبارہ بھی تو حاصل کی جا سکتی ہے — لیکن میری کہی ہوئی
زندگی والپس نہیں آ سکتی“ — عمران نے سکراتے ہوئے جواب دیا۔
”اور اگر فائل ملنے کے بعد میں نے تمہیں رہا کرنے کی بجائے مارٹوالا تو

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بیوں پر بے اختیار مکارہٹ تیر گئی۔ وہ کچھ دیر تک تو اسی طرح ہے جس وحشت کھڑا رہا۔ تاکہ یہ اس مکر سے دُور چلے جائیں اور پھر جب اسے لقین ہو گیا کہ وہ دُور چلے گئے ہوں گے تو اس نے اپنے جسم کو یوری قوت سے آگے کی طرف جھکنے دینے شروع کر دیتے۔ مسلسل تین چار بار جھکنے دینے کے بعد ایک بار پھر کھٹاک کی آواز اس کے سر کے اوپرستون سے بندھی ہوئی زنجیر سے سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تیز کھڑا کھڑاہٹ کے ساتھ زنجیر اس کے جسم کے گرد سے کھلتی ہوئی ڈھیر کی صورت میں ینچے اس کے قدموں میں جاگری اور وہ آزاد ہو گیا۔ کلپ ہتھکڑی ابھی اس کے ہاتھ میں تھی اور سیاف اور اس کے ساقیوں کے ساتھ بات چحت کرتے ہوئے اس نے یہ سترکڑی ماختوں میں ہی تھامے رکھی تھی۔ ستون سے آگے بڑھنے کے بعد اس نے سترکڑی نیچے زمین پر رکھی اور پھر اپنے لباس کی تلاشی لیتی بعد اس نے سترکڑی نیچے زمین پر رکھی اور پھر اپنے لباس کی تلاشی لیتی لمحے وہ آدمی اس طرح پھر پھر آتا ہوا عمران کے سینے سے آنکھ بھیسے عقاب سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے کھولا تو دروازہ کھل گیا۔ اس کا سطلہ تھا کہ وہ باہر سے بند نہ تھا اور ظاہر ہے عمران تو ان کے زدیک زنجروں میں یکھڑا ہوا تھا اس لئے دروازے کو باہر سے بند کئے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ دروازے سے باہر ایک راہداری تھی جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران احتیاط سے باہر آگیا۔ راہداری ایک طرف سے بند تھی جب کہ دوسری طرف سے اس کا اختتام ایک پرآمدے میں ہوا تھا۔ اسی لمبے اسے گاڑیوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے دیوار کی سائید پر چلنا ہوا برآمدے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے سر باہر نکال کر رجھانکا تو اس کے ہونٹ پھنسنے لگئے کیونکہ برآمدہ تو خالی تھا البتہ وسیع لان

R
A
F
R
E
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کے بعد ایک آدمی پھاٹک بند کرنے میں مصروف تھا۔ عمران تیزی سے برآمدے میں آیا اور پھر ایک سائید پر بٹنے ہوئے ستون کے پریمچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے پاس اسلحہ بھی نہ تھا اور اُسے ابھی یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اندر عمارت میں کوئی موجود ہے یا نہیں۔ ادھر پھاٹک بند کرنے والا بھی اب مظر کر برآمدے کی طرف رہی آرہا تھا اس کے کانڈھے سے مشین گن نٹکی ہوئی تھی اس لئے عمران کو دونوں طرف سے بیک وقت محتاج ہونا پڑ رہا تھا۔ لیکن عمارت کے اندر چھاتی ہوئی خاموشی تباہی تھی کہ اس وقت عمارت میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے اس لئے عمران نے پھاٹک بند کر کے والپس آنے والے پر جھینٹنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر جیسے ہی وہ آدمی ستون کی آڑ سے گزر کر اس راہداری کی طرف بڑھنے لگا جس میں وہ کمرہ تھا جہاں عمران کو باندھا گیا تھا۔ عمران اچاٹک بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے شروع کر دی۔ لیکن عام جیبوں سمیت خاص جیب بھی خالی تھی وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے کھولا تو دروازہ کھل گیا۔ اس کا سطلہ تھا کہ وہ باہر سے بند نہ تھا اور ظاہر ہے عمران تو ان کے زدیک زنجروں میں یکھڑا ہوا تھا اس لئے دروازے کو باہر سے بند کئے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ دروازے سے باہر ایک راہداری تھی جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران احتیاط سے باہر آگیا۔ راہداری ایک طرف سے بند تھی جب کہ دوسری طرف سے اس کا اختتام ایک پرآمدے میں ہوا تھا۔ اسی لمبے اسے گاڑیوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے دیوار کی سائید پر چلنا ہوا برآمدے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے سر باہر نکال کر رجھانکا تو اس کے ہونٹ پھنسنے لگئے کیونکہ برآمدہ تو خالی تھا البتہ وسیع لان

۔ فے آئی کم ان سر ۔ عمران نے دروازے میں ڈک کر اس طرح ہاتھ اٹھا کر پوچھا جیسے طالب علم کلاس میں داخل ہوتے وقت اُستاد سے پوچھتے ہیں ۔

”لیں کم ان“ — سرسلطان نے بھی اُستاد جیسے رعب دار لمحے میں کہا اور عمران سہمے ہوتے انداز میں آگے بڑھا آتا۔ آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے سر — دیسے کیا تم مجھے معافی نہیں مل سکتی تر میرے والد صاحب قبلہ تو آپ سے بھی زیادہ سخت مزاج ہیں — میں وعدہ کرتا ہوں سر کہ آئندہ کسی لڑکی کو چھپڑنے سے پہلے ادھر ادھر دیکھو یا کر دنگا۔ عمران نے بڑے سہمے ہوتے لمحے میں کہا اور سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے تو تم اب لڑکیوں کو چھپڑنے بھی لگ گئے ہو — اس کا مطلب ہے کہ اب تمہارا بندوبست کرنا ہی پڑے گا“ — سرسلطان نے شستے ہوتے کہا۔

”مر اُستاد تو ہم جیسے طالب علموں کے لئے منونہ ہوتے ہیں اور آپ تو پرنسیل ہیں — آپ تو سر اعلیٰ منونہ ہوتے۔ اس لئے سر واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ — مجھے بالکل اس طرح چھپڑا چاہا ہے تھا جس طرح آپ چھپڑتے تھے — اس پار معاف کر دیں۔ آئندہ بزرگانہ انداز میں چھپڑا کروں گا۔“ — عمران نے اسی طرح سہمے ہوتے اور سوڈا بانہ لمحے میں کھب اور سرسلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے مسلسل کام کرنے کی دھرم سے ان کے ذہن پر خود باوسا تھا وہ عمران کی ان حکتوں کی وجہ سے بکسر دوڑ ہو گیا تھا اور انہیں یوں خسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر فریش ہو گئے ہوں۔ بیٹھو — میں آج ہی سر جمان سے بات کرتا ہوں۔ پھر انہیں چھپڑنے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

رسسلطان اپنے دفتر میں بیٹھے کام میں مصروف تھے کہ سائیڈ پر رکھے ہوتے فون کی متین گھنٹی بچ اٹھی اور سرسلطان نے سامنے رکھی ہوئی فائل سے سراٹھا کے بغیر ہی ہاتھ پڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“ — سرسلطان نے سپاٹ لمحے میں کہا۔ پولیسیکل ایجنٹ اجمل خان اور ان کے ساتھ سردار احمد جان لشوفی لاپکے ہیں — دوسری طرف سے ان کے پسل سیکڑی کی آواز سنائی دی۔ انہیں پیشِ روم میں بھٹاؤ اور مشروبات پیش کرو — میں کام سے فارغ ہو کر ان سے ملتا ہوں“ — سرسلطان نے اسی طرح سپاٹ لمحے میں کہا اور رسیور کھکھ کر دوبارہ فائل دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ میز پر تین چار فائلیں کھٹلی ہوئی تھیں اور سرسلطان ان فائلوں کو دیکھ کر ایک کاغذ پر نوش کھلتے جا رہے تھے۔ پھر انہیں دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو انہوں نے چونک کر سراٹھا یا دروازے سے عمران داخل ہو رہا تھا۔

کی ضرورت ہی نہ پڑے گی" — سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"پپ — پپ — پلیز — ایسا نہ کریں — اماں بی جلالی قسم کی
خاتون ہیں۔ ڈیڈی کو کچا چا جائیں گی" — عمران نے کرسی پر بیٹھتے
ہوئے خوفزدہ سے لمحے میں کہا۔
"کیا مطلب — میں سمجھا نہیں" — سلطان نے حیران ہو کر کہا واقعی
انہیں عمران کی بات کا مطلب سمجھنا آیا تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں — جیسے ہی ڈیڈی نے کسی لڑکی کو چھپڑا اماں بی
کو اطلاع مل جائے گی۔ ایسے معاملات میں اماں بی کی کوئی خاص جس کام
کرتی ہے اور پھر —" عمران نے اسی طرح سمجھے ہوئے لمحے میں کہا
اور سلطان بے اختیار قوی قہرہ مار کر بہنس پڑے۔ وہ اب عمران کی بات
کا مطلب سمجھتے تھے۔

"تم واقعی شیطان ہو — لپٹے باپ کے متعلق بھی مذاق کرنے سے
ہنسی ٹلکتے" — سلطان نے بہتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق کر رہا ہوں۔ آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ آپ ڈیڈی سے بات
کرتے ہیں۔ پھر مجھے چھپڑنے کی ضرورت نہ پڑے گی اور ظاہر ہے اب اتنا اوب
تو مجھے بھی کزانہی پڑے گا کہ جب ڈیڈی خود —" عمران نے
وضاحت کرنے کے انداز میں کہا۔

"خواخواہ کی فضول باتیں نہ کیا کرو — میرا مطلب تمہاری شادی سے
تھا۔ بہر حال پولیٹیکل اینجینئر اجمیل خان اور سردار احمد خان پہنچ چکے ہیں اور
پیش رو میں موجود ہیں۔ لیکن تم نے یہ تو نہیں بتایا کہ ان دونوں کو اس
طرح ایم بسی کاں کئے جانے کی وجہ کیا ہے۔ میں اسی لئے وہاں نہیں گیا

تھا کہ انہوں نے بھی پہلا سوال یہی کرنا تھا" — سلطان نے نیکھلت
سبجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اے آتنی جلدی پہنچ بھی گئے ہیں — میں تو آپ کو یہی بتانے
آیا تھا کہ اگر وہ نہ آئیں تو آپ انہیں بلانے کی وجہ بتاویں" — عمران
نے حیرت بھر بھجے میں کہا۔

"میں انہیں بلاوں اور وہ نہ آئیں — یہ کیسے ممکن ہے" —
سلطان نے حیران ہو کر کہا۔

"میں بھی تو بغیر وجہ معلوم کئے نہیں آتاں لئے" — عمران نے
کہا اور سلطان سکرا دیتے۔

"تمہاری بات دوسری ہے عمران — تمہیں بلانے کے لئے تو مجھے
نتیں کرنا پڑتی ہیں لیکن ان کے لئے تو بس میرا نام ہی کافی ہے۔ بہر حال
مسئلہ کیا ہے — تم نے پہلے بھی اس پولیٹیکل اینجینئر سے سردار احمد خان
ہنسی ٹلکتے" — سلطان نے کہا۔

"آزاد قبائلی علاقے میں رو سیاہ کا ایک خطرناک ترین مشن سامنے آیا ہے
میں چاہتا ہوں کہ اس مشن پر کام کرنے سے پہلے پولیٹیکل اینجینئر اور سردار
احمد خان سے تفصیلی بات چیت ہو جائے" — عمران نے سمجیدہ
لمحے میں کہا۔

"آزاد قبائلی علاقے میں رو سیاہ کا مشن — کیا کہہ رہے ہو" —
سلطان واقعی عمران کی بات سن کر بے حد حیران ہوئے تھے۔

"میں آپ کو مختصر طور پر بتا آہوں" — عمران نے کہا اور پھر اس نے
شروع سے کہ آخوندگ ساری بات بتاوی کہ کس طرح وہ زنجروں سے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

آزاد ہوا اور پھر اس عمارت میں رہ جانے والے ایک آدمی کو بہوش کر کے اس نے قابو کیا۔ اس کے بعد اس پر تشدید کر کے اس نے اس سارے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں اور پھر سیکرٹ سروس حركت میں آگئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ سیاف کے اس ساتھی اور اس ربانی اور اس کے گروپ کے بارہ آدمی بھی مارے گئے۔ ربانی کے ہمیڈ کو اڑپر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ سیاف کو زندہ پکڑ لیا گیا اور پھر والش منزل کے خاص کمرے میں اس سے پوری تفصیلات حاصل کر لی گیں۔

"اوہ۔ اوہ، دیری بیٹھ۔ یہ تو انتہائی خطناک مشن ہے۔ اگر یہ مکمل ہو گیا تو پاکیشا کا دفاع اور سلامتی تو شدید خطرہ میں پڑ جائے گی۔ لیکن اس فائل میں کیا ہے جس کے لئے یہ لوگ یہاں آتے؟"

"یہ فائل آزاد علاقے سے ملحقہ پاکیشا فی پہاڑی علاقے میں بنے ہوئے اس خصوصی خیمنہ اڈے کی ہے جس میں موجود مشینزی کے ذریعے تمام آزاد علاقے کی فضائی اور زمینی چیکنگ کی جاتی ہے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے وہ یہ فائل حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ اس اڈے کو ختم کر کے اپنے مشن کو مکمل طور پر محفوظ کر لیں۔" اس کا تو مطلب ہے کہ بھی یہ مشن سرف کاغذات پر ہی بنایا گیا ہو گا ورنہ ہمارا اڈہ اس کے متعلق فوری رپورٹ دیتا۔" سرسلطان نے کہا۔

"میں نے سیاف سے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔" اڈہ بن چکا ہے اس میں انتہائی خطناک مشینزی بھی نصب کی جا چکی ہے لیکن ابھی اسے

چالونہیں کیا گی۔ اس خیمنہ اڈے میں جو چیکنگ مشینزی ہے اس کی ریز چونکہ فضا میں پھیل کر جاتی ہیں اس لئے وہ ریز کی خصوصیات سے واقف تھے اور انہوں نے اسے بے اثر بھی کر لیا تھا کیونکہ رو سیاہ بہر حال سائنٹ میں ہم سے بے حد آگے ہے۔ وہ صرف یہ چیک کرنا چاہتے تھے کہ کہیں اس اڈے میں کوئی ایسی مشینزی تو نہیں کہ جوان کے اڈے میں سے نکلنے والی خصوصی چیکنگ ریز کو چیک کر سکتی ہو۔ ان کے ایجینٹوں نے یہ اڈہ تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ اسے ڈریں نہ کر سکے۔ انہیں صرف آتا معلوم ہو سکا کہ اس کی بنیادی فائل جس کا کوڈ نمبر ڈرپل زیر ڈرپ ڈن ریڈ ہے اور وہ پاکیشا سیکرٹ سروس کے ہمیڈ کو اڑپر میں ہے اور جہاں سے بغیر چیفت کی اجازت کے وہ فائل باہر نہیں جاسکتی۔ اور جب تک چیفت کو پورہ طرح مطمئن نہ کیا جائے سدر محکمت بھی اس سے فائل حاصل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فائل حاصل کرنے کے لئے ایک پلانگ کی گئی۔ ان کے لئے سب سے بڑا مسئلہ سیکرٹ سروس اور اس کے ہمیڈ کو اڑپر کو ڈریں کرنا تھا چنانچہ انہوں نے یہ پلانگ کی کہانی ایک شعبے کے انچارج سیاف کو جو قد و قامت، چال ڈھال اور خدوخال کے لحاظ سے آزاد قبائلی ہی لگتا تھا۔ سرفوار احمد جان کے میک اپ میں یہاں پہنچایا ہاگ پاکیشا سیکرٹ سروس کو پہاڑی علاقے میں لے جایا جائے کے جہاں رو سیاہی ایجینٹ ان کے خاتمے کے لئے پہلے سے تیار ہوتے۔ اس کے ساتھ ہی ایک گروپ نے سیکرٹ سرسز کے لمبران کو ڈریں کرنے کے لئے بھی کام شروع کر دیا۔ کچھ میں تکمیل کے متعلق ازیں معلوم ہو گیا ہاگ وہ ملٹری ائیلی جنس سے سیکرٹ سروس میں منتقل ہوا ہے۔ ملٹری

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

امیلی جنگ کے ریکارڈ سے انہوں نے کیپٹن شکیل کے کوائف حاصل کئے۔ وہ براہ راست اس پر ہاتھ نہ ڈالنا چاہتے تھے تاکہ سیکرٹ سروس الرٹ نہ ہو جائے۔ انہوں نے ایک لمبا درامہ لکھیا کیپٹن شکیل کا فرضی بھیجا خلاہر کیا گیا۔ وہ ایک قابل قبول کہانی کے ساتھ کیپٹن شکیل سے ملا۔ ان کا خیال تھا کہ کیپٹن شکیل جذبائی ہو کر اُس سے لگائے گا اور پھر وہ بھیج کیپٹن شکیل کے ساتھ رہ کر دوسرے ممبرز کو چک کرے گا، لیکن کیپٹن شکیل نے سردار ہری دکان لیکن وہ ایک خصوصی قسم کا کارڈ کیپٹن شکیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے اور پھر اس کا روکی وجہ سے صدر ان کے سامنے آیا اور پھر انہوں نے اور جبی ممبرز کو ڈریس کر لیا اور ان ممبرز کے فلیٹ میں خفیہ ڈکٹافون نصب کر دیتے گئے۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ادہ۔ ویری بیڈ۔ اس طرح تو پوری سیکرٹ سروس کو وہ ختم کر سکتے تھے۔ سرسلطان جو حیرت سے یہ ساری کہانی سن رہے تھے اپنے اختیار بول پڑے۔

ہاں! اور اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر ممبر کے فلیٹ میں خفیہ طور پر ایسے آلات نصب کئے جائیں گے کہ جس سے ایسے ڈکٹافون کی فوری اطلاع ہو جائے گی۔ ہر حال سیاف جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آزاد علاقے میں نہ لے جاسکا تو وہ بظاہر واپس چلا گیا۔ ادھر صدر کے فلیٹ میں مجھے اتفاق سے وہ ڈکٹافون نظر آگیا۔ چنانچہ سارے ممبرز کو فوری طور پر متبادل گھبلوں پر شفت کرایا گیا۔ اس کے بعد سیاف دوسرے چلئے میں واپس آیا۔ اس نے براہ راست ایکشن کرتے ہوئے مجھے گرفتار کیا اور اس کے بعد کے حالات میں آپ کو بناہی چکا

ہوں۔ عمران نے کہا اور سرسلطان نے اثبات میں سر بلادیا۔

”ہونہہ۔ میں سمجھ گیا۔ تو اب تم چاہتے ہو کہ اس رو سیاہی اڈے کا کھون لگایا جلتے۔ کیا سردار احمد جان کو اس کا علم ہو گا؟“ ۔۔۔

سرسلطان نے کہا۔

”ہو جبی سکتا ہے اور نہیں بھی۔“ ویسے جس طرح اس سیاف نے سردار احمد جان کا روپ دھارا ہے اور جس طرح یہاں آکر اس نے کام کیا ہے اس سے تو پہی شک پڑتا ہے کہ سردار صاحب درپرداہ رو سیاہ سے ملھے ہوئے ہیں بہر حال جربات بھی ہے سامنے آئی جائے گی۔“ عمران نے کہا تو سرسلطان امکھ کھڑے ہوئے۔

”ٹھیک ہے آؤ۔“ میں تمہارا عارف چیف کے نمائندہ خصوصی کے طور پر ان سے کراوں گا۔ میں نے بے حد ضروری کام کرنے والے میں تو واپس آجائوں گا۔ تم ان سے بائیس کرتے رہنا۔“ سرسلطان نے امکھ کر دائیں طرف موجود دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو چیل روم میں گھلتا تھا اور عمران سر بلاتا ہوا ان کے چیچھے پل پڑا۔

دیں تو مہربانی ہو گی" — سبارک نے کہا۔

"اوہ اچھا — آجاؤ" — مارشل گازیلانے نے چونکہ کہا اور پھر ریسپورڈ کر کر وہ کرسی سے اٹھا اور اس خصوصی کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ اہم ملاقاتیں کیا کرتا تھا۔ اس کے دہان پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک بھارتی جسمست کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ ایس۔ وی کا چیف سبارک تھا۔ اس کے چہرے پر گھری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"اوہ بیٹھو سبارک — کیا بات ہے۔ تم پریشان لگ رہے ہو؟" — مارشل گازیلانے زم بجھے میں کہا کیونکہ سبارک بہر حال ایک اہم ایجننسی کا چیف تھا۔ گویہ ایجننسی رسمی طور پر کے جی۔ بی کے تحت تھی لیکن مارشل گازیلانے جانا تھا کہ ایسا صرف رسمی طور پر ہے درستہ ایس۔ وی اپنے کام میں مکمل طور پر با اختیار ہے۔

"بات ہی ایسی ہے سر — آپ کو تو معلوم ہے کہ ایس، وی نے پاکیشاں اور رو سیاہ کے ذمیان آزاد قبائلی علاقے میں ایک خفیہ اڈہ بنایا ہے تاکہ وہاں سے شوگران کو مسلسل چیک کیا جاسکے کیونکہ شوگران کی سرحد بھی قریب ہے پاکیشاں کی تو ہمیں اتنی زیادہ غکر نہیں ہے کیونکہ وہ سائنس میں اس قدر آگے نہیں ہے کہ ہمارے لئے کوئی بڑا خطرہ بن سکے — لیکن شوگران تیزی سے سائنس میں آگے بڑھتا جا رہا ہے اور جو روپوں میں اس کی ترقی کے بارے میں حکومت کو مل رہی ہیں اس سے حکومت کو پریشانی لاحق ہو گئی ہے — یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ شوگران کی اہم دفاعی ریخ چالیسا بارہ بیانیں اس علاقے میں ہیں جو پاکیشاں کی سرحد کی طرف ہے تاکہ پاکیشاں کی موجودگی کی وجہ سے وہ آسانی سے حملہ نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ ان لیے بارہ بیانیں میں ہوئے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہیز پر رکھے ہوئے ٹیلفون کی متزمم گھنٹی بھی تو میز کے پیچے کرسی پر بیٹھے ہوتے ایک بھارتی جنرل اور گنجے سروالے یہم شہیم آدمی نے ہاتھ رکھا کر ریسپورڈ اٹھا لیا۔ یہ رو سیاہ کی معروف ایجننسی کے جی۔ بی کا نیا چیف مارشل گازیلانے تھا کے جی۔ بی کے چیف کا سرکاری لقب مارشل تھا اور اس لقب کا مطلب ہے ہوتا تھا کہ کے جی۔ بی کا چیف مکمل اختیارات کا مالک ہے۔ مارشل گازیلانے محتوا غرضہ پہلے ہی کے جی۔ بی کا چیف بناتھا کیونکہ سابقہ چیف ایک ہوائی حادثے میں ہلاک ہو گیا تھا۔

"لیں — مارشل گازیلانے بھارتی بجھے میں کہا۔ "ایس۔ وی دن سبارک بول رہا ہوں سر" — دوسرا طرف سے ایس۔ وی کے چیف کی موددانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ لیں — کیا بات ہے" — مارشل گازیلانے کے بجھے میں حیرت تھی۔ "کچھ اہم باتیں کرنی ہیں اس لئے آپ اگر بالمشافہ ملاقات کا وقت دے

والے کام کی چیلنج کرنے کے لئے یہ خفیدہ اڈہ بناتے جانے کی منصوبہ بندی کی گئی
چونکہ یہ علاقے ایس۔ وی کی تحویل میں میں اس لئے یہ سارا مشن ایس۔ وی
نے مکمل کرنا تھا” — سبارک نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ تمہاری اپنی بھائی نے انتہائی کامیابی
سے وہ اڈہ بنایا ہے اور شوگران کو اس کا علم بھی نہیں ہوا کا بھرا ب
کیا پڑیا تھا ہے“ — مارشل گازیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس اڈے کی تعمیر سے قبل ہی میں یہ معلوم تھا کہ پاکیشیاں اپنے ملحقة
علاقے میں ایک خفیدہ اڈا بنایا ہوا ہے جس میں موجود مشینری کے ذریعے
وہ آزاد علاقے کی فضائی اور زمینی چیلنج کرتا ہے میں یہ عام کی مشینری
بھی اس سے بھیں کوئی خطرہ نہ تھا۔ ہم آسانی سے اُسے کو کر سکتے تھے
چنانچہ ہم نے اڈہ تعمیر کر لیا اور مشینری والی پہنچ گئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ
ہمارا اڈہ کام شروع کرتا، ایک اہم ترین روپورٹ نے ہمارا کام روک دیا اور
وہ روپورٹ یہ تھی کہ حکومت شوگران نے اس اڈے میں کوئی ایسی مشینری
بھی نصب کی ہوتی ہے جس کی مدد سے وہ ہماری طرف آزاد قبائلی
علاقے کی پہنچے اپنی طرف والے علاقے کی چیلنج کرنے رہتی ہے اس
کا مطلب یہ ہوا کہ جیسے ہی ہمارے اڈے سے نکلنے والی چیلنج رین
شوگران کے علاقے پر پہنچیں گی ہمارا اڈہ چیلنج کر لیا جائے گا“ —
سبارک نے کہا۔

”اوہ — اوہ — یہ تو انتہائی خطرناک روپورٹ ہے — پھر کیا ہوا۔ تم
نے وہ اڈہ تلاش کر کے اُسے ختم کر دیا تھا تاکہ میں تک بھی ختم ہو جائما اور جب
تک نیا اڈہ بنایا جاتا، ہماری مشینری کام شروع کر دیتی۔ پھر اس کی موجودگی میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نیا اڈہ خفیدہ بن سکتا تھا“ — مارشل گازیلا نے کہا۔
”آپ کی بات درست ہے — ہم نے بھید کو ششیں کیس لیکن
ہم اس اڈے کو ٹریس نہ سکے۔ البتہ ہمیں یہ اطلاع مل گئی کہ اس اڈے
کی تفصیلی فائل پاکیشی سیکرٹ سروس کے ہمیڈ کوارٹر میں موجود ہے۔ اگر وہ
فائل ہمیں مل جائے تو ہم آسانی سے اس اڈے کو ٹریس کر کے اُسے ختم
کر سکتے ہیں — اب آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ پاکیشیاں سیکرٹ سروس کے
ہمیڈ کوارٹر سے فائل کا حصوں عام حالات میں تنہا ملکن ہے“ — سبارک
نے کہا۔

”ہاں — میں تمہاری بات سمجھتا ہوں۔ پھر —“ مارشل گازیلا نے
اثبات میں سر برلاتے ہوئے کہہ

”آپ ایم کو توجہ نہیں رہیں۔ وہ رویاہ کا بہترین پلاائز ہے چنانچہ میں نے
اس کی خدمات حاصل کیں اور اس نے ایک بہترین پلانگ کی جس سے پاکیشیاں
سیکرٹ سروس کے ارکان اور اس کے ہمیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے ان ارکان کا
خاتمه اور اس ہمیڈ کوارٹر سے مطلوبہ فائل حاصل کر کے اس ہمیڈ کوارٹ کو بھی
تباهہ کیا جاسکتا تھا، اس طرح رویاہ کے دواہم مسئلے حل ہو جاتے۔ ایک تو
پرخوفناک سیکرٹ سروس ختم ہو جاتی۔ دوسرا فائل بھی مل جاتی — چنانچہ
اس پلانگ کے سخت میں نے ایس۔ وی بھری سیاف کو اخراج مقرر کیا۔“
سبارک نے کہا۔

”وہ پلانگ کیا ہے“ — مارشل گازیلا نے چونکہ کروپچا اور جواب
میں سبارک نے پوری تفصیل سے پلانگ بتادی۔
”اوہ ویرتی گڑ — بہت اچھی پلانگ ہے —“ پھر کیا ہوا۔“ —

ماشل گازیلانے تحسین آمیز لمحے میں کہا۔
 ”پہلے پہل تو پلانگ کامیاب رہی لیکن پھر اس، وی بھری سیاف نے
 مجھے بتایا کہ سیکرٹ سروس کی ٹیم پلانگ کے مطابق پہاڑی علاقے میں ہنسیں
 جائی چنانچہ اس نے اپنے طور پر نمبر ٹو پلانگ پر کام کرنے کی اجازت
 مانگی۔ میں نے اسے اجازت دے دی اور ایم کو واپس بلا لیا —
 سیاف کے ساتھ شروع سے ہی ایس، وی ایکشن گروپ کام کر رہا تھا جس
 کا اسچارج ربانی ہے لیکن سیاف نے ایس، وی بھری سے بھی اس افراد
 منگولتے — ایس، وی بھری بے حد ذہین اور فعال آدمی ہے۔
 آزاد علاقے میں اس نے بے شمار کارڈ میں سر انجام دیتے ہوتے ہیں اس
 لئے میرزا خیال تھا کہ وہ کامیاب رہے گا۔ لیکن خود یا دیر پہلے ایک اطلاع
 مجھے ایسی ملی ہے جس نے مجھے ہلاک کر رکھ دیا ہے۔ پاکیشی سیکرٹ سروس
 کے ماہدوں سیاف، اس کے دس ساتھی، ربانی اور اس کا سارا گروپ
 ہلاک ہو چکا ہے — ربانی گروپ کا صرف ایک آدمی زندہ پڑھ سکا
 ہے اور اس نے آزاد علاقے میں پہنچ کر مجھے یہ اطلاع دی ہے۔“
 سبادر نے کہا اور ماشل گازیلانے کے ہونٹ سختی سے بھیخ گئے۔
 ”اس کا مطلب ہے کہ صرف ناکامی ہنسیں بلکہ مکمل ناکامی — ایس،
 وی بھری سیکشن بھی ختم اور ایس اوی کا ایکشن گروپ بھی ختم —
 ہنسیں چلا ہیتے تھا سبادر — کہ تم مجھ سے ڈسکس کرتے ہے — میں
 کے جی۔ بی کے ایجنٹوں کے ذریعے میشن مکمل کر آتا۔“ ماشل گازیلانے
 ہونٹ چھاتے ہوتے کہا۔

”اگر کے جی۔ بی کے ایجنٹ وہاں حرکت میں آجلتے تو لازماً ایکر میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ایجنت بھی حرکت میں آتے۔ اس طرح لامحالہ شوگران کو بھی اس کا علم ہو
 جاتا اور اس کے بعد ظاہر ہے مشن کامیاب بھی ہو جاتا، تب بھی ہمارا اڈہ
 نامام ہو جاتا اور لامحالہ شوگران ہوشیار ہو جاتا۔ اسی لئے تو میں نے ایس
 دی کو استعمال کیا ہے — سبادر نے جواب دیا۔

”اوہ — تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہر حال اب تم کیا چاہتے ہو؟“
 ماشل گازیلانے ایک طویل سالس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ اطلاع ملنے پر میں نے مزید انکوارٹی کرائی ہے تو اس سے
 ایک اور بات سامنے آئی ہے کہ آزاد علاقے میں پاکیشیا کے پولیٹیکل
 ایجنت اجمل خان اور بڑے قبیلے کے سردار کما بیٹا سردار احمد جبان کو
 حکومت پاکیشیا نے فوری طور پر طلب کیا اور وہ دونوں ایک خصوصی ہیلی کا پڑ
 پر پاکیشیا کے دار الحکومت گئے — دہان ان کی ملاقات وزارت خارجہ
 کے سکریٹری سر سلطان سے ہوتی اور وہ وہاں چار پانچ گھنٹے رہے اور
 پھر واپس آگئے — سردار احمد جبان کو تو ظاہر ہے ہم کچھ نہیں کہہ
 سکتے تھے کیونکہ وہ بڑے قبیلے کا سردار ہے اس کو چھپڑنے سے تو پورا
 قبیلہ رو سیاہ کے خلاف اکٹھرا ہو گا لیکن پولیٹیکل ایجنت سرکاری آدمی
 ہوتا ہے چنانچہ میں نے احکامات دے دیتے ہیں کہ اس پولیٹیکل ایجنت
 کو انداز کر کے اس سے مکمل معلومات حاصل کی جائیں کہ وہ پاکیشیا کیوں
 گئے اور وہاں کیا بات چیت ہوتی رہی۔ اس کے بعد اس کی موت
 کو حادثاتی رنگ دے دیا جائے“ — سبادر نے کہا۔

”تمہارا شک اس لئے تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی وزارت خارجہ
 کے تحت ہی کام کرتی ہے“ — ماشل گازیلانے کہا۔

"لیں سر۔ بہر حال شک درست نکلا۔ پولٹیکل ایجنٹ احمد خان سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان کے مطابق پاکیشی سیکرٹ سروس کے خطرناک ایجنٹ علی عمران نے وزارت خارجہ کے دفتر میں ان دونوں سے ملاقات کی اور ان سے بخار سری اڈے کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا۔ ان دونوں کو بہر حال اڈے کے بارے میں تو کچھ معلوم نہ تھا لیکن اس علی عمران نے پورے علاقے کے بارے میں نہ صرف تفصیلات معلوم کیں بلکہ سردار احمد جان سے اس نے کہا کہ وہ عنقریب ٹیم لے کر وہاں آ رہا ہے۔ سردار اس کی مدد کرے تاکہ رو سیاہوں کا یہ اڈہ ختم کیا جاسکے اور سردار احمد جان نے حامی بھر لی ہے۔"

"اس کا تو مطلب ہے کہ اب بخارا پہاڑا اڈہ شدید خطرے کی زد میں ہے دیری بیڈ۔ یہ تو الٹی آئینے لگتے میں پڑ گیں" — مارشل گمازیا نے کہا۔

"لیں سر۔ چنانچہ میں آپ کے پاس اسی لئے آیا ہوں کہ اس اڈے کی حفاظت کے لئے آپ اپنی خصوصی ایجنٹی زارک کو تعینات کریں۔ میری ایجنٹی کا ایکشن گروپ ختم ہو چکا ہے اور باقی ایجنٹی کے افراد پاکیشی سیکرٹ سروس کا مقابلہ بہر حال نہیں کر سکتے۔" — زارک کو پہاڑی علاقوں کا وسیع تجربہ بھی ہے اور وہ لوگ اس قدر تربیت یافتہ بھی ہیں کہ پاکیشی سیکرٹ سروس کا آسانی سے مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔ میری ایجنٹی ان کی ماتحتی میں کام کرے گی اور پورا پورا تعاون کرے گی اس طرح بخارا یہ میشن بھی مکمل ہو جائے گا کہ پاکیشی سیکرٹ سروس کا

خاتمہ بھی کر سکیں گے" — سبارک نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ تمہاری تجویز واقعی اچھی ہے۔ زارک ایجنٹی ان سے بخوبی منت لے گی۔ وہ فائل کے حصوں والا مستند تو ویسے ہی رہ گیا۔ اس کا کیا ہو گا؟" — مارشل نے کہا۔

"میں نے اس بارے میں بھی غور کیا ہے سر۔" — پاکیشی سیکرٹ سروس کے ہسٹری کوارٹر کا علم ہمیں ہو چکا ہے۔ لیکن اس ہسٹری کوارٹر کے اندر سائنسی حفاظتی اقدامات کرنے کے لئے میں — چینگ میشن وہاں آف ہو چکی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر حکومت سے درخواست کی جائے کہ وہ ہمیں سپر آف میشن دے دے تو اس ہسٹری کوارٹر کے اندر موجود تمام سائنسی حفاظتی آلات کو آسانی سے آف کر کے وہاں سے وہ فائل بھی حاصل کی جاسکتی ہے اور اس ہسٹری کوارٹر کو بھی تباہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ سپر آف میشن کس قدر خیز اور اہم میشن ہے۔ اس کے استعمال کی اجازت تو ایک طرف، حکومت اس کا نام لینا بھی جرم قرار دے چکی ہے تاکہ ایکریماں اس کی بھنک بھی نہ پہنچ سکے۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو یہ میشن مل بھی سکتی ہے اور اسے پاکیشی میں استعمال بھی کیا جاسکتا ہے چاہے اس کے لئے آپ اپنے خاص ایجنٹ اس تھیں کریں یا جیسے حکومت ناسب سمجھے۔" — بہر حال اس کے بغیر بات نہیں بن سکے گی اور جب تک وہ فائل نہ ملے گی، بخارا میشن مکمل نہ ہو سکے گا۔ سبارک نے کہا۔

"ہونہہ۔ اب میں تمہارے آنے کا ستم سمجھو گیا ہوں۔" — زارک ایجنٹی والی بات تو تم مجھ سے فون پر بھی کر سکتے تھے۔ ہم مقصد سپر آف میشن

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کا ہے اور واقعی اہم ترین مسئلہ ہے ۔۔۔ بہر حال مٹھیک ہے میں تمہارے سامنے ہی اس بارے میں بات کرنا ہوں ۔۔۔ ماشل گازیلا نے سر ٹلاتے ہوئے کہا اور سبارک مسکرا دیا۔

ماشل گازیلا کے میز پر ٹڑے ہوئے شلیفیون کا رسیور اٹھایا۔

”لیس سر“ ۔۔۔ دوسری طرف سے ان کے پیارے کی انتہائی مودبادنہ آواز سنائی دی۔

”ڈلفینس پیریم کولس کے چینہ میں ڈاکٹر آنوف سے بات کرو“ ۔۔۔ ماشل گازیلا نے حکما نہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ مخصوصی دیر بعد شلیفیون کی متزمم سی گھنٹی زبحِ اٹھی اور ماشل گازیلا نے ہاتھ بڑھا کر اٹھایا۔

”لیس“ ۔۔۔ ماشل گازیلا نے سخت لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر آنوف صاحب لائن پر میں“ ۔۔۔ پیارے کی مودبادنہ آواز سنائی دی۔

”بات کرو“ ۔۔۔ ماشل گازیلا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بلکی سی ٹھلاک کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو ۔۔۔ ڈاکٹر آنوف پیلینگ“ ۔۔۔ ایک منgunی سی آواز سنائی دی آوان سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ بولنے والا خاصاً کمزور جسم رکھنے والا کافی بڑھا آدمی ہے۔ یہ ڈاکٹر آنوف تھا جو رو سیاہ کی تمام ذغا عجمی لیباڑیوں کا انچارج تھا اور رو سیاہ میں اسے قادر آف رو سیاہ کہا جاتا تھا۔ پورے ملک میں ان کی بے پناہ غرتت کی جاتی تھی کہ رو سیاہ کو پسپر پا پر بنانے میں سب سے زیادہ ہاتھ ڈاکٹر آنوف کا رہی ہے۔

چیف آف کے جی بی ماشل گازیلا بول رہا ہوں ۔۔۔ ہم رو سیاہ

کے مفاد میں پر آف مشین چاہیئے ۔۔۔ کیا آپ اس کی اجازت دیں گے؟

ماشل گازیلا نے بڑے زم لہجے میں کہا۔

”کہاں استعمال کرنی ہے اور کس مقصد کے لئے؟“ ۔۔۔ ڈاکٹر آنوف نے چونک کر لپچا۔ جواب میں ماشل گازیلا نے اُسے مختصر طور پر ساری بات بتادی۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ پر آف مشین اسی لئے بنائی گئی ہے کہ اسے پاکیشا جیسے غیر اہم ملک کی ایک عمارت میں استعمال کیا جاتے ہے؟“

اس مشین کو بنانے میں چار سو سانسکوں نے اپنے بیس سال صرف کئے ہیں اور جس قدر رقم خرچ ہوتی ہے اس سے شاید پوری دنیا کو دس سال تک کھانا کھلایا جاسکتا ہو۔ ۔۔۔ یہ مشین اس لئے بنائی گئی ہے کہ تم اسے ایک فائل کے حصول کے لئے استعمال کرو۔ یہ مشین تو ایکرہسا کے ذغا عجمی بین الاقوامی نیٹ ورک کو مکمل طور پر جام کرنے کے لئے بنا کی گئی ہے۔ اور سنو! ۔۔۔ آئندہ اس کا نام بھی تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہیئے۔“ ۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر آنوف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اس بڑھے کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔“ ہم اس کی غرتت کرتے ہیں اور یہ نجانے اپنے آپ کو کیا سمجھنے لگ گیا ہے۔“ ۔۔۔ ماشل گازیلا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”آپ غصہ نہ کریں سر۔ ۔۔۔ ہم کوئی اور تجویز سوچ لیتے ہیں۔ بہر حال ڈاکٹر صاحب کو مجبور بھی تو نہیں کیا جاسکتا۔“ ۔۔۔ سبارک نے ماشل گازیلا کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

کیوں نہیں کیا جاسکتا۔ — اس نے مارشل گازیلا کو انکار کیا ہے۔
اب میشین ہر صورت میں استعمال ہوگی۔ — مارشل گازیلا کا غصہ
ٹھنڈا پڑنے کی بجائے اور زیادہ بڑھ گیا۔ اس نے زور سے کریڈل کو
بار بار دبانا شروع کر دیا۔
”لیں سر۔ — دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز
سنائی دی۔

”صدر صاحب سے بات کرو۔ — اٹ از ایم چنسی۔ — مارشل
گازیلا نے غصے کی شدت سے چنتے ہوتے کہا اور ریسیور کریڈل پر پٹخ
دیا۔ اس کا چہرہ آگ کی طرح تپ رہا تھا۔ سارک خاموش بیٹھا ہوا تھا
اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ٹیکیفون کی گھنٹی زخمی اور مارشل گازیلا نے
جھپٹ کر ریسیور اٹھایا۔

”صدر صاحب سے بات کیجئے۔ — پرنسل سیکرٹری کی موددانہ
آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ تھی ہلک کی آواز سنائی دی۔

”مارشل گازیلا بول رہا ہوں۔ — مارشل گازیلا نے زم لجھے میں کہا۔
”ہولڈ آن کیجیے۔ — دوسری طرف سے صدر حملکت کے پرنسل
سیکرٹری کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔
”لیں مارشل۔ کیا پہلیم ہے۔ — بے صدر کے لجھے میں بلکی سی
نانو شگواری کا عنصر موجود تھا۔

”جواب! — ایک انتہائی اہم مشن کے لئے ہمیں سپراف میشین کی
ضرورت ہے مگر ڈاکٹر آنوف نے صاف جواب دے دیا ہے حالانکہ معاملہ
انتہائی اہم ہے اور ہم اس مشن کی خفاظت اور سیکرٹری کی گازیلی دینے کیلئے

”تیار ہیں۔ — مارشل گازیلا نے کہا۔
”سپراف میشین۔ — کس مشن کے لئے چاہیے۔ — کیا ایکریما
کا مستکہ ہے۔ — بے صدر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔
”نہیں سر۔ — پاکیشی میں استعمال کرنی ہے۔ — مارشل گازیلا
نے جواب دیا۔

”اوہ! — اس چھوٹے سے ہلک میں۔ کیوں؟ — بے صدر اور
زیادہ چونک کر بولے اور مارشل گازیلا کے تفصیل پیام شروع کر دی۔
اوہ نہیں مارشل! — واقعی ڈاکٹر آنوف درست کہہ رہے ہیں۔
اہ چھوٹے سے کام کے لئے اس قدر اہم ترین مشین استعمال نہیں کی
جا سکتی۔ — آپ کا مقصد تو صرف اس عمارت کو آف کرنا ہے اس
لئے آپ ڈاکٹر آنوف سے مشورہ کر لیں۔ وہ یقیناً کوئی اور اہم مشین تجویز
کر دیں گے۔ — دوسری طرف سے صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
راہیہ ختم ہو گیا۔ مارشل گازیلا کا چہرہ اب واقعی بے بی کی تصور نظر
آنے لگ گیا۔

”رہنے والے مارشل! — کوئی اور تجویز سوچ لیتے ہیں؟ —
سارک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ — میں زاراک کو تمہارے پاس بھیج دیا ہوں۔ تم
اہ سے خود ہی تفصیلات طے کر لو۔ — مارشل گازیلا نے ہونٹ
چھاتے ہوتے کہا۔ اور سارک اپنے کھڑا ہوا۔

”اوہ کے سر۔ — میں نے آپ کا کافی وقت لیا ہے۔ — سارک نے
کہا اور اپنے کرتیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مارشل گازیلا خاموش

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ماشیں گاہ زیلیا دوسری کر مسی پر بیجھڑ گیا۔ وہ چند لمحے غور سے نزارک کو
دیکھتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوتی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔
کیا بات ہے باس! — آپ کچھ اُبھے ہوتے گا رہے ہیں؟
نزارک نے حیرت بھرے ہلخے میں کہا۔

"ہاں ہے۔ ایک ایسی الجھن ہے۔ سوچ رہا ہوں کہ اس کا ذکر تم سے کروں یا نہ کروں" — مارٹل گائزیلان نے اسی طرح الجھے ہوتے لمحے میں کہا۔

زاراک کو آپ چلتے تو ہیں بس اے۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ میں کبھی آپ کے اعتماد کو نہیں نہ پہنچاؤ گا۔” زاراک نے کہا۔
”کیا تم میرے نام پر ڈاکٹر آنوف کی بوڑھی گردان توڑ سکتے ہو؟“
ماشل گازیلانے کہا تو زاراک نے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے پھرے پر بے پناہ خیرت کے تاثرات اپنے تھے۔

ڈاکٹر آنوف قادر افت رو سیاہ — یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔
زاراک کے لمحے میں الھی نے نیا حرث علیٰ۔

میں مذاق نہیں کر رہا ۔۔۔ اس نے میری توہین کی ہے اور جو شخص
میری توہین کرے، میں اُس سے کسی صورت بھی زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔

آخر ہوا کیا ہے بآس اے۔ آپ مجھے تفصیل بتائیں۔ ہو سکتا ہے میں
کوئی ایں حل نکال لوں جس سے آپ کا مسلکہ بھی حل ہو جائے اور قادر
آف رو سیاہ کی زندگی بھی پڑھ جائے۔ ” نزارک نے کہہ اس کا لمحہ پتا
رہا تھا کہ اس سے ڈاکٹر آنون کے قتل کی بات سُن کر شدید ذہنی وحی کا لگا ہے

بیٹھا اُسے جاتے ہوتے دیکھا رہا۔ جب اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ پندرہ گھنٹوں اس نے اکار پھر رسپور اٹھا لा۔

لیں سر" — دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”زارک کو میرے پاس بچھو۔۔۔ ابھی اور اسی وقت“ — مارشل
گازپلانے کا اور مسعود رکھ دا۔

”میں اس بڑھے ڈاکٹر سے مرتک لونگا۔۔۔ میں اسے مٹاؤں گا کہ
ماشل گازی یا کیا چیز رکھتا ہے۔۔۔ ماشل گازی یا نے کہا اور کرسی سے
امڑکر کمرے میں نشانہ لگا۔۔۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھل اور ایک طویل قامت اور دیو جیسا جسم رکھنے والا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر چیز بس ملتا اور جسمانی لحاظ سے یوں نکتا ملتا جیسے اس کے جسم میں گوشت کی بجائے خالص فوناد بھرا گیا ہو۔ اس کی پیشائی فراخ اور آنکھوں میں بے پناہ چکھتی فراخ پیشائی اور آنکھوں میں موجود چمک سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دیو جیسا جسم رکھنے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین آدمی بھی ہے اور یہ واقعی دوست خداو پیغمبر ہے جو اس آدمی میں قدرت نے اکٹھی کر دی ہے۔ پہر زارا ک تھا، زارا ک اجنبی کا سر برآہ۔ اسے روپیہ کی دیشت کہا جاتا تھا۔

”میں ہیں۔“ — نزارک نے اندر واصل ہوتے ہی مودبانتہ انداز میں سر کو چکا تے ہوتے کہا۔

"بیچھو زاراک! — مارشل گاہ نیلانے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اسے گرسی پر بیچھنے کا اشارہ کیا اور زاراک کرسی پر بیچھڑ کیا۔ سیکن آس کے پلے پناہ ورز کی وجہ سے وہ منقوط کرسی بھی قدرے پر چرا اٹھی۔

اور ماشل گازیلانے اُسے مختصر طور پر سارے واقعات بنا دیتے۔
”باس اے۔ آپ کا مقصد اگر بغیر پر آف مشین کے حل ہو جلتے تو۔“
زارک نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوتے کہا۔

”میں اب وہ مشین ہر صورت میں چاہتا ہوں۔ چلے ہے میں
اسے پاکیشیا میں استعمال کروں یا نہ کروں۔“ — ماشل گازیلانے ہونٹ
چلاتے ہوتے کہا۔

”مشیک ہے بس! — مشین آپ کو بل جلتے گی۔ یہ میرا وعدہ رہا۔
زارک نے بیکھرتے پر ماحدہ رکھتے ہوتے فیصلہ کرنے لیجھتے میں کہا۔
”وہ کیسے۔ کیا تم اسے چڑاؤ گے؟“ — یہ ماشل گازیلانے
چونک کر پوچھا۔

”نہیں بس! — ایسی کوئی بات نہیں۔ لیکن اس کے لئے ایک شرط
ہے کہ یہ مشین میری نگرانی میں رہے گی۔“ — زارک نے کہا اور ماشل
گازیلا کا چہرہ چمک اٹھا۔

”میں بھی اسے اسی لئے منگوار رہا تھا کہ اسے تمہاری تحویل میں دے
دول۔“ — ماشل گازیلانے کہا۔

”اوہ اے۔ پھر تو ڈاکٹر آنوف کو مان جانا چاہیے تھا۔“ — وہ پوری دنیا
میں سب سے زیادہ محجھ پر اعتماد کرتے ہیں۔ — انہوں نے جب بھی
کوئی انتہائی اہم فارمولایا مشین کہیں بیسی بھی ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ زارک
اچینسی کی ہی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ — زارک نے چیرت بھرے
لیجھتے میں کہا۔

”اب مجھے تو یہ معلوم نہ تھا۔ اس لئے میں نے تمہارا ذکر نہ کیا تھا۔“

ماشل گازیلانے کہا۔

”آپ ان سے بات کریں اور میرزا میں۔ — مجھے لقین ہے کہ میشین
آپ کو بل جاتے گی۔“ — زارک نے کہا اور ماشل گازیلانے ریسور اٹھایا
اور پرنسل سکرٹری کو دوبارہ ڈاکٹر آنوف سے رابطہ کرنے کی ہدایت دے کر
ریسور رکھ دیا، چند لمحوں بعد گھنٹی بھی تو ماشل گازیلانے ریسور اٹھایا۔

اسے پاکیشیا میں استعمال کروں یا نہ کروں۔“ — ڈاکٹر آنوف سے بات کیجھتے
ڈاکٹر آنوف سے بات کیجھتے۔ — سکرٹری کی آواز سافی دی۔

”ہیلو ڈاکٹر آنوف! — میں ماشل گازیلا بول رہا ہوں۔“ — ماشل
گازیلانے اس بارہم اور دوستانہ لیجھے میں بات کرتے ہوتے کہا۔
”اگر آپ پر آف مشین کی بات کرنا چاہتے ہیں تو پلینز میرا وقت مت
ضائع کیجھی۔“ — دوسری طرف سے ڈاکٹر آنوف نے انتہائی جھنجھلاتے
ہوتے لیجھے میں کہا۔

”زارک اچینسی کے چیف زارک سے بات کیجھی۔“ — ماشل گازیلانے
غصے کی شدت سے ہونٹ چلاتے ہوتے رک رک کر کہا اور پھر ایک جھٹکے
سے ریسور زارک کی طرف بڑھادیا۔

”ہیلو۔ — زارک بول رہا ہوں ڈاکٹر۔ — میں خود یہ مشین آپ پریٹ
کروں گا۔ — کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے؟“ — زارک نے کہا۔
”سوری زارک! — یہ مشین ایسی ہے کہ میں صدر محلکت پر بھی
اعتماد نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ اور جو تم کہو، میں اُسے پورا کرنے کے لئے
تیار ہوں۔“ — ڈاکٹر آنوف نے سرد لیجھے میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ تو واقعی بضد ہیں۔ — بہ حال باس اے آپ بنے فکر ہیں۔ آپ کا جو
مسئلہ مشین سے حل ہوتا ہو، وہ میں ولیے ہی کر دوں گا۔“ — آپ مجھے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بیانیں کیا سکدے ہے۔ زاراک نے یہ سویر رکھتے ہوتے ایسے لمحے میں کہا چیزیں خفت مٹا رہا ہو۔ لیکن مارشل گاز ڈیلا کا چہرہ اب خلاف موقع بھل امٹا ہتا۔ اُسے اس بات سے ڈھارس سی ہو گئی بھتی کہ یہ میشین زاراک کے حوالے بھی نہیں کی گئی۔ درنہ وہ دل ہی دل میں فیصلہ کر پکا تھا کہ اگر ڈاکٹر آنوف نے میشین زاراک کے حوالے کرنے کی حامی بھر لی تو وہ اُسے ہر صورت میں گولی مار کر بلاک کر دے گا۔ لیکن زاراک کو بھی انکار ہونے سے اس کی انا کو لیکین سی ٹھیک بھتی اور پھر اس نے سبارک کی آمد اور ایس۔ وی کے مشن سمیت پوری تفصیل بتا دی۔ زاراک خاموش بیٹھا نہ سترہ رہا۔

کمال ہے باس ا۔ آپ پاکیشیا کی ایک چھوٹی سی عاذت کے لئے اتنی اہم ترین میشین حاصل کرنا چاہتے تھے۔ کیا ضرورت ہے اس کی۔ آپ مجھے حکم کریں۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے چیف کی لاشیں مع اس فائل کے آپ کے قدموں میں لا کر رکھ سکتا ہوں۔

زاراک نے منہ بنا تے ہوتے کہا۔

”تم پہلے کسی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ملکرے ہو۔“ مارشل گاز ڈیلا نے منہ بند کر کے ہوتے کہا۔

”ملکرایا تو نہیں پاس!“ لیکن میں نے اس کے کارناموں کی وہوم شنی ہوئی ہے۔ اور خاص طور پر اس علی عمران کے پارے میں تو بہت کچھ حصہ رکھا ہے۔ میری تو خواہش بھتی کہ کوئی موقع ان سے ملکرائے کا مجھے اور میری ایجنسی کو بھی مل جائے تاکہ میں انہیں بتاسکوں کہ زاراک کے مقابلے میں وہ حقیر چیزوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

زاراک نے کہا۔

”او۔ کے۔ پھر میں یہ مشن تمہارے پروگرام تا ہوں۔ تم سبارک سے مل کر تفصیلات طے کرو۔“ مارشل گاز ڈیلا نے طویل سالش لیتے ہوئے کہا۔

”تفصیلات کیا طے کرنی ہیں۔“ مجھے صرف ان سے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ علی عمران اس وقت ہے کہاں۔ پاکیشیا میں ہے یا آزاد علاقے میں۔ اس کے بعد میں اس پر موت بین کر جھپٹ پڑوں گا۔“ زاراک نے کری اسے امٹتے ہوئے کہا اور مارشل گاز ڈیلا کے سر ملانے پر وہ تیزی سے مٹا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران نے اپنی منزل کے آپریشن روم میں ایک فائل سامنے رکھے بیٹھا تھا جب کہ بلیک زیر و کچن میں اس کے لئے چائے بنانے میں صروف تھا۔ پھر عمران نے ایک طویل سالن سینٹر لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔ اس کی پیشانی پر اجنبیں کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کچھ پتہ چلا عمران صاحب“ — بلیک زیر و نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں چلنے کے کپ تھے۔

”پستہ تو نہیں چلا۔ — البتہ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ معاملہ آزاد قبائلی علاقے میں جلانے کی بجائے رو سیاہ جانے سے ہی حل ہو سکتا ہے“

عمران نے ایک طویل سالن سینٹر لیتے ہوئے کہا۔

”رو سیاہ جلانے سے ۔۔۔ وہ کیسے ۔۔۔ وہ اڑھ تو آزاد علاقے میں بنایا گیا ہے۔ — بلیک زیر و نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ کر دوسرا کپ ہاتھ میں پکڑے گھوم کر اپنی کرسی کی طرف جلتے ہوئے کہا۔

”یہی تو اصل سند ہے کہ حتی طور پر یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ اڑھ وہاں بنایا بھی گیا ہے یا نہیں۔ — اس لئے بجائے آزاد قبائلی علاقے کے خلاف پہاڑوں میں ٹکریں مارتے پھرے سے بہتر یہی ہے کہ رو سیاہ جا کر اس بات کی انکواری کی جائے کہ کیا یہ اڑھ بن چکا ہے یا ابھی صرف پلانگ تک ہی محدود ہے۔ — اور اگر بن چکا ہے تو پھر اس کا محل و قوع بھی وہیں سے معلوم ہو سکتا ہے ورنہ اس سے تلاش کرنا بے حد مشکل ہے۔“ — عمران نے چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔

”لیکن آپ تو کہہ رہتے ہی کہ ایسا اڑھ بن چکا ہے۔ سردار احمد جان نے بتایا ہے۔“ — بلیک زیر و نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ سردار احمد جان نے حتی طور پر تو نہیں بتایا۔ صرف اتنا بتایا ہے کہ دوسرے قبیلے میں رو سیاہیوں کی آمد و رفت گذشتہ دو سالوں سے کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگ گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ وہاں بڑے بڑے ٹرانسپورٹ ہیملی کا پیڑ بھی اترتے دیکھے گئے ہیں اور پولیسیکل ایجنسٹ اجلی خان نے یہ بتایا تھا کہ اس نے انکواری کی حصی — صرف اڑھی اڑھی خبر مل سکی ہے کہ وہاں کوئی خاص اڈھ بنایا جا رہا ہے۔ لیکن اُس سے کہیں بھی اڑھے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔“

عمران نے چائے سپ کرتے ہوئے جواب دیا۔

”پھر اس فائل سے کچھ پتہ نہیں چلا۔“ — بلیک زیر و نے عمران کے سامنے پڑی ہوئی فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ وہی فائل ہے جو سیاف حاصل کرنا چاہتا تھا۔ — پاکیشیا میں روڈر سکل

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کے کوڈ نام سے جواہرہ قائم شدہ ہے پر فائل اس اڈے سے متعلق ہے اس میں اس مشینزی کی تفصیلات ہیں جو اس اڈے میں نصب ہے۔ باقی تو حام سی مشینزی ہے جس کے لئے روسیاہ جیسی سپر پاور کو کوئی پریشانی نہیں ہو سکتی۔ البتہ اس کو تفصیل سے پڑھنے کے بعد ایک ایسی مشینزی کی تفصیلات سامنے آتی ہیں جس کا کوڈ نام سپر چک ہے۔ یہ مشینزی شوگران نے دی ہے اور شوگران کے لئے اسے اس اڈے میں نصب کیا گیا ہے اور اس فائل سے یہ بھی معلوم ہو ہے کہ اس اڈے کی تعمیر کے تمام اخراجات بھی شوگران نے ہی برداشت کئے ہیں اور اس اڈے میں شوگران کے آدمی ہی آپریٹ کرتے ہیں۔ یہ کوئی خصوصی قسم کی مشینزی ہے اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس مشینزی سے آزاد قبائلی علاقے کو چک کرنے کی بجائے پاکیشیا اور شوگران کے سرحدی علاقوں کو چک کیا جاتا ہے۔ عمران نے کہا۔

"وہ کس لئے" — بلیک زیر دنے چیران ہو کر پوچھا۔

"وجہ تو اس میں ظاہر نہیں کی گئی لیکن میرا اندازہ ہے کہ شوگران نے پاکیشیا کی سرحد کے قریب کوئی خاص لیبارٹری بنائی ہوئی ہے جس میں تیار ہونے والی کسی چیز کی حفاظت کے لئے یہ مشینزی نصب کی گئی ہے اور اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ روسیاہ کو بھی اس کی اطلاع مل چکی ہے اس لئے روسیاہ یہ فائل حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے اس سپر چک کی صحیح ماہیت معلوم ہو سکے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آزاد قبائلی علاقوں میں اگر روسیاہ نے کوئی خفیہ اڈہ بنایا بھی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس لیبارٹری کو چک کرنے کے لئے بنایا ہو جس کے راستے میں یہ سپر چک حائل ہوئی ہو۔

عمران نے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہو گا درست وہ لوگ اس فائل کے پیچے اپنی خاں اکینبی یہاں نہ پہنچتے۔ اگر واقعی ایسی کوئی بات ہے تو کیوں نہ شوگران حکومت کو اس کی اطلاع نصیح دی جاتے وہ خود ری روسیاہ سے منقصی رہے گی؟" بلیک زیر دنے کہا۔

اپنا کام دوسروں کے سرڑالنے کا مرٹ سوچا کر وظاہر — روسیاہ نے اگر کوئی اڈہ آزاد قبائلی علاقے میں بنایا ہے تو اس سے خطرہ پاکیشیا کو بھی لاحق ہے اس طرح پاکیشیا کا دفاع بھی مغلوق کیا جاسکتا ہے اور اس آزاد قبائلی علاقے پر روسیاہ اس اڈے کی مدد سے چراً قبضہ بھی کر سکتا ہے اور آزاد قبائلی علاقے میں پاکیشیا کے حمایتی افراد کا قتل عام بھی کر سکتا ہے۔ یہ سب امکانات درست ہو سکتے ہیں اور غلط بھی ہو سکتے ہیں۔ بہر حال امکانات تو موجود ہیں اور پاکیشیا کی حفاظت کے لئے ہیں تھوڑا ہیں ملتی ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ ہم اپنا فرض دوسروں کے کانڈھوں پر شفٹ کر دیں" — عمران نے اس بارہ سرو ہجھے میں کہا اور بلیک زیر دنے کے چھر پر ملکی سی شرمندگی کے آثار پھیل گئے۔

"آئی ایم سوری عمران صاحب!" — میں نے تو دیسے ہی بات کر دی تھی" — بلیک زیر دنے ہونٹ پھاتے ہوتے کہا۔

"تم پاکیشیا کے سب سے بڑے عہدیدار ہو۔ اس لئے سوچ سمجھ کر بات کیا کرو — میری طرح عام آدمی نہیں ہو کہ جو بھی میں آتے بولتے رہو" — عمران نے اس بارہ سکراتے ہوتے کہا اور بلیک زیر دنے بھی شرمندہ سی ہنس کر رہ گیا۔ ظاہر ہے وہ اب کیا جواب دیتا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ کافی دیر تک نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے ہاتھ علیحدہ کیا تو بلیک زیر و ممحجہ گیا کہ عمران فارن کال کر رہا ہے اس لئے اسے اتنے زیادہ نمبر ڈائل کرنے پڑتے ہیں۔

"لیں راڈش لکب" — دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"راڈش سے بات کرو" — میں کافرستان سے اے۔ اے بول رہا ہوں" — عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوتے کہا۔

"اچا۔ ہولڈ آن کریں" — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر جنپہ محوں بعد رسیور پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ راڈش بول رہا ہوں" — راڈش کا لہجہ ساٹ بھتا۔

"کافرستان سے اے۔ اے بول رہا ہوں" — سپیشل ڈبلیوی مہمیں پہنچ گئی ہے یا نہیں" — ۶ عمران نے اسی بدلتے ہوتے لہجے میں کہا۔

"اچی ہمک تو نہیں پہنچی" — دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

بلیک زیر و خاموش بیٹھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ راڈش رو سیاہ میں پاکیشا کا سب سے اہم فارن ایجنسٹ ہے اور چونکہ رو سیاہ میں فون اور گام ٹرانسمیٹر کا لیں باقاعدہ سرکاری طور پر چیک کی جاتی تھیں اس لئے لہبور ایکٹیو اس کے ساتھ یہ خصوصی کوڈ طے مھاتا کہ اگر کال چیک بھی ہو جلتے تو اس کا نوٹس نہ لیا جاسکے۔ کیونکہ راڈش لکب چلا نے کے ساتھ ساتھ اسپورٹ ایکسپورٹ کا بذنس بھی کرتا تھا اور اس کا بذنس کافرستان سے ہی تھا۔ خاص بات چیز کے لئے عمران نے اسے ایک خاص قسم کا ٹرانسمیٹر مہیا کیا ہوا تھا

جس سے ہونے والی کال کچھ نہ ہو سکتی تھی اور سپیشل ڈبلیوی کا مطلب بھی تھا کہ وہ ایکٹیو کو کال کرے۔

"آپ راڈش کو حرکت میں لانا چاہتے ہیں" — بلیک زیر و نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ہاں" — اس کی اپر و پچ کے جی۔ جی کے انتہائی اعلیٰ حکام تک ہے اور کے جی۔ جی ہمیڈ کو اور ٹر سے یہ سارا چکر آسانی سے ٹریں ہو سکتا ہے" — عمران نے سر بلاتے ہوتے کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے کال آگئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ٹین پر لیں کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ راڈش کا نگ۔ اور" — راڈش کا آواز ٹرانسمیٹر سے تکلی۔ لہجہ مود باند تھا۔

"ایکٹیو۔ اور" — عمران نے ایکٹیو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یہ سر۔ کیا حکم ہے سر۔ اور" — دوسری طرف سے راڈش نے اسی طرح مود باند لہجے میں پوچھا اور جواب میں عمران نے اُسے ایس۔ وی کے مشن اور اس اڈے کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔

تمہنے یہ ساری باتیں ٹریں کر فی ہیں کہ ایس۔ وی کا اصل مشن کیا ہے اور اگر واقعی آزاد قبائلی علاقے میں کوئی اڈہ بنایا گیا ہے تو اس کا محل و قوعہ اور ماہیت کیا ہے۔ اور" — عمران نے تفصیلات بتاتے ہوتے کہا۔

"یہ سر۔ میں پوری تفصیلات حاصل کر لونگا" — ہمیڈ کو اور ٹر میں ابھی حال ہی میں میں نے اپنا ایک آدمی ایک ایسے شعبے میں رکھا اور یا ہے جہاں ہر قسم کی پلانگ محفوظ کی جاتی ہے۔ آپ کو کتنی دیر میں یہ سب معلومات چاہیں۔ اور" — دوسری طرف سے راڈش نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”جس قدر جلد تم یہ معلومات مہیا کر سکو۔ اور“ — عمران نے ایکٹو
کے لمحے میں کہا۔

”بہتر سر — میں ابھی کام شروع کر دیا ہوں — مجھے امید ہے کہ
زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں کے اندر میں زیادہ نہیں تو کم انکم ابتدائی معلومات
ضرور حاصل کر لوں گا۔ اور“ — دوسری طرف سے راؤش نے انتہائی
اعتماد بھرے لمحے میں کہا۔

”محاذ ہو کر کام کرنا — اور اینڈ آل“ — عمران نے کہا اور ڈالسیمیر
آف کر دیا۔ اور پھر ایک بار پھر سامنے رکھی ہوئی فائل کو کھول کر اس کے
مطلعے میں مصروف ہو گیا۔

ایک گھنٹے سے بھی کم عرصے بعد ڈالسیمیر نے کال دینی شروع کر دی
تو عمران نے چوکر کر ڈالسیمیر کی طرف دیکھا۔ اس کے ذہن میں خیال آیا
تھا کہ شاید ٹائمیگر کی طرف سے کال ہو کریں تک راؤش نے تو دو گھنٹوں کا
وقت دیا تھا۔ لیکن ڈالسیمیر کے مخصوص ٹائل کو دیکھتے ہی وہ چونکہ پڑا۔
کیونکہ فریکونسی تباری ہتھی کہ کال راؤش کی طرف سے اس کے آئی مخصوص
ڈالسیمیر کی بے جس سے اس نے پہلے کال کی ہتھی۔

”آخر جلد کال کا کیا مطلب“ — عمران نے بڑا بڑا تھے ہوئے کہا اور
ہاتھ پڑھا کہ ڈالسیمیر آن کر دیا۔ بلیکن زیر و اس دوران انھوں کر کہیں چلا گیا
تھا اس لئے عمران ایسا لہی آپریشن روم میں موجود تھا۔

”ہیلو ہیلو — راؤش کا لگنگ۔ اور“ — ڈالسیمیر کا بیٹن آن ہوتے
ہی راؤش کی تیز آواز سنائی دی۔

”ایکٹو۔ اور“ — عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”باس! — اتفاق سے وہ آدمی جلد ہی مل گیا اور خاصی معلومات میں
بیس۔ اور“ — دوسری طرف سے راؤش نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

”کیا پورٹ ہے۔ اور“ — جو عمران نے سرد لمحے میں پوچھا۔

”باس! — ایس۔ وہی کے چیف سبارک کے جی۔ بی کے چیف مارشل
گازیلا سے ملاقات کی ہے اور پاکیشی سیکرٹ سروس اور آس کے ہیڈ کوارٹر
کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ہیڈ کوارٹر سے ایک فائل حاصل کرنے کے لئے
اس نے زارک ایجنٹسی کی خدمات چاہی میں جس کی اجازت نہ صرف مارشل
گازیلانے دے دی ہے بلکہ زارک ایجنٹسی کے چیف زارک کو بلاکر مشن بھی
اس کو سونپ دیا ہے اور زارک نے سبارک سے ملاقات کر کے فوری طور

پر اپنی ایجنٹسی سمیت پاکیشیاروانگی کے انتظامات شروع کر دیتے ہیں اور
باس! — وہ زیادہ سے زیادہ کل تک پاکیشیا کے دارالحکومت پر پسخ
جلتے گا — اس کے علاوہ ایک اور اہم بات ہی سامنے آئی ہے کہ
سبارک نے مارشل گازیلا سے ایک انتہائی جدید یونیٹسین جس کا کوڈ نام پیرافت
ہے حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو اس
یونیٹ کی مدد سے مکمل طور پر آف کر کے وہاں سے فائل حاصل کی جاسکے

لیکن ڈاکٹر آنوف جو کہ رو سیاہ کی ڈلفیش سپریم کونسل کے چیئرمین میں نے
یونیٹ سے صاف انکار کر دیا — مارشل گازیلا کے صدر سے
بات کی لیکن صدر نے بھی انکار کر دیا۔ پھر زارک نے بھی ڈاکٹر آنوف سے
بات کی لیکن اس نے زارک کو بھی انکار کر دیا کیونکہ اس یونیٹ کے باشے
میں یہ بات سلامنے آئی ہے کہ یونیٹ ایکریمیا کے مکمل میں الاقوامی دفاعی
سمیٹ کو فوری طور پر مغلوب کرنے کے لئے تیار کی گئی ہے اور یہ رو سیاہ کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

انتہائی خفیہ اور جدید ترین ایجاد ہے اس لئے ایک بیٹیں انگلیوں سے اسے بچانے کے لئے مارٹل گاڑیا اور ناراک دنوں کو صاف جواب دے دیا گیا اور دوسرا طرف سے کہا گیا۔

"اس اڈے کے متعلق پتہ چلا ہے۔ اور" — ؟ عمران نے پوچھا۔
"یہ اڈہ ایس۔ وہی کے تحت تیار کیا گیا ہے۔ فوری طور پر تو اس کے باہرے میں معلومات حاصل نہیں ہو سکیں البتہ میں نے اپنے آدمی کو کہہ دیا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے وہ تقسیمات حاصل کرے گا۔ اور" — دوسرا طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے ہی معلومات ملیں فوراً پورٹ دینا۔ اور اینڈ آل" — عمران نے کہا اور ماہنگ بڑھا کر ٹانسیٹ آف کر دیا۔ اسی لمحے بلیک زیر و اندر ونی دروازے سے نکل کر آپریشن روم میں داخل ہوا۔

"کس کی کال محتی" — ؟ بلیک زیر و نے پوچھا۔
"راؤش کی کال محتی" — عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی راؤش کی بتائی ہوئی معلومات جیسی اس نے دوہرایا۔

"ناراک انگلیوں" — میرے خیال میں اس کی فائل تولابری میں موجود ہے" — بلیک زیر و نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں" — وہ فائل لے آؤ۔ تاکہ اس کے استقبال کے لئے صحیح طریقے سے تیاری کی جاسکے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیر و الٹے پاؤں والپس مر گیا۔

"پُر آف" — عمران نے انگلیوں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر نکلتے ہوئے بڑھا کر کہا۔ وہ اس میں کی اہمیت کا اندازہ کر رہا تھا جس کے

لئے کے جی۔ بی کے چیف کو بھی صاف جواب دے دیا گیا اور جو ایکریما کے در لذتیں دفاعی پلان کو بھی مفتوح کر سکتی ہے۔

"یہ لیجھئے" — چند لمحوں بعد بلیک زیر و کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور عمران نے آنکھیں کھوں دیں۔

"آپ شاید اس زارک انگلیوں کی وجہ سے پرلیشان ہو رہے ہیں" — بلیک زیر و نے ماہنگ میں پکڑا ہوئی فائل عمران کے سامنے رکھتے ہوئے چیرت بھرے لیجھے میں کہا۔

"اے نہیں" — جو خود پانچ پریس پر چل کر آ رہا ہو، اس کے لئے کیا پرلیشانی — میں تو اس پر آف میشن کے بارے میں سوچ رہا ہوں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پر آف میشن" — بلیک زیر و نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے چیرت بھرے لیجھے میں پوچھا اور عمران نے اسے مختصر طور پر پُر آف میشن کے بارے میں راؤش کی دی ہوئی معلومات بتادیں۔ پہلے اس نے اس کا ذکر نہ کیا تھا۔

"تو وہ والش منزل کے لئے پیش میشن حاصل کرنا چاہتے تھے" — بلیک زیر و نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں" — اور ڈاکٹر آنوف اور صدر رو سیاہ کے صاف انکار سے تو پہلی معلوم ہوتا ہے کہ پیش میشن رو سیاہ کے لئے انتہائی اہم ترین میشن ہے" — عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ اس میشن کے بارے میں کچھ کرنا چاہتے ہیں" — بلیک زیر و نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"جب واکٹر آنوف اور صدر نے مارشل گاڑیلا کو انکار کر دیا ہے تو اب یہ ہے تو طے ہے کہ یہ شین فوری طور پر پاکیشیا کے خلاف استعمال نہیں ہو رہی اس لئے فی الحال تو ہمیں زاراں اکٹھنی اور اس اڈے کے بارے میں سوچنا ہے اس کے بعد دیکھوں گا کہ پُرٹاف کے بارے میں کیا کیا جا سکتا ہے" — عمران نے کہا اور بلیک نیروں کی لائی ہوئی فائل کھول کر اسے دیکھنے لگا۔ فائل خاصی ضخیم تھا اس لئے وہ کافی دیر تک اس کا مطالعہ کرتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سائنس لے کر فائل بند کر دی۔

"زاراں اپنے قد و قامت سے فوری طور پر پہچانا بھی جاتے گا اور اس کے بارے میں تفصیلات اس فائل میں موجود ہیں اس لئے تم سیکرٹ سروس کو ارٹ کرو کہ وہ آزاد علاقے کی طرف سے آنے والی شرکوں اور ایئر پورٹ پر سخت نگرانی کریں" — یہ خطرناک آدمی ہے اس لئے میں اسے یہاں کام کرنے کی زیادہ مہلت نہیں دے سکتا — اور دوسرا بات یہ کہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو دوبارہ مہماں جگہوں پر بھجوادیا" — عمران نے کہی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" — بلیک نیروں کے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

زاراں نے سب اک سے مل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے خارج آدمی علی عمران کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ علی عمران سے متعلق تو اس نے کے بھی بھی کی فائل کو بھی چیک کر لیا تھا اور وہ اس نے تیجہ پر کی زیادہ مہلت نہیں دے سکتا — اور دوسرا بات یہ کہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو دوبارہ مہماں جگہوں پر بھجوادیا" — عمران نے کہی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے اور ان کے بیٹھ کوارٹر سے فائل بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ لیکن اسیں دی کے سب اک سے ایسیں۔ وہی تحریکی سیاست کے مشین کے پار کے میں جو تفصیلات بھائی حصیں اس سے اُسے پہر جال یہ معلوم ہو گیا تھا کہ عمران جو بظاہر ایک احمد سا آدمی ہے انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے اور اس کے ساتھ ہی اُسے یہ بھی احساس ہو گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے پاکیشیا میں کچھ ایسے انتظامات بھی کر رکھے ہیں کہ کوئی بھی غیر ملکی ایجنت چاہے جس روپ میں بھی وہاں جاتے اُسے ٹریس کر لیا جاتا ہے۔ اس لئے زاراں نے

پاکیشیا میں داخل ہونے کا ایک بالکل ہی مختلف پلان بنایا تھا اور اس پلان کے تحت اس نے سب سے پہلے کے جی. بی کے ایجنٹوں کے ذریعے پاکیشیا کے دارالحکومت کی مختلف کاؤنٹیوں میں رہائش لگا دیں، کاریں، سائنسی مشیزی اور اسلامی وغیرہ کے انتظامات کے۔ اپنی ایجنٹی کے میں افراد اس نے بڑی راست پاکیشیا بھجوادیئے جنہوں نے وہاں ضروری انتظامات کر لئے اور پھر وہ اپنے چار خاص آدمیوں سمیت پہلے ایکریساگیا اور پھر وہاں سے ایکریساگیں میک اپ میں وہ منیٹس سمجھل کرنے والی ایک بہت بڑی تنظیم کے ذریعے ایک عرب ملک پہنچے جہاں سے خفیہ لانچ کے ذریعے انہیں پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچا دیا گیا۔ اس طرح زاراں اور اس کے چار ساٹھی اشتہانی خفیہ طریقے سے پاکیشیا میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے اور یہاں پہنچتے ہی انہوں نے مقامی ایک اپ کر لیا تھا۔ اس میں اپنے چاروں ساتھیوں کو نقش سمجھا کہ عمران کے فلیٹ کی نگرانی پر لگادیا تھا اور خود وہ ایک کوٹھی میں رہ جائے گی اور آخر میں وہ اطمینان سے اس عمارت میں داخل ہوتے اور چھپ کر بیٹھ گیا جو اس نے کے جی۔ بی کے ایجنٹوں کے ذریعے حاصل کی صحت تاکہ علیم وقت پر سامنے آتے اور ششن مکمل کرے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوتے دور و زہر گئے تھے لیکن ان دور و زہر میں عمران فلیٹ میں آتا جاتا نظر نہ آیا تھا اس لئے اب زاراں سوچ رہا تھا کہ عمران کو تلاش کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ استعمال کرے۔ فائل کے مطابق عمران کے فلیٹ میں اس کے ساتھ اس کا باورچی بھی رہتا تھا لیکن دور و زہر سے فلیٹ کو تالا لگا ہوا تھا اور اس کا وہ باورچی بھی غائب تھا۔ چنانچہ آج اس نے اپنے آدمیوں کو ہدایت دے دی صحتی کہ صرف ایک آدمی فلیٹ کی نگرانی کرے۔ باقی افراد شہر میں گھوم پھر کر عمران کو تلاش کریں۔ اس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

وقت دوپھر ہونے کے قریب تھی اور زاراک مسل دور و زہر سے اس کو ٹھیکیں بیٹھے بیٹھے مر جانے کی حد تک بور ہو چکا تھا۔ اس کی سمجھوٹی میں نہ آرہا تھا کہ اتنے بڑے دارالحکومت میں وہ اُسے کہاں تلاش کرے۔ اگر فلیٹ پر اس کا باورچی بھی ہوتا تو اس سے بھی معلومات حاصل کی جاسکتی تھیں لیکن وہ بھی موجود نہ تھا اور اس فلیٹ کے علاوہ وہ عمران کے کسی اور مٹھکانے کو جانا تھی بھی نہ تھا۔ گوسپاک نے اسے سیکرٹ سروس کے بیڈ کو اڑ کرے بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں لیکن زاراک نے جان بوجھ کر ادھر کا رخ نہ کیا تھا کیونکہ اُس سے معلوم تھا کہ اس عمارت کے اندر اشتہانی چدید سائنسی آلات نصب ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس کی نگرانی کرنے والا بھی ان کی نظروں میں آ جاتا ہو۔ کس لئے اس نے سوچا تھا کہ پہلے اس عمران پر قابو پایا جائے پھر اس کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ادارے کو ٹھیک کر کے ختم کر دے۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس مفلوج ہو کر رہ جائے گی اور آخر میں وہ اطمینان سے اس عمارت میں داخل ہوتے اور پھر دہل سے فائل حاصل کرنے کی کامیاب پلانگ کر سکے گا۔ لیکن ابھی تک پہلے قدم میں ہی انہیں کامیابی نہ ہو رہی تھی۔ وہ عمران ہی انہیں مل رہا تھا۔

مجھے خود باہر نکلنا پڑے گا اور اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ اس عمران کے باپ یا دوسرے رشتہ داروں کو قابو میں کر کے اس عمران کو مل منے آنے پر مجبور کیا جائے۔ — زاراک نے بڑا تر ہوتے کہا اور آرام کریں سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ میز پر پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی نجھ اٹھی وہ بے اختیار چوتھا کپڑا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیوور اٹھایا۔

نے اندر جانے کے بعد کام ہی نہیں کیا۔۔۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ اندھے جلتے ہی آف ہو گئی ہو۔۔۔ زید الیون نے جواب دیتے ہوتے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اس عمارت میں جدید سائنسی انتظامات کئے گئے ہیں۔ کمال ہے۔۔۔ ویسے تو یہ خاصاً پہمادہ ساٹک ہے لیکن یہاں ہر عمارت میں جدید ترین سائنسی انتظامات تو اس طرح کئے گئے ہیں جیسے یہ رو سیاہ سے بھی زیادہ ایڈوالنس ملک ہو۔۔۔ بہ حال تنگرائی جاری رکھو اور پھر جیسے ہی یہ آدمی باہر آتے مجھے فوراً اعلان دینا پھر میں خود آکر اس کو اعوان کروں گا۔۔۔ زاراک نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں بس!۔۔۔ زید الیون نے کہا اور زاراک نے رسپورٹ کھدا دیا۔

”چلو کچھ پتہ تو چلا اس کا۔۔۔“ زاراک نے رسپورٹ کھدا کر ڈالتے ہوتے کہا۔ اب اس کے چہرے پر اٹھیاں کے تاثرات نمایاں ہتھے۔ اُسے لفین ہتھا کر اب یہ عمران جلد ہی اس کے ہاتھ چڑھ جلتے گا اور اس کے بعد وہ انتہائی تیز فماری سے اپنے پلان کو آگے بڑھا سکے گا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”لیں!۔۔۔ زاراک نے تیز لمحے میں کہا۔

”زید الیون بول رہا ہوں بس!۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے گروپ کے آدمی کی آواز سنائی دی۔

”اوہ لیں۔۔۔ کیا پورٹ ہے؟۔۔۔“ چونکہ کہا کر پوچھا۔

”باس!۔۔۔ اس آدمی کو چیک کر لیا گیا ہے۔۔۔ ہم نے اسے ایک ہوشی میں چیک کیا تھا۔ وہ دو دیوبھیک جلسیوں کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ دو نوں جلسی تقریباً آپ جیسی قدو قامت کے ہیں۔۔۔ وہ دونوں جلسی اس سے ایسے ٹریٹ کر رہے تھے۔ جیسے اس کے ملازم ہوں۔۔۔ ہم نے اس کی تنگرائی کی تو وہ ان جلسیوں سمیت ہوشی سے نکلا اور وہ تینوں ایک ہی کار میں بیٹھ کر یہاں کی ایک پُر اسراری عمارت میں چلے گئے ہیں اور ابھی تک اندر رہی ہیں۔۔۔“ زید الیون نے پورٹ دیتے ہوتے کہا۔

”کوئی سی عمارت۔۔۔ وہی جسے پہلے کوارٹر کہا جا رہا ہے!۔۔۔“ زاراک نے چونکہ کر پوچھا۔

”اوہ نہیں بس!۔۔۔ یہ البرٹ روڈ کی ایک قلعہ نما عمارت ہے اور اس پر کسی رانا ہبور علی صندوقی کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے!۔۔۔“ زید الیون نے جواب دیتے ہوتے کہا۔

”چلو اس کا پتہ تو چلا۔۔۔ اس عمارت کو اندر سے چیک کر کہ اندر ان تین کے علاوہ اور کتنے افراد ہیں!۔۔۔“ زاراک نے اٹھیاں بھرے لمحے میں کہا۔

”میں نے پہلے بھی پرسافت دیو کے ذریعے چیک کرنے کی کوشش کی ہے بس!۔۔۔ لیکن یہ تو انتہائی پُر اسراری عمارت ہے پرسافت دیو

ہے کہ اس نے پہلے خود آنے کی بجائے اپنے کسی آدمی کو بھیجا ہوتا کہ وہ عمران کے متعلق اسے رپورٹ دے سکے کہ کیا وہ دارالحکومت میں موجود ہی ہے یا نہیں۔ اس لئے عمران نے اپنے اصل حکیم میں مختلف ہو ٹلوں میں آنا جانا شروع کر دیا تھا لیکن یہ کوشش بھی اب تک بے سود رہی ہے۔ نہ ہی کسی آدمی نے ان کا تعاقب کیا تھا اور نہ بھی اس کی نگرانی کی تھی۔ عمران نے جان پوچھ کر فلیٹ کو تالا گکا دیا تھا اور سیمان کو اس نے اس کے گاؤں بھجوادیا تھا۔ کیونکہ اس نے زاراک کے متعلق جو کچھ پڑھا تھا اس کے مطابق زاراک انتہائی دھنسی اور سفاک طبیعت کا آدمی تھا اس لئے اس نے سوچا کہ کہیں سیمان اس کی وجہ سے تشدید کا شکار نہ ہو جائے۔ ٹائیگر کی ڈیوبٹی بھی اس نے لگھا رکھی ہے کہ وہ نیز زمین دنیا میں پوری طرح پوکس ہے ہو سکتا ہے زاراک کسی گروپ کی امداد حاصل کرے کیونکہ وہ پہلی بار یہاں آئے تھا۔ لیکن ٹائیگر کی طرف سے بھی کوئی مشتبہ روپ ہو ٹھی میں نہ آیا تھا جس پر زاراک ہونے کا شک و شبہ کیا جاسکتا۔ جبکہ راٹش دوسری بار اسے اطلاع دے چکا تھا کہ زاراک اپنی اجنبی کے چار آدمیوں کے ساتھ یہاں سے ایکریما چلا گیا ہے اور اس اطلاع ملنے کے بعد عمران نے ایکریما سے آنے والوں کی نگرانی اور بھی سخت کر ادمی ہے کیونکہ زاراک کے ایکریما بنے کا بھی مطلب تھا کہ وہ اب ایکریما میک آپ اور ایکریما کاغذات کی مدد سے پاکیشا میں داخل ہو گا۔ لیکن کوئی ایسا ایکریما بھی ان چار روز میں پاکیشا نہ پہنچا تھا جس پر زاراک ہونے کا شہر کیا جاسکتا۔ زاراک کا قد و قامت اور جامست جوزف اور جواما سے تقریباً ملا جلتا تھا اس لئے وہ اگر یہاں آتا تو کسی طرح بھی نہ چھپ سکتا تھا۔ پھر عمران نے سوچا کہ ہو سکتا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

“باس ا۔— یہ بھی باہر سے آکر گری ہے۔”— جوزف نے اندر آتے ہوئے کہا اور عمران چونک پڑا۔
“خواطی نظام تو آن ہے نا۔”— عمران نے وہ سیاہ رنگ کی پسی جوزف کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"لیں بآس! — میں نے آتے ہی آن کر دیا تھا" — جوزف نے جواب دیا اور عمران نے سر ہلاٹے ہوئے پسل کو غزر سے دیکھنا شروع کر دیا۔ پسل کی عجیب سی دھات کی بنی ہوتی تھی لیکن بظاہر اس میں کوئی خاص بات نہ تھی۔ عمران چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر امڑہ کرنے پر تہہ خلے میں بنی ہوتی لیپی بارڈری کی طرف پڑھ گیا۔ اس نے وہاں جا کر جب اس کو باقاعدہ کمپیوٹر میں چکی کیا تو اس پر یہ انکشاف ہوا کہ یہ ایک مخصوص ساخت کی دیویشن ہے جس میں انتہائی طاقتور ڈکٹافون بھی نصب ہے۔

"ہونہہ — تو کسی نے رانا ہاؤس کے اندر وہی حالات کو چکی کرنے کا لئے یہ پسل بیہاں چینیکی ہے۔ لیکن حفاظتی نظام کی وجہ سے یہ کام نہیں کر سکی" — عمران نے پسل کو دوبارہ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پسل کو تو ایک مخصوص دھات کی ڈبیہ میں بند کر کے ایک خانے میں رکھ دیا اور خود وہ امڑہ کر لیپی بارڈری سے نکل کر دوسرے تہہ خانے کی طرف چل پڑا جہاں رانا ہاؤس کے حفاظتی نظام اور بیرونی چینیگ کی مشین نصب ہوتی۔

"باس! — دو مقامی آدمی رانا ہاؤس کی نگرانی کرتے ہے ہیں" — عمران کے اندر داخل ہوتے ہی ایک مشین کے ساتھ کھڑے جوزف نے مٹا کر کہا تو عمران چونک پڑا۔

"اچھا — دیری گٹھ — کہاں ہیں وہ" — وہ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر مشین کے سامنے پہنچ گیا۔

"واقعی — عقبی طرف چک کیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں بھی کچھ لوگ ہوں" — عمران نے کہا۔

"نہیں بآس! — بس اچانک مجھے خیال آگیا تو میں نے ابھی مشین آن کی ہے" — جوزف نے جواب دیا تو عمران نے خود مشین کو اپریٹ کرنا شروع کر دیا اور مخصوصی دیر بعده اس نے عقبی طرف بھی ایک کوڑے کے ڈرم کی اوٹ میں چھپے ہوئے ایک مقامی آدمی کو چک کر لیا۔ سامنے والے افراد میں سے ایک تو سینما کی دیوار کے ساتھ کھڑا تھا لیکن وہ جس انداز میں بار بار رانا ہاؤس کی طرف دیکھ رہا تھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ نگرانی کر رہا ہے جبکہ دوسرا کچھ دور ایک بکسٹال کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خبردار تھا اور وہ بظاہر خبار پڑھ رہا تھا لیکن اس کا انداز بمارہ تھا کہ وہ بھی اخبار کی آڑ میں رانا ہاؤس کی ہی نگرانی کر رہا ہے۔

"آن کی نگرانی کرنے کا انداز تو بالکل بچکانہ سا ہے — زارک ایجننسی تو بے حد مشہور ایجننسی ہے۔ وہ تو یہ بچکانہ انداز اختیار نہیں کر سکتے۔ یہ لازماً کوئی مقامی ہی ہوں گے" — عمران نے کہا۔

"لیں بآس! — نہیں دیکھ کر تو انہوں کو بھی پہنچ چل جاتا ہے کہ یہ نگرانی کر رہے ہیں" — جوزف نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"تم ایسا کرو کہ جو انہوں کو ساتھ لے کر جاؤ اور عقت میں موجود آدمی کو اغوا کر کے اندر لے آؤ — سامنے والوں کو ابھی مت چھڑو — پہلے میں چکیک کر لوں کہ یہ کون لوگ ہیں" — عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر پلاتا ہوا اپس بیرونی دروازے کی طرف مٹا گیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران اب سامنے والوں کو چیک کر رہا تھا لیکن وہ اب بھی آئی انداز میں کھڑے تھے۔ اچانک ان میں سے ایک نے کلاتی کی گھٹری دیکھنے کے لئے باختہ اونچا کیا اور اس کے ساتھ ہی عمران بُری طرح چونک پڑا۔
اوہ! — اس کی کلاتی کی اندر دنی سفیدی بیمار ہی ہے کہ یہ مقامی نہیں ہے بلکہ میک اپ ہیں ہے” — عمران نے بڑی بڑی تھے ہوتے کہا
پھر تقریباً دس منٹ بعد جوزف والپس کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے اس کا
پیگ دیوار میں لگی ساکٹ میں لگایا اور واشر کا کنٹوپ اس آدمی کے سرچہرے
اور گردن پر چڑھا کر اسے باندھا اور مشین چلا دی۔ شفاف کنٹوپ میں
دھواں سا بھر گیا۔ مھوڑی دیر بعد مشین پر جلنے والا بلب ایک جملکے سے بجھ
گیا تو جو انسانے مشین آف کر کے کنٹوپ کھولا اور کنٹوپ پہنچانے کے بعد اس
آدمی کا اصل چہرہ سامنے آگیا۔ وہ رو سیا ہی تھا۔
پڑا ہوا تھا جسے عقب میں دیکھا گیا تھا اور جانا بھی وہاں کھڑا تھا۔
اس کی تلاشی لے لی ہے؟ — ہ عمران نے جو امیت مخاطب
ہو کر پوچھا۔

”لیں پاس! — اس کی جیب سے یہ ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر اور
مشین لیپل نکلا ہے“ — جوانا نے ایک طرف میز پر پڑی ہوئی دوں
چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ“ — عمران نے کہا اور تیزی سے میز کی طرف بڑھ گیا اس
نے وہ فکسٹ فریجنی کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے الٹ پلٹ کر خور سے دیکھنے
لگا۔ پھر اسے والپس رکھ کر اس نے مشین لیپل اٹھایا اور اس سے چیک کرنے لگا۔
”میک اپ واشر لے آؤ اور اس کا چہرہ چیک کرو“ — عمران نے

مڑکر جوانا سے کہا اور جو اسراہ لاما ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ایک الماری سے رسی انکالی اور پہلے فرش پر ہیوٹ پڑے
ہوتے آدمی کے باختہ اس کے عقب میں کر کے باندھے اور پھر اسے اٹھا کر
ایک رسی پر بٹھا دیا۔ باقی رسی سے اس نے اس کے جسم کو کرسی سے اچھی طرح
باندھ دیا۔

چند لمحوں بعد جوانا میک اپ واشر لئے اندر داخل ہوا۔ اس نے اس کا
پیگ دیوار میں لگی ساکٹ میں لگایا اور واشر کا کنٹوپ اس آدمی کے سرچہرے
اور گردن پر چڑھا کر اسے باندھا اور مشین چلا دی۔ شفاف کنٹوپ میں
دھواں سا بھر گیا۔ مھوڑی دیر بعد مشین پر جلنے والا بلب ایک جملکے سے بجھ
گیا تو جو انسانے مشین آف کر کے کنٹوپ کھولا اور کنٹوپ پہنچانے کے بعد اس
آدمی کا اصل چہرہ سامنے آگیا۔ وہ رو سیا ہی تھا۔

جو زوف کو ساختہ لواد سامنے موجود دونوں آدمیوں کو بھی اخوا کر لاؤ۔ لیکن
محاطہ رہنا۔ ہو سکتا ہے ان کے دوسرا ساتھی بھی ہوں“ — عمران نے
جو انسان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بلے فکر رہیں ماستر۔ جتنے بھی ہوتے سب اٹھا لاؤں گا“ — جوانا
نے سکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے میک اپ واشر اٹھاتے کر کے باہر
نکل گیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس آدمی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند
کر دیا۔ پچھو دیر بعد ہی اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو عمران پیچھے
ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کی آنکھیں کھدیں اور ساتھ ہی اس کے
چہرے پر تخلیف کے آثار نمودار ہو گئے۔ عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

آدمی کے سر پر ابھرے ہوئے گومڑ کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اُسے کیسے بیہوں کیا گیا ہو گا۔

”مم—مم—میں کہاں ہوں“۔— اس آدمی نے حیرت بھرے ہنجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر سامنے کھڑے عمران کو دیکھ کر وہ بائیتیار چونکا۔ اس کی دھنڈ لائی ہوئی آنکھوں میں تکھنست ایسی چمک فدوار ہوتی جیسے بادلوں میں بجلی چمکتی ہے اور عمران مسکرا دیا۔ وہ اس چمک کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ یہاں اسی کی نگرانی کر رہے تھے۔

”کون ہوتا ہے اور مجھے کیوں باندھ رکھا ہے یہاں“۔— اس آدمی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”مجھے تو زارک پر افسوس ہے کہ اس نے تم جیسے احمدتوں کو اپنی ایمنی میں بھرتی کر رکھا ہے“۔— عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

”زا—زارک—کیا مطلب“۔— یہ اس آدمی نے ایک بار پھر رہی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیا، جوزف اور جانا اندر داخل ہوئے۔ ان کے کانہوں پر ایک ایک بیہوں آدمی لدا ہوا تھا اور انہوں نے اندر را کر ان دونوں کو فرش پر پٹخت دیا۔ کرسی پر بندھے ہوئے آدمی کے ہونٹ بچخ گئے۔ ظاہر ہے وہ اپنے ساتھیوں کو پہچان چکا تھا۔

”اور تو کوئی نہیں ہے“۔— عمران نے پوچھا۔

”نوباس—یہ دوہی تھے“۔— جوزف نے جواب دیا۔

”اوے کے—تم جا کر میشین سے مزید چکنگ کرو“۔— عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف سر بلما ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

”اپنیں بھی باندھ کر کر سیوں پر بھادو“۔— عمران نے جوانے سے مخاطب ہو کر کہا اور جانا تیزی سے حرکت میں آگا۔

محظوظی دیر بعد وہ دونوں بھی کر سیوں پر بندھے ہوئے بیٹھے تھے اور ان کی جیبوں سے نکلنے والے دیسی ہی ساخت کے طریقہ اور میشین پیش تھے۔

”اُن کے میک اپ صاف کروں ماٹر“۔— جوانے سے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔— ایک کی اصل شکل ہی اتنی خوبصورت ہے کہ دوسروں کی دیکھنے کی حرمت نہیں رہی“۔— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا، اور جانا بھی مسکرا دیا۔

”ہاں۔— تو تمہیں اب زارک کا مطلب سمجھایا جاتے۔— ویسے اس جوانا کو تو تم نے دیکھ لیا ہے مطلب سمجھانے کے لئے میں نے اسے خاص طور پر ملازم رکھا ہوا ہے۔— بولو! سمجھائے مطلب۔— یا تم خود ہی اپنا نام بتاؤ گے“۔— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کسی زارک کو نہیں جانتا۔— اس آدمی نے ہونٹ بچنچتے ہوئے کہا۔

”اوے کے۔— نہ جانتے ہو گے۔— اپنا نام بتاؤ۔— پہلے یہ سُن لو کہ تمہارے چہرے سے مقامی میک اپ صاف ہو چکا ہے اور اب تم پانے اصل رو سیاہی چہرے میں ہو۔ اس لئے نام بتاتے وقت مقامی نام بتانے کا تکلف نہ کرنا۔— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی بات سن کر اس آدمی کے ہونٹ پر اختیار بچخ گئے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

طرح بھنچے ہوتے تھے لیکن اس سے پہلے کہ جوانا آگے بڑھا، اچانک میز پر رکھے ہوتے تین ٹرانسیوروں میں سے ایک سے ٹوٹ کی آوازیں سنائی دیتے لگیں۔

“اس کا منہ بند کر دو” — عمران نے چونک کر کہا اور تیزی سے میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹرانسیور اٹھایا۔ یہ وہ ٹرانسیور تھا جو بعد میں آنے والوں میں سے ایک کی جیب سے نکلا تھا۔ اور وہ دونوں ابھی نہیں بھیکھ پڑ سے تھے اور ظاہر ہے عمران نے ابھی ان کا لمحہ سنا بھی ہے۔ بہرحال اس نے ٹرانسیور اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

“ہیلو۔ ہیلو۔ زاراک کا لگ زید الیون۔ اور” — بطن آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری اسی آواز سنائی دی۔

“لیں پاس۔ سو روپی بام! زید الیون با تھک کے لئے گیا ہے۔ ٹرانسیور سے پاس ہے۔ اور” — عمران نے اس بار کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر ایسی بات کی تھی۔

“باتھ گیا ہے۔ اور اچھا، زید تھریں۔ کیا پورٹ ہے۔ وہ عمران ابھی اندر ہے یا کہیں گیا ہے۔ اور” — ہو دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

“ابھی اندر ہی ہے بام۔ اور” — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

“اچھا تھیک ہے۔ نکرانی کرتے رہو۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اور اینہ آں۔” — زاراک نے کہا اور اس کے سامنے ہی رابطہ ختم آدمی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ لیکن اس کے ہونٹ اسی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”میرا کوئی نام نہیں ہے۔“ — اس آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار نہیں پڑا۔

”بہت خوب۔ اب تم زاراک ایجنٹی کے آدمی لگ رہے ہو۔“

تریست یافتہ — حالانکہ پہنچے تم تینوں جس طرح اندازی پن سے رانا ہاؤس کی نکرانی کر رہے تھے، مجھے زاراک ایجنٹی پر افسوس ہونے لگے گیا تھا کہ خواخواہ رو سیام کے سرکاری اخراجات ضائع ہو رہے ہیں۔ بہرحال بے نام صاحب! — اب صرف اتنا بتا دو کہ زاراک اس وقت کہاں ہے؟ — عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”میں کسی زاراک کو نہیں جانتا۔“ — اس آدمی نے کہا۔

”جو انہا۔ اب میں کیا کروں۔ میں نے تو بڑی کوشش کی ہے کہ تمہارا سکوپ نہ بن سکے۔ لیکن ٹھیک ہے اب اس کا مقدر۔“

عمران نے منہ باتے ہوئے ساتھ کھڑے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس! — اس کی کھوڑی میں سوراخ نہ کر دوں۔“ — باقی دو بیس ان سے پوچھ لیں گے۔ بڑے عرصے سے انگلی ماد کر کھوڑی میں سوراخ کرنے کی حضرت دل میں ہے۔“ — جوانا نے منہ بلکتے ہوئے کہا۔

”ارے خمیں جوانا۔“ — زاراک کے ساتھ صرف چار آدمی آتے ہیں۔

تین قویہ بیس۔ چوتھا شاید میرے فیکٹ کی نکرانی کر رہا ہو گا۔ — زاراک رو سیاہ کا اتنا بڑا ایجنٹ ہے اسے اس طرح لے دست و پا تو نہ بنا دو۔ — عمران نے سکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بندھا بیٹھا آدمی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ لیکن اس کے ہونٹ اسی

ہو گیا۔ عمران نے بٹن آف نہ کیا بلکہ اسی طرح ٹرنسپیر ماتھ میں پکڑے وہ دوڑتا ہوا اس کرسے سے نکلا اور سیدھا یہ بارڈری کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ اس نے بٹن آف نہ کیا تھا اس لئے ٹرنسپیر میں وہ فریکولنسی محفوظ محتی جس سے کال کی گتی محتی، اور چونکہ یہ فلکٹ فریکولنسی کا ٹرنسپیر تھا اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اس فریکولنسی کی مدد سے وہ آسانی سے زاراک کا مٹھکا مامعلوم کر لے گا۔ اس لئے پہلے تو ٹرنسپیر میں محفوظ فریکولنسی کو ایک مشین پر چکیں کیا اور پھر اس نے ایک اوپشن پر اس فریکولنسی کو ایڈجسٹ کر کے اُسے دار الحکومت کے نقشے کے ساتھ منسلک کیا اور پھر اس مشین کے اندر موجود لائگ مریخ ٹرنسپیر پر وہ فریکولنسی سیٹ کر کے ٹرنسپیر کا بٹن دبادیا۔

”ہمیلو ہیو۔ زیڈ تھریٹن کانگ باس۔ اور“ — عمران نے کرسی پر نیٹھے بڑتے آدمی کے پہنچے میں باہر بارہ کال دینی شروع کر دی۔ اس کی تیز نظریں اس سکرین پر جبی ہوتی تھیں جس پر دار الحکومت کا تفصیلی نقش موجود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی دوسری طرف سے ٹرنسپیر کاں کیچ کی جلتے گی نقشے پر اس جگہ سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بچنے لگ جلتے گا اس طرح اس زاراک کی جگہ کا اُسے علم ہو جلتے گا۔

”زاراک اندنگ یو۔ کیا بات ہے زیڈ تھریٹن۔ اور“ — چند لمحوں بعد ہی زاراک کی آواز ٹرنسپیر سے سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک جگہ سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بچنے لگ گیا۔ عمران نے اس جگہ کو غور سے دیکھا۔ دوسرے لمبے اس کے لبوں پر سکریٹ سرکر روٹ سے جاما تو اسے داں تک پہنچنے کے لئے لمبا چکر کا ٹانپر تھا۔

”باس! — وہ عمران تو باہر نہیں نکلا۔ اس کا ایک جیشی سا صحی یا ہر آیا ہے اور پیدل ہی مارکیٹ کی طرف جا رہا ہے۔ — زیڈ الیون اجھی تک واپس نہیں آیا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے پوچھ لوں کہ اس جیشی کی نگرانی میں کرنی ہے یا نہیں۔ اور“ — عمران نے ایک کہافی باتے ہوئے کہا۔

”صرف عمران کی نگرانی کرو۔ — اور زیڈ الیون نے اتنی دیر کیوں لگادی ہے۔ اس کا فوراً پتہ کرو اور پھر اسے کہو کہ مجھے کال کرسے۔ اور انہیں آں“ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور وہ سرخ نقطہ جھی بجھ گیا۔ عمران نے ایک طویل سالن سیٹ ہوئے تیزی سے مشین آف کرنی شروع کر دی اور پھر وہ اسی زفار سے یہ بارڈری سے باہر آگیا۔ جوزف باہر بیامدے میں اسے مل گیا۔

”جوزف! — اتنا تینوں کا خیال رکھنا۔ یہ نکلنہ جائیں۔ — میں بعد میں کال کر کے ان کے متعلق تباوں گماہیں۔ — اور ماں! — میں نے فوری باہر جانب ہے اس لئے حفاظتی نظام آف کر دو“ — عمران نے جوزف کو ہدایات دیں اور خود وہ تیزی سے پورچ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کام موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد جوزف پورچ میں پہنچا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس لئے پھاٹک کھولا اور عمران کا رہا بہر نکال لے گیا اور پھر اس نے کار کا رخ گلشن رحمت کا لوگی کی طرف موڑ دیا۔

عمران نے اس جگہ کو غور سے دیکھا۔ دوسرے لمبے اس کے لبوں پر سکریٹ سرکر روٹ سے جاما تو اسے داں تک پہنچنے کے لئے لمبا چکر کا ٹانپر تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اس لئے اس نے وہاں تک فوری پہنچنے کے لئے ایک شارٹ کٹ استعمال کیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ گلشن رحمت کا لوپنی میں داخل ہو چکا تھا پھر اسے کوھنی ممبر ایک سو بارہ تلاش کرنے میں زیادہ دقت نہ ہوتی۔ کوھنی خاصی وسیع و عریض صحتی۔ اس کا پھانک بند تھا۔ عمران کا عقبی طرف لے گیا اور پھر ایک سائیڈ پر کار روکنے کے بعد وہ نیچے اترنا اور تیزی سے عقبی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ ایک گھنٹے درخت کو وہ دیوار کے ساتھ دیکھ چکا تھا اور عقبی گلی میں آمد و رفت بھی نہ ہوتی اس لئے وہ تیزی سے درخت پر چڑھا اور چند لمبواں بعد وہ اوپری دیوار پر پہنچ چکا تھا۔ دوسری طرف ایک وسیع پامین باشی تھا اور اصل عمارت کافی فاصلے پر ہوتی۔ عمران دیوار پر بیٹھا اور پھر اس نے مرکر اپنے جسم کو دیوار کے ساتھ نیچے لٹکا دیا۔ اس کے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے منظر پر جنم گئے۔ ایک لمبے کے لئے اپنے جسم کو تو لئے کے بعد عمران آہستہ سے نیچے اتر گیا۔ اس نے اتنی تکلیف اس لئے کی جاتی کہ وہ نیچے کو دکر کوئی اسادھما کہ نہ کرنا چاہتا تھا جس سے اندر موجود زارک یا اس کے ساتھی کو چونکا نہ چاہتا تھا۔ عمران تیزی سے سائیڈ راہداری کی طرف بڑھا اور آہستہ آہستہ آگے کھسکتا چلا گیا۔ اس نے جیب سے مشین لپٹل مکال لیا تھا۔ کوھنی کا وسیع لان خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے سائیڈ پر برآمدے سے کو دیکھا تو برآمدہ بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ کوھنی پر چایا ہوا سکوت بنا رہا تھا کہ کوھنی خالی پڑی ہوئی ہے لیکن ابھی تو اس نے یہاں زارک کو کال کی سی ایک لمبے کے لئے تو اُسے خیال آیا کہ کہیں مشین نے غلط پتہ تو انڈیکٹ نہیں کر دیا لیکن پھر اس نے خیال جھٹک دیا کیونکہ ایسی فلکی کا امکان نہیں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہو سکتا تھا۔ وہ سائیڈ پر کھڑا چند لمبے سوچتارہ پھر تیزی سے آگئے بڑھا اور برآمدے میں پہنچ گیا۔ لیکن کوھنی واقعی خالی پڑی ہوئی تھتی۔ مخنوڑی دیر بعد وہ پوری کوھنی کھوم گیا لیکن وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران کو خیال آیا کہ لازماً نیچے کوئی تہہ خانہ ہو گا اور زارک وہیں چھپا ہوا ہو گا لیکن اسی لمبے اچانک اُسے ایک خیال آیا تو وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکا اور پھر لان میں بھاگتا ہوا وہ اچانک کی طرف بڑھ گیا اور دوسرے لمبے اس کے ہلکے سے ایک طویل سالن نکل گئی کیونکہ اس کا خیال درست نکلا تھا۔ سائیڈ اچانک کا کنڈا باہر سے بند تھا جب کہ بڑے اچانک کا کنڈا اندر سے بند تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ زارک یہاں سے چاچکا ہے۔ اس نے کارنکاں کر اچانک بند کیا اور پھر سائیڈ اچانک کو باہر سے بند کر کے وہ چلا گیا۔

“لیکن وہ اتنی جلدی کہاں جا سکتا ہے” — عمران نے سوچا اور دوسرے لمبے اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ بے اختیار اندر کی طرف دوڑا۔ وہ سمجھ گیا ہو گا کہ اس نے اس کے آنے کے بعد دوبارہ ٹرانسپیر کال کی ہو گی اور ظاہر ہے جزو ف اور جوانانے کال ریسیون کی ہو گی اس لئے زارک کو شک پڑ گیا ہو گا چنانچہ وہ یقیناً وہیں رانا ہاوس ہی گیا ہو گا کیونکہ ٹرانسپیر پر ہونے والی بات چیز سے وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ لوگ پہلے ہی زارک کو عمران کی رانا ہاؤس میں موجودگی کا بتا چکے تھے۔ وہ تیزی سے اندر آیا اور پھر اس نے ایک کرے میں پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور رانا ہاؤس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ چند لمبواں تک گھنٹی بجھنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا۔

"لیں" — جوزف کی آواز سنائی دی۔
"جوزف! — میں عمران بول رہا ہوں" — کوئی آدمی رانا ہاؤس میں داخل تو نہیں ہوا" — ہ عمران نے پوچھا۔

"رانا ہاؤس میں — نہیں باس! — کون یہاں داخل ہو سکتا ہے" — جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حافظتی نظام آن ہے" — ہ عمران نے پوچھا۔
"نہیں باس! — آپ نے جاتے ہوئے اُسے آف کرنے کے لئے کہا تھا اس لئے آف ہے" — جوزف نے جواب دیا۔

"اُسے فوراً آن کر دو اور ویو چینگ میشن پر چکیپ کرو کہ کوئی آدمی جو تمہارے اور جرماں کے قدو قامت کا ہے بایس موجود ہے یا نہیں — اگر ہو تو مجھے فون پر اطلاع دو۔ فون بند نہ کرنا" — عمران نے اُسے تیز تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیں باس" — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھنے جانے کی آواز سنائی دی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد جوزف کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو باس! — کیا آپ لائن پر ہیں" — ہ جوزف نے پوچھا
"لیں — کیا پورٹ ہے" — عمران نے پوچھا۔

"باس ب — حفاظتی نظام آن کر دیا ہے" — چینگ میشن میں ایسا کوئی آدمی سامنے یا عقبی طرف سے نظر نہیں آ رہا" — جوزف نے جواب دیا۔

"اوے کے — اور سنو! — وہ تمیں آدمی ہو رانا ہاؤس میں لاتے گئے

ہیں انہیں بلیو روم میں بند کر دو۔ میں جب خود آؤں گا تو انہیں ڈیل کر دو گا" — عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیں باس" — دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران نے اُس کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

"اب یہی ہو سکتا ہے کہ زارا کسی اور مقصد کے لئے یہاں سے گیا ہے اور واپس یہاں آتے گا" — عمران نے ٹرٹراتے ہوئے کہا اور تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچا، اچانک چھٹ پر روشنی کا جھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم لیکھت اس طرح مفلوج ہو گیا جیسے اس کے جسم میں دوڑنے والا خون اچانک محمد ہو کر رہ گیا ہو۔ چونکہ ایسا چلنے کے دوران ہوا تھا اس لئے ایک لمبے کے لئے ساکت ہونے کے بعد عمران کسی کٹھے ہوئے درخت کی طرح لڑکھڑا کر پہلو کے بل فرش پر گرا اور پھر اسی طرح ساکت پڑا رہ گیا۔ اُسے اس طرح پڑے ہوئے اس کی سوچ کے مطابق آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت گذر گیا تھا کہ اس کے کانوں میں دُور سے چھانک کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک کار کے اندر آنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر کافی دیر تک خاموشی یاری اُسی اور اس کے بعد بھاری قدموں کی آوازیں راہداری میں سے ہوتی ہوئی اس کمرے کی طرف آنے لگیں۔ آنے والا ایک ہی آدمی تھا لیکن اس کے قدموں کی بھاری آواز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ آنے والا دیو ہیکل قدو قامت کا مالک ہے۔

"اوے کے — یہ کون ہے" — اسی لمبے دروازے سے ایک

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جیرت بھری چنختی ہوئی آواز سنائی دی اور آواز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ اتنے والا زاراک ہے۔ دربارے لمحے کسی نے اُسے جھٹکے سے پیدھا کر دیا۔

"اوہ۔ یہ تو عمران ہے۔ ہونہہ!" — تو یہ ایک سطحی ریز کاشکار ہوا ہے۔ "ویری گڑ" — عمران نے ایک دیوبھیکل مقامی آدمی کو اپنے اور پر جھکا دیکھا جو اُسے غور سے دیکھتے کے ساتھ ساتھ بول جھی رہا تھا لیکن عمران آواز سے ہی اُسے پہچان چکا تھا۔ پھر زاراک پیچے ہٹ گیا اور اس کے قدموں کی آواز کمرے کے باہر جاتی ہوئی سنائی دی۔ راہداری سے گذنے کے بعد یہ آواز دور ہوتی چلی گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد آواز دوبارہ کمرے کی طرف آتی سنائی دی اور پھر زاراک ایک بار پھر اس کے اوپر جھک گیا لیکن اس بار اس کے ہاتھ میں ایک نیلے زنگ کی بوتل مٹتی۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو عمران کی ناک سے لگادیا۔ چند لمباؤں تک بوتل کو ناک سے لگانے کے بعد اس نے بوتل ہٹالی اور خود بھی ٹیچھے ہٹ گیا۔

چند لمباؤں بعد عمران کو یک لمحت ایک زور دار چھینگ آتی اور اس کے ساتھ ہی اس کے میخدا عصاب ایک جھٹکے سے حرکت میں آگئے۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ عمران!" — میں کسی بے لبس آدمی کو باندھنے اور اس پر تشدید کرنے کا قائل نہیں ہوں اس لئے میں نے لمبیں باندھے بغیر درست کر دیا ہے" — زاراک کی گھبیر آواز سنائی دی اور عمران نے اپنے جسم کو سہیٹا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ زاراک سامنے کسی چنان کی طرح سینے پر دونوں ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر بلا کا اعتماد تھا۔

"مچھے خوشی ہے زاراک!" — کہڑے عرصے بعد ایک ایسے آدمی سے

واسطہ پڑا ہے جسے شرافت و شمن کہا جاسکتا ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دیسے وہ دل ہی دل میں زاراک کے اعتماد اور اس کے مہذب پن کا قائل ہو گیا تھا۔

"تو تم مجھے پہچانتے ہو۔ حالانکہ میں نے میک آپ کیا ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ میرے آدمی جو تمہاری اس عمارت را نہ آؤں کی نگرانی کر رہے تھے تمہاری قید میں چل سکتے ہیں" — زاراک نے پوچھتے ہوئے کہا۔

"ہاں!" — اور یہ بھی بتا دوں کہ ٹرانسپریٹ پر آخری کالیں میں نے ہی مہیں کی تھیں" — عمران نے بھی جوابی شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ جو بھی کام میں کوتاہی کرتا ہے اس کا پھر ہوتا چاہیئے۔" — بہر حال ایک بات اور بتا دوں کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ میں نے مہیں کمزور سمجھتے ہوئے مہیں درست کرنے سے پہلے نہیں باندھا جسکے مچھے معلوم ہے کہ ماشیں آرٹ میں تمہاری شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے باوجود میرے ضمیر نے یہ گوارانہ کیا کہ تمہارا مقابلہ اس حالت میں کروں کہ تم بندھے ہوئے اور بے لبس ہو۔" — میں مہیں مکمل وفاع کا چالنے دینا چاہتا ہوں" — بہر حال یہ بتا دو کہ میرے آدمی بلکہ پوچکے ہیں یا بھی زندہ ہیں" — زاراک نے اسی طرح با اعتماد لمحے میں کہا۔

"زندہ ہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے تمہارے تشدید کے ساتھ سے مقتیار ڈال کر اپنی شاخت بھی کر دی اور مہیں یہاں کا پتہ بھی بتا دیا۔ اور کہ پھر اب انہیں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں — اگر قم یہاں سے زندہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کمال آگئی جو میں نے اٹھنڈ کی اور تم میں یہ بُری عادت ہے کہ تم اپنا نام لیتے ہو۔ — اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ ان تینوں کا تعلق تم سے ہے اور تم بھی یہاں پہنچ گئے ہو۔ — پھر میں نے ایک خصوصی میشن کے ذریعے تمہاری ٹرانسپیر فریکوئنسی کو چک کرنے کے ساتھ ساتھ اس جگہ کا بھی پتہ چلا لیا جہاں سے تم نے ٹرانسپیر کال کی تھی چنانچہ میں یہاں آگیا لیکن کوئی خالی پڑی ہوتی تھی اور سائیڈ چاہنک کا باسر سے گندابند دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ تم باہر گئے ہوئے ہو۔ — میرا خیال تھا کہ تم وہیں رانماوس گئے ہو گے اس لئے میں نے وہاں فون کر کے معلوم کیا لیکن تم وہاں نہ گئے تھے۔ — فون بند کر کے میں دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک پھت پر سے روشنی کا جھماکا ہوا اور میرا جسم مفلوج ہو گیا اس کے بعد تم آگئے۔ — عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — اسی لئے ایک سائیڈ ریز کا فائزہ ہوا کہ تم نے فون کرنے کے بعد ریسیور کر ڈیل پر عام انداز میں رکھ دیا ہو گا۔ یہ ایک جدید خفاظتی انتظام ہے۔ — بہر حال اب تم آگئے ہو تو میں تمہیں ایک قش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم پاکیشا سیکرٹ سروس کے ممبران کی تفصیلات معہان کے موجودہ پتوں اور پاکیشا سیکرٹ سروس کے ہمیڈ کوارٹر کے اندر وہی خفاظتی انتظامات کی تفصیلات خود ہی بیاد تو میں تمہیں انگلی لگاتے بغیر یہاں سے جلتے کی اجازت دے دوں گا۔ اس کے بعد اگر تم چاہو تو بے شک سیکرٹ سروس کے ممبران اور اس کے چیف کو میرے متعلق بیادیا اور چاہو تو خود علیحدہ ہو جانا اور چاہو تو ان کے ساتھ حل کر میرے مقابلے پر آ جانا۔ جیسے تمہاری مرضی ہو کر لینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ — زاراک نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

والپس جا سکو تو میری طرف سے مکمل اجازت ہے کہ تم انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ — میں اپنی اچینسی میں ایسے کسی آدمی کا وجود برداشت نہیں کر سکتا جو جان کے خوف سے دوسروں کے سامنے ہٹھیار ڈال دے۔ — زاراک نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کی بات پر عمران بھی حیران رہ گیا۔ زاراک واقعی ایک عجیب کردار انسان ظاہر ہو رہا تھا۔

”مجھے خوشی ہے زاراک! — کہ تم اصول پسند آدمی ہو۔ لیکن یہ تباہوں کے تمہارے آدمیوں پر نہ ہی اب تک کوئی تشدد ہوا ہے اور نہ ہی انہوں نے اپنے یا تمہارے متعلق کچھ بتایا ہے۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ! — پھر تمہیں یہاں کا پتہ اور میرے متعلق کیسے معلوم ہو گیا؟“
زاراک کے ہلکے میں حیرت تھتی۔

”مجھے تمہاری آمد کا پہلے سے علم تھا کہ تم اپنی اچینسی کے چار آدمیوں سمیت یہاں آ رہے ہو اور تمہارا مشن سیکرٹ سروس کا خاتمه، سیکرٹ سروس کے ہمیڈ کوارٹر کی تباہی اور اس سے پہلے وہاں سے ایک خصوصی فائل کا حصول ہے۔ — اور مجھے معلوم ہے کہ تم صرف میرے متعلق ہی جانتے ہو گے اس لئے میں شہر میں پھر تارہا۔ — پھر تمہارے آدمیوں کو میں نے رانماوس کے باہر نگرانی کرتے ہوئے ایک مشین کے ذریعے چنکی کر لیا۔ میں نے ان تینوں کو اخواز کرالیا۔ — پہلے میں بھی انہیں مقابی ہی سمجھا تھا لیکن پھر ان میں سے ایک کامیک اپ واش کیا گیا تو وہ روپی ای نکلا۔ اس طرح مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ لازماً تمہارے ہی آدمی ہوں گے لیکن پوچھ گچھ پر وہ سر سے تمہارے وجہ سے ہی مگر گئے لیکن پھر تمہاری ٹرانسپیر

"دیری گڑ—واہ! اسے کہتے ہیں شرافت—تم جیسا شرف
سیکرٹ اجنبیت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ بہر حال میں تمہاری طرح
طاقوت تو نہیں ہوں اس لئے کھڑے کھڑے تھک گیا ہوں—کیا ایسا
نہیں ہو سکتا کہ ہم کہیں بیٹھ کر اطمینان سے مذکرات کریں۔ یقین رکھو،
میں تمہاری مرضی کے بغیر اس کو محض سے باہر نہیں جاؤں گا"—عمران
نے مسکراتے ہوتے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ بیٹھو"—زارک نے مسکراتے ہوتے کہا۔

"ایک بات اور—اگر تم چاہو تو میں فون کر کے تمہارے ساتھیوں
کو بھی یہاں بلوالوں۔ ظاہر ہے کہ تم جیسے باس کو تو میں نہیں کہہ سکتا کہ
مجھے چلتے یا کافی پلاو۔ اور چلتے یا کافی پلیٹے بغیر میرا ذہن کام نہیں
کرتا"—عمران نے مسکراتے ہوتے کہا۔

"گڑشو—تم واقعی ذہین آدمی ہو۔—تمہارا مطلب ہے کہ میں نہیں
فون کر لے کی اجازت دوں اور خود صوفے پر بیٹھ جاؤں تاکہ تم فون کر کے
جیسے ہی پہلے کی طرح رسپور رکھو، ایکساتھی رینڈ مجھ پر فائز ہو جائیں۔—
دیری گڑ—واقعی ذہانت لے سے کہتے ہیں۔ تم نے یہ بات کر کے مجھے
متاثر کیا ہے عمران"—زارک نے اسی طرح سر بلاتے ہوتے کہا
جیسے وہ عمران کی ذہانت کی کھلنے دل سے تعریف کر رہا ہو۔ اور عمران
ہنس پڑا۔

"میرے ذہن میں الیسی کوئی بات نہیں تھی۔—بہر حال میں فون کر کے
رسپور نہیں دے دوں گا۔ تم خود رکھ لیا۔ مجھے واقعی چلتے اور کافی کی طلب
ہو رہی ہے"—عمران نے ہنسنے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ کر لوفون"—زارک نے مسکراتے ہوتے کہا اور
خود وہ اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

عمران نے رسپور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے
"لیں"—راطہ قائم ہوتے ہی جزوٹ کی آواز سناتی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جزوٹ—بلیو ڈرم میں سے کسی ایک کی فون
پر بات کراؤ"—عمران نے کہا۔

"لیں باس"—دوسری طرف سے جزوٹ نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی رسپور علیحدہ رکھے جلتے کی آواز سناتی دی۔

"ہیلو—مکھڑی دیر بعد ایک اجنبی سی آواز سناتی دی۔

"یہ لو—تم خود بات کر لو اپنے آدمی سے اور انہیں یہاں آنے کا کہہ دو
ہو سکتا ہے وہ میری بات کو غلط سمجھیں"—عمران نے ماڈم پیس پر
ہاتھ رکھتے ہوتے صوفے پر بیٹھے ہوتے زارک سے کہا اور زارک نے
انھیں کراس کے ہاتھ سے رسپور لے لیا۔

"ہیلو—زارک بول رہا ہوں—کون بول رہا ہے"—زارک
کا لہجہ سکھانا تھا۔

"زید مکھڑیں بول رہا ہوں باس"—دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ستو!"—عمران یہاں میرے پاس پہنچ گیا ہے اور ہمارے ذہنیان
مذکرات ہو رہے ہیں۔—مجھے یقین ہے کہ یہ مذکرات کامیاب رہیں
گے۔ اس لئے تم اپنے دونوں ساتھیوں کو لے کر یہاں کو محض پر آجائو۔ فوراً۔
زارک نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیں باس"—دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے ہاتھ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بڑھا کر ریسیور اس کے ہاتھ سے لے لیا۔
”ہیلو جوزف کو فون دو مسٹر زید تھرٹین“ — عمران نے ریسیور
لے کر کہا۔
”لیں باس — جوزف بول رہا ہوں“ — جوزف کی آواز سناتی دی
”جوزف! — تمہوں قیدیوں کو رہا کر دو اور پیش خفاظتی نظام آف
کم کے انہیں خود پھاٹک سے باہر پہنچادو — اب انہیں قید رکھنے
کی ضرورت نہیں کیونکہ اس بار شرف دشمنوں سے واسطہ پڑا ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”لیں باس“ — دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران نے
ریسیور زاراک کے ہاتھ میں دے دیا۔

”لواب اس سے جس طرح جی چاہتے رکھ دو“ — عمران نے کہا اور
زاراک نے مسکراتے ہوئے ریسیور کر دیا۔ لیکن عمران نے دیکھا
کہ اس نے واقعی ریسیور کو عام انداز سے الٹ کر رکھا تھا۔
”ویسے مجھے یہ طریقہ کار پسند آیا ہے۔ لیکن تمہاری یہ ایک سائیڈ ریز
نے ریسیور رکھ جانے کے کافی دیر بعد فائزگ کی ہے — اگر میں
ریسیور رکھتے ہی باہر نکل جاتا تو فائز کا نشانہ نہ بن سکتا“ — عمران نے
صوفی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”کوئی تکنیکی گڑڑہ ہو گئی ہو گئی ورنہ تو یہ فوراً فائز ہو جاتی ہے“ —
زاراک نے جواب دیا اور پھر وہ اس کے سامنے صوفی پر آکر بیٹھ گیا۔
”تمہارے آدمیوں کے لئے پھاٹک کھولنا پڑے گا۔“ — عمران نے کہا۔
”نہیں — انہیں معلوم ہے کہ باہر سے پھاٹک کس طرح لطف انداز ہے۔“

وہ آجایں گے — بہر حال تم نے میری پیشکش کا جواب نہیں دیا۔“
زاراک نے کہا۔

”پہلے ایک کپ کافی یا چلتے کا پی لوں، پھر جواب بھی دے دیا ہوں
آخر اتنی بھی کیا جلدی ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
زاراک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم شراب نہیں پیتے۔ اس لئے اگر اجازت ہوتومیں
شراب پی لوں“ — زاراک نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
”ارے اس میں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے زاراک! — تم
میزان ہو۔ جو چاہتے کرتے رہو — اجازت تو مہماں کو لینی پڑتی ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اصل میں شراب میری کار میں پڑی ہے۔ میں یہاں سے ایک اٹے
سے شراب لینے ہی گیا تھا۔ کیونکہ جو شراب یہاں موجود بھی وہ میرے مطلب
کی نہ بھتی۔ لیکن کوھٹی میں داخل ہوتے ہی مجھے احساس ہو گیا کہ یہاں کوئی
غیر معمولی بات ہوتی ہے۔ اس لئے میں شراب اٹھاتے بغیر ہی اندر آگیا
تھا اور اب مجھے شراب لینے باہر جانے ہے۔ اس لئے کہیں تم یہ نہ سوچ
لو کہ میں فرار ہو رہا ہوں“ — زاراک نے صوفی سے اٹھتے ہوئے
کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

”بہت خوب — یہ بات واقعی تم نے خوب سوچ لی ہے کہ تمہارے
باہر جانے سے میں یہ سمجھوں کہ تم فرار ہو رہے ہو۔ حالانکہ میں اگر باہر جا جاؤ
تو میرے متعلق یہ بات تم سوچ سکتے تھے۔“ — عمران نے منتے ہوئے
کہا۔ وہ واقعی اس عجیب و غریب کردار کی باتوں سے پوری طرح لطف انداز

جب تک تم کافی پیسو — میں میک اپ صاف کر آتا ہوں ” — زارک نے کہا اور اٹھ کر اٹھیاں سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر اس کے آنے سے پہلے وہ زیڈ تھریمین کافی کی ایک بڑی پیالی اٹھتے اندر داخل ہوا اور اس نے خاموشی سے پیالی عمران کے سامنے میز پر رکھی اور واپس جانے لگا اس کا چہرہ بری طرح اڑا ہوا تھا۔

”ایک منٹ سڑ زیڈ تھریمین ” — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ پلٹ پڑا لیکن اس کے ہونٹ بھخنے ہوئے تھے۔

”تمہارا اتر ہوا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم زارک سے خوفزدہ ہو — لیکن تم فکر نہ کرو، میں نے اسے بتا دیا ہے کہ تم نے کچھ نہیں بتایا اور اس نے میری بات پر قیین بھی کر دیا ہے ” — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زیڈ تھریمین کاٹتا ہوا چہرہ یکجنت کھل اٹھا۔

”اوہ — بے حد شکریہ — ورنہ ہماری زندگی بہر حال ختم ہو یاتی — باس ان معاملات میں انتہائی بے رحم واقع ہوا ہے ” — زیڈ تھریمین نے اس بارہ قد سے مطمئن بھجے میں کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ سڑا اور اس بارہ تیز تیز قدم اٹھتا باہر چلا گیا۔ عمران نے خاموشی سے کافی کی پیالی اٹھائی اور اسے سپ کرنے لگا۔ پھر جیسے ہی اس نے پیالی ختم کی، زارک کے میں داخل ہوا لیکن اس بارہ اپنے اصل چہرے میں تھا اور چہرے کے لحاظ سے بھی وہ خاصا خوش شکل اور وجہہ تھا۔

”گڑ — تم نے خواخواہ مقامی میک اپ کر کے اپنے چہرے کو بد صورت کی زیارت تو ہو سکے ” — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
”شکریہ ” — زارک نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے سامنے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہو رہا تھا۔ زارک کے بارے میں جو فائل اس کے پاس تھی اس میں یہ باتیں درج نہ تھیں۔ صرف آنالکھا ہوا تھا کہ وہ انتہائی ماہر لڑاکا، انتہائی طاقتور اور اصول پسند آدمی ہے۔ لیکن یہاں زارک کا جو کردار سامنے آ رہا تھا اس نے واقعی اس کے ذہن میں ایک خوشگوارت سی پیدا کر دی تھی۔ حالانکہ عمران زندگی میں بے شمار مجرموں اور سکرٹ اسٹینٹوں سے ملکراچکا تھا لیکن زارک واقعی ان سب سے مختلف تھا۔ زارک اس دوران باہر جا چکا تھا اور پھر جب اس کی والپی ہوتی تو اس کے ہاتھ میں رو سیاہی شراب کی ایک بڑی بوتل موجود تھی۔

”میرے آدمی آگئے میں اور میں نے انہیں کافی بدلنے کا کہہ دیا ہے میرا چوڑھا آدمی تمہارے غلیظ کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے اسے بھی کار میں موجودہ السینٹر سے کال کر کے بلا لیا ہے ” — زارک نے بڑے دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر صوفی پر بیٹھ کر اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور اسے منہ سے لگا کر غلاغٹ پنا شروع کر دیا۔ رو سیاہ کی بنی ہوتی شراب انتہائی تیز ترین شراب سمجھی جاتی تھی لیکن زارک اسے اس طرح پی رہا تھا جیسے پانی پی رہا ہو۔ پوری بوتل حلق میں انڈ بلنے کے بعد اس کے بوتل کو ہذشوں سے علیحدہ کیا اور پھر لا پرواہی سے اسے ایک طرف اچھال دیا۔ دنیا کی تیز ترین شراب کی ایک بڑی بوتل پی جانے کے باوجود اس کے چہرے کا زنگ ذرا سا بھی نہ بدلا تھا۔

”تم یہ مقامی میک اپ صاف کر دو تاکہ مجھے کم از کم تمہاری اصل شکل کی زیارت تو ہو سکے ” — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
”اوہ ہاں ا — اس کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا — مٹھیک ہے۔

صوف پر بیٹھا گیا۔

"ہاں اب تم نے کافی پی لی ہے — اب تم تفصیل بیادو" —
زارک نے سکراتے ہوئے کہا۔
زارک نے سکراتے ہوئے کہا۔
"تفصیل بیادوں — کس کی — کافی کی تفصیل" — عمران نے
جیران ہوتے ہوئے کہا۔

کافی کی نہیں — بحربات میں نے کی تھی، پاکیشیا سیکرٹ سروں کے
عمران اور ہمیڈ کوارٹر کی تفصیل" — زارک نے سخنده ہوتے ہوئے کہا۔
"لیکن تم نے تو پیش کش کی تھی۔ پہلے پیشکش کے مانند یا نامنند
کا تو فیصلہ ہو جائے۔ اس کے بعد ہی تفصیل کا نہ رہتا ہے — تم تو
اصول پسند ہو۔ پھر یہ بے اصولی کیوں کر رہے ہو" — جے عمران
نے کہا۔

"کیا تم میری پیشکش سے انکار کرنا چاہتے ہو" —
زارک نے اس طرح حرمت بھرے ہجے میں کہا جیسے اُسے عمران کی اس
بات پر شدید حرمت ہوتی ہو۔

"یہ تو میرے جواب دینے پر منحصر ہے کہ میں انکار کرتا ہوں یا اقرار۔
تم نے از خود کیسے فیصلہ کر لیا کہ میں لازماً انکار کر دیں گا" — عمران کو
اب واقعی لطف آ رہا تھا۔

تم نے جس طرح میرے آدمیوں کو یہاں بلوایا ہے اس سے تو میں یہی
سمجھا تھا کہ تم نے میری پیشکش قبول کر لی ہے اور تم کافی پیش کے بعد
تفصیل بتاؤ گے اور اب تمہاری چچکچاہٹ سے البتہ یہ نتیجہ نکلا تھا کہ تم
انکار کر رہے ہو۔ حالانکہ ان حالات میں انکار کا تو سوچا بھی نہیں جاسکا۔

زارک نے اس بار واقعی الجھے ہوئے ہجے میں پوچھا۔

"کتنے حالات میں" — جے عمران نے سکراتے ہوئے پوچھا۔

"انہی حالات میں کہ پہلے میں تمہارے مقابلے میں اکیلا تھا اور اب میرے
سامنے چار اور آدمی بھی یہاں موجود ہیں" — زارک نے کہا اور عمران
بے اختیار سنس پڑا۔

"تو تمہارے آدمیوں کو یہاں بلاتے پر تم نے یہ سمجھا کہ میرے نے تمہاری
پیش کش قبول کر لی ہے — ایسی کوئی بات نہیں زارک — تمہارے
آدمیوں کو تو میں نے اس لئے یہاں بلا یا بھا کہ اگر بفرض محل بھارے
ذرا کرات کامیاب نہیں ہوتے تو کم از کم تمہارے دل میں یہ حسرت باقی
نہ رہے کہ تم اکیلے ہتھے اس لئے مار کھا گئے — اب تمہارے چار
سامنے بھی موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ کوئی عام آدمی نہیں ہیں تربت
نے کہا۔ یافتہ ہیں۔ اس لئے کم از کم پارچ آدمیوں کی موجودگی کے بعد تمہیں
کوئی گلکہ باقی نہ رہے گا" — عمران نے سکراتے ہوئے کہا اور زارک
کی آنکھیں حیرت سے چھپلیتی چلی گئیں۔ وہ اب اس طرح عمران کو دیکھ
رہا تھا جیسے اُسے عمران کی دماغی صحت کے بارے میں شبہ ہو رہا ہو۔

"تو تم میرے علاوہ میرے چار ساتھیوں کو لڑنے کے لئے بلایا ہے۔
یعنی تمہارا خیال ہے کہ تم مجھ سے لڑنے کے بعد اس قابل رہ جاؤ گے کہ
میرے ساتھیوں سے بھی لڑ سکو — پہلے تو میں سمجھا تھا کہ تم خاصے
ذہن آدمی ہو۔ لیکن اب تمہاری بات سن کر مجھے اپنا خیال بدلتا پڑ رہا
ہے" — زارک نے انتہائی حیرت بھرے ہجے میں کہا۔
"تبديلی خیالات متحرک ذہن کی علامت ہوتی ہے اور سنجانے ابھی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

حیرت کے تاثرات اچھر آتے۔

"تم — تم — میری توقع سے کہیں زیادہ باخبر آدمی شابت ہو رہے ہو — مہمیں پسراں مشین کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا ہے" —
زارک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس بات کو چھوڑ — مجھے تو اور بھی بہت کچھ معلوم ہے اگر میں تھمیں بتاؤں تو شاید حیرت کی شدت سے تمہارے دل کی وہ طریقہ ہی تک جانتے — میں نے توجہی پیشکش کی ہے۔ تم یہاں سیکرٹ سروس سے نمٹتے رہتا۔ میں رو سیاہ جانکروہ پسراں مشین حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ نتیجہ جو جھی نسلکے۔ بہر حال میرے خیال میں یہ نہ تمہارے لئے گھٹٹے کا سودا ہے اور نہ میرے لئے" — عمران نے کہا۔

"مجھے تمہاری پیشکش قبول نہیں — اب بولو" — زارک نے انتہائی سمجھیدہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر مجھے بھی تمہاری پیشکش قبول نہیں ہے" — عمران نے اسی طرح سمجھیدہ لہجے میں کہا۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سوچ لو۔ اس کے بعد شاید تمہیں سوچنے کی مہلت ہی نہ ملے" — زارک کے ہونٹ اور زیادہ سستختی سے بچینخ گئے۔

"تم ایسا کرو کہ اپنے چاروں ساھیوں کو بھی یہاں بلاں تاکہ تمہارے دل میں کوئی حرمت باقی نہ رہے" — عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"ہونہہ — تو تم زارک کے بارے میں کچھ نہیں جانتے در نہ اس طرح کبھی جواب نہ دیتے" — زارک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

مہمیں اور کتنے خیالات بدلتے پڑیں۔ اس لئے فی الحال حیرت کا اظہار چھوڑو اور مذاکرات کا آغاز کرو" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ — ٹھیک ہے۔ بہر حال میں پیش کش کر چکا ہوں — بولو کیا جواب ہے تمہارا" — زارک نے انتہائی سمجھیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ اگر میں انکار کر دوں تو پھر تم کیا کرو گے" —
عمران نے کہا۔

"تو پھر میں تمہاری رُوح سے اپنے سوالات کے جواب حاصل کروں گا اور اس کا طریقہ مجھے آتا ہے" — زارک کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں اور ہونٹ بچینخ گئی تھے۔

"اے اے اتنا سمجھیدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے — ابھی میں نے انکار نہیں کیا" — عمران نے سنتے ہوئے کہا۔

"تم انکار کر کے بھی دیکھو میرٹ عمران! — زارک میں اتنی طاقت ہے کہ وہ تمہارے انکار کو اقرار میں نبردستی تبدیل کر سکے" — زارک نے کہا۔

"ویری گڈ — آدمی کو واقعی اپنے اور ایسا ہی اعتماد ہونا چاہیتے۔
بہر حال اب میرا جواب سن لو — اگر تم چاہتے ہو کہ میں مہمیں پاکیشا سیکرٹ سروس کے بارے میں تفصیلات ہمیا کر دوں تو اس کے جواب میں میری طرف سے بھی ایک پیشکش سن لو کہ تم مجھے پسراں مشین کی تفصیلات بتاؤ جو ڈاکٹر آنوف کی تحولی میں ہے — اور یہ بھی بتاؤ کہ یہ مشین کہاں کھی گئی ہے — اب بولو، بتاؤ کہ کتنے ہو معلومات کا" —
عمران نے بھی اس بار سمجھیدہ لہجے میں کہا اور زارک کے چہرے پر ایک بار پھر

"او تم نے بھی میرے متعلق صرف فائل پڑھی ہوئی ہے — اگر تم واقعی
لڑنے کے موڑ میں ہو تو میں تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہو گی" —
عمران نے اس بامسکراتے ہوئے کہا۔

"شرط — کیسی شرط" — ؟ زاراک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
"بھی کہ شکست کھانے کے بعد تم نے یہ بات نہیں کہیں کہ مجھے اپنے
پاس رکھ لو۔ میں پہلے ہی ماستر کلکٹر کے جوانا کو محکم رہا ہوں۔ اُس سے بھی
تمہاری طرح اپنے آپ پر بے پناہ اعتماد مخوا" — عمران نے سادہ
سے لہجے میں کہا۔

"ماستر کلکٹر کا جوانا" — اوہ تو تم اس گھٹیا لڑاکے سے جیت کر اپنے آپ
کو چھینپن سمجھنے لگ گئے ہو — بہت خوب مسٹر عمران! — تم نے
آج تک ترا فی دیکھی نہیں ہے" — زاراک نے کہا اور ایک جھٹکے سے
اممٹھ کھڑا ہوا۔ عمران اسی طرح اطمینان سے صوفی پر بیٹھا تھا۔ زاراک چند
ملحے خاموشی سے عمران کو دیکھا رہا۔ پھر تیری سے دروازے کی طرف ٹرھ گیا。
"زید تھریں" — اس نے دروازے کے قریب جا کر زور سے آواز
دی اور والپس اندر آگیا۔

"یہ باس" — دوسرے ملحے زید تھریں تیری سے دروازے پر
خودوار ہوا۔ اس کا لہجہ انتہائی مواد باندھتا۔

"عمران کو عزت و احترام سے بچا لیکے سے باہر چھوڑا اور" — زاراک
نے کہا تو عمران واقعی چونک پڑا۔

"جاو عمران!" — تم نے اپنے آپ کو مہجان کہہ کر اور میری چھت کے
پیچے کافی پی کر مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں تمہیں فوری طور پر کچھ نہ کہوں کیونکہ

یہ میرے اصول کے خلاف ہے کہ میں کسی مہجان سے کوئی زیادتی کروں لیکن
کوئی سے باہر چلانے کے تین گھنٹوں بعد تم مہجان نہیں رہو گے — اس
کے بعد تمہارا جو حشر ہو گا اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے" — زاراک
نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

"تین گھنٹوں کی رعایت کا کیا مقصد ہے" — عمران نے صوفی
سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اس لئے کہ تین گھنٹوں میں کافی کاشتہ تھا جسے جسم ختم ہو جائیگا اور تم
میرے مہجان نہ رہو گے البتہ تمہارے لئے یہ تین گھنٹے جان بچانے کے بھی
ہو سکتے ہیں — اگر ان تین گھنٹوں میں تم میری پیشکش قبول کر لو تو" —
زاراک نے کہا۔

"اگر ایسی بات صحیح تو تم نے کافی کیوں پلوانی تھی نہ پلواتے" — عمران نے کہا۔
"میں اس وقت بھی سمجھا تھا کہ تم میری پیشکش قبول کر چکے ہو۔ بہر حال
میں اپنے اصول کا پابند ہوں اور پابند رہنا چاہتا ہوں" — زاراک نے کہا۔
"دیری گڑا — تم واقعی اصول پسند ہو۔ اگر مجھے تمہارے ہیں اصول کا پتہ ہوتا
تو میں کافی طلب ہی نہ کرتا۔ بہر حال میری پیشکش پر بھی خور کرتے رہنا۔ میں اس
دوران اپنے فلیٹ میں ہی رہوں گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
اطمینان بھرے انداز میں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم چاہے پاہل میں کیوں نہ گھس جاؤ۔ میں تمہیں بہر حال ڈھونڈنکاں گا" —
زاراک نے ایک طرف ٹلتے ہوئے کہا، اور عمران سر بلاتا ہوا دروازے سے
باہر نکلا اور پھر اطمینان سے چلتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔
"جاو عمران!" —

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بلیک زیر دنے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بیٹھنے کیا تو دوسرے
لمحے وہ آدمی اس طرح اچھل کر باختہ پیر مارتا ہوا نیچے فرش پر گرا جیے کسی
دیونے اُسے اٹھا کر پٹختی دے دی ہو۔ زمین پر گر کر وہ چند لمحے تڑپا اور
پھر ساکت ہو گیا۔

بلیک زیر دنے بیٹھنے کیا اور پھر تنی سے اس نے میز کی دراز
کھولی اور اس کے اندر موجود ایک ریوٹ کنٹرول آئے کی طرح کا آلهہ باہر
نکال کر اس نے اس پر موجود مختلف بیٹھنے دبلنے شروع کر دیتے دوسرے لمحے
وہی سکرین دوبارہ روشن ہو گئی۔ لیکن اس بارہ وہ چار برا جھصوں میں تقسیم
میتھی اور ہر حصے پر والش منزل کے چاروں طرف بیرونی مناظر نظر آرہے
تھے۔ بلیک زیر دنے سے ان مناظر کو دیکھنا ہا۔ وہ یہ چیک کرنا چاہتا ہے کہ
اس آنے والے آدمی کا کوئی دوسرا ساتھی تو باہر موجود نہیں ہے لیکن چاروں
طرف صورتحال عموم پر تھی۔ کوئی مشکوک آدمی موجود نہ تھا۔ کافی دیر چیکنگ
ایک آدمی والش منزل کی سائید دیوار پر چڑھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا اور پھر
دیکھتے ہی دیکھتے اس نے نیچے چھلانگ لگادی۔ اس کے جسم پر سیاہ زنگ کا باہس
تھا۔ نیچے کو دکر پہلے تو اس آدمی نے اپنا توازن درست کیا اور پھر وہ تیر نی
نما بیٹھا کی طرف بڑھنے لگا۔ چھر سے وہ کوئی مقامی آدمی ہی نظر
آ رہا تھا۔

”یہ کون ہو سکتا ہے۔۔۔ کیا زاراں کا کوئی آدمی ہے؟“۔۔۔ بلیک زیر

لیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے اس آدمی کو کاہنڈھے پر لاؤ اور اٹھا کر گیٹ روم
نے بڑھاتے ہوتے کہا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوتی تھیں۔ وہ آدمی اب

انہی محتاط انداز میں چلتا ہوا برآمدے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس کے
دونوں ہاتھ خالی تھے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کی طرف بڑھ گیا۔ گینہٹ روم کا دروازہ ہوں کر اس نے اُسے اندر موجود قالین پر لٹایا اور پھر مڑکر دروازے سے باہر نکل آیا۔ باہر سے مخصوص لاک لگانے کے بعد وہ تیزی سے چلتا ہوا والپس آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ آپریشن روم میں پہنچ کر اس نے نقاب اتارا اور اسے والپس الماری میں رکھ کر وہ تیزی سے کمرے کے ایک اندر و فی دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوتے ٹیکیفون کی گھنٹی بجھا ہٹھی۔ بلیک زیر و گھنٹی کی آواز سن کر مڑا اور اس نے میز کے قریب پہنچ کر لسیور اٹھایا۔

”ایکٹو“ — بلیک زیر و نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”عمان بول رہا ہوں بلیک زیر وا۔ — مجھے اچانک خیال آگی آتتا کہ کہیں وہ زاراک اور اس کے آدمی دانش منزل پر ریڈنہ کریں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ تم کسی فیشن میگزین میں محفوظارہ ہو کر حفاظتی نظام آن کرنا ہی بھول جاؤ“ — دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سناتی دی۔

”حفاظتی نظام تو آن ہے لیکن آپ نے بروقت فون کیا ہے۔ ایک مقامی آدمی ابھی دیوار کو دکر اندر آیا ہے۔ میں نے اُسے ریزاٹیک سے بیہوش کر کے گیٹ روم میں ڈال دیا ہے۔ بیرونی مناظر بھی چکیں کرتے ہیں اس کا کوئی دوسرا ساحتی موجود نہیں ہے۔ میں اب اس سے پوچھ گچھ کرنے جا ہی رہا تھا کہ آپ کافون آگیا۔ لیکن کیا اس زاراک کا کچھ پتہ چلا۔ — میرے پاس تو کوئی پورٹ نہیں آتی“ — بلیک زیر و نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صرف پتہ چل گیا ہے بلکہ اس سے ایک تفصیلی ملاقات بھی ہو گی ہے۔“

انہماقی شرافت اور با اصول آدمی ہے — تم اپس اکرو کہ اس آدمی کا پہلے میک اپ چیک کرو اور پھر مجھے فلیٹ کے خصوصی فون پر بتاؤ کہ یہ واقعی کوئی مقامی ہے یا رو سیا ہی ہے۔ — عمران نے کہا۔

” رو سیا ہی۔ — اوہ! آپ کا مطلب ہے کہ زاراک کا آدمی ہو گا۔ — بلیک زیر و نے چونکتے ہوئے کہا۔

” ہاں! — اور اگر واقعی وہ زاراک کا آدمی ہے تو پھر مجھے خود اس سے پوچھ گچھ کرنا پڑے گی — لیکن اگر کوئی مقامی ہے تو اس سے کچھ پتہ نہیں چلا۔ — پھر تم خود ہی اس سے مغز ماری کر تے رہنا۔ — عمران نے جواب دیا۔

” ٹھیک ہے۔ میں چیک کر کے بنا ہوں“ — بلیک زیر و نے کہا اور لسیور رکھ کر وہ تیزی سے اندر و فی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ بھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں موجود تھا جس میں گینہٹ روم میں الگی ہوئی خفیہ مشینزی کا کنٹرول لنجب تھا اس نے ایک مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمبے مشین کے درمیان سکرین روشن ہوئی اور اس پر گیٹ روم کا اندر و فی منظر نظر آنے لگ گیا۔ کمرے میں وہ مقامی آدمی اسی طرح بھسخ حرکت پڑا ہوا تھا۔ بلیک زیر و نے مشین کے مختلف بہن و بلنے شروع کر دیتے ہیں اس کا کوئی دوسرا ساحتی موجود نہیں ہے۔ میں اب اس سے پوچھ گچھ کرنے جا ہی رہا تھا کہ آپ کافون آگیا۔ لیکن کیا اس زاراک کا کچھ آنے لگا۔ نیلے رنگ کے جھماکے مسلسل ہوئے تھے۔ بلیک زیر و نے ایک اور بہن دبایا تو دوسرے لمبے وہ سکرین پر نظر آنے والے اس آدمی کا چہرہ دیکھ کر چونک پڑا۔ جیسے ہی نیلے رنگ کی روشنی کا جھماکا ہوتا، اس آدمی کا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اصل چہرہ ایک لمبے کے لئے سکرین پر ابھرگا، اس وقت وہ چہرہ غیر ملکی نظر آتا تھا، البتہ جھماکا ختم ہوتے ہی دوبارہ مقامی نظر آنے لگ جاتا۔ بار بار ہر لے والے جھماکوں میں وہ اس کا چہرہ دیکھا رہا اور پھر اس نے ایک طویل سالس یلتے ہوتے مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیتے، وہ اب اچھی طرح چیک کر چکا تھا کہ گیستِ روم میں پڑا ہوا آدمی مقامی نہیں ہے بلکہ غیر ملکی ہے اور اس کے مخصوص خدوخال بار بار ہستے کر وہ واقعی رو سیاہی ری ہو سکتا ہے۔

بلیک زیر دنے مشین آف کی اور پھر والپس آپریشن روم میں آگیا، اس نے رسیدور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ میں موجود مخصوصی فون کے فربڑاں کرنے شروع کر دیتے کیونکہ عمران نے خاص فون پر ہی کال کرنے کے لئے کہا تھا۔

”عملی عمران بزمیان خود بول رہا ہوں“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

”عمران صاحب! — ظاہر بول رہا ہوں میں نے چیک کرایا ہے وہ واقعی میک آپ میں ہے اور خدوخال کے لاماظ سے رو سیاہی ری لگتا ہے“ — بلیک زیر دنے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں خود آرہا ہوں — سپیشل وے سے آؤں گا“ — دوسری طرف سے عمران نے اس بار سمجھ دیجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بلیک زیر دنے رسیدور رکھا اور پھر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا، اس سے عمران کے لئے سپیشل وے کھولنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اُسے کھولنے کا مخصوص کوڈ عمران جاتا تھا اور سپیشل وے صرف عمران

اور بلیک زیر دنوں کی آواز میں ہی کھل سکتا تھا، پھر تو قریباً بیس پچھیں منٹ بعد کمرے میں ایک بار چہرہ بلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور بلیک زیر دنے چونک کر سر بلایا اور میز کے کنارے پر لگے ہوتے پیشمار بیٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا، دوسرا سلمجے دیوار پر سکرین روشن ہوئی، اس کے ساتھ ہی سکرین پر عمران نظر آیا جو سپیشل وے سے اندر آ رہا تھا۔ بلیک زیر دنے بٹن آف کر دیا اور چند لمحوں بعد عمران ایک مخصوص دروازے سے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیر دا احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

کس نمبر کے گیستِ روم میں ہے وہ آدمی“ — ہ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی پوچھا۔

”دو نمبر میں“ — بلیک زیر دنے جواب دیا اور عمران سر بلایا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا، بلیک زیر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا کیونکہ ظاہر ہے اب عمران نے ہی اس سے پوچھ چکر فی حصی اور جو نکہ عمران بیرونی دروازے سے گیستِ روم کی طرف گیا تھا اس لئے اب مشین جبی آپریشن نہ ہو سکتی تھی لیکن پانچ منٹ بعد، ہی عمران تیزی سے والپس آیا تو اس کے ماتھے میں کوئی چھوٹی سی چیز نکل دی ہوئی تھی جس پر خون لگا ہوا تھا پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیر دکچھ پوچھتا، عمران انتہائی تیز زخمی سے لیبارٹری کی طرف جانے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا پھر اس کی آؤں گا“ — دوسری طرف سے عمران نے اس بار سمجھ دیجے میں کہا اور اس تھی۔

”کیا ہوا عمران صاحب! — یہ کیا چیز تھی جو آپ نے کپڑی ہوئی تھی“ — بلیک زیر دنے کرسی سے نکھلتے ہوتے کہا۔

”لیکن یہ یہاں آیا کس مقصد کے لئے ہو گا“ — بیلیک زیر و نے کہا۔

”ابھی بھی مقصد پوچھ رہے ہو — ظاہر ہے وہ اندر اس لئے آیا تھا تاکہ اس دی ڈی میٹن کے ذریعے والش منزل کے اندر ونی نظام کو چیک کیا جاسکے — تم اس کے پاس کھنے چھرے کے ساتھ گئے تھے؟“ عمران نے کہا۔

”نہیں — میں نے نقاب پہن رکھا تھا“ — بیلیک زیر و نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر بلادیا۔

”ٹھیک ہے — لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ زارک اس طرح کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہو گا“ — عمران نے کہا۔

”ہاں اے — آپ نے پہلے بتایا تھا کہ زارک سے آپ کی ملاقات ہو چکی ہے — کہاں ہوتی ہے اور کب ہوتی ہے“ — بیلیک زیر و نے پوچنک کر کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”بڑے خوشگوار ماہول میں ملاقات ہوتی ہے — وہ واقعی ایک منفرد کردار کا مالک ہے“ — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زارک کے ساتھیوں کے پکڑے جلانے سے لے کر زارک کی کوھٹی سے باہر آتے تک کے سارے حالات بتاویتے۔

”کمال ہے — ویسے آپ کو اسے وہاں اس طرح چھوڑ کر نہ آنا چاہتے تھا“ — بیلیک زیر و نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

”محبے دراصل اب زارک سے زیادہ اس پسپر آف میٹین میں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ زارک کا تو کوئی مستلزم نہیں ہے۔ اُسے تو دوبارہ بھی کر رہا تھا“ — عمران نے کہا اور بیلیک زیر و نے اثبات میں سر بلادیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

”معاملات ملحتے جا رہے ہیں بیلیک زیر و نا — وہ آدمی مر جپا ہے میں جب دروازہ کھول کر اندر گیا تو وہ صرف بہوش تھا لیکن جیسے ہی میں نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی، وہ ایک لمحے کے لئے بڑی طرح ترپا اور پھر ساکتہ ہو گیا۔ وہ مر جپا تھا لیکن اس کی موت ظاہر کر رہی تھی کہ وہ کسی زور دار جھٹکے سے مرا ہے چنانچہ میں نے اس کی تلاشی لی لیکن لاس میں کچھ موجود نہ تھا لیکن پھر اس کے جسم کے معلانے کے دوران اس کی کلائی میں اس میٹن کی نشاندہی ہو گئی۔ اسے گوشت کے اندر رکھا گیا تھا اور اس جگہ باہر کی جگہ حلی ہوئی نظر آرہی تھی۔ میں نے اسے باہر نکال لیا اور اب لیبارٹری کے تجزیے سے معلوم ہوا ہے کہ وہ نتی ساخت کا کوئی دی ڈی آںکھ تھا لیکن وہ جل چکا تھا اس لئے اس پر مزید تحقیق نہیں ہو سکی۔ البتہ اس کی اندر ونی ساخت بیمار ہی تھی کہ اسے جلے ہوتے زیادہ وقت نہیں گذر رہا۔ اس کا مطلب ہے کہ جیسے ہی میں نے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی اس کو خصوصی طور پر آپ سیٹ کیا گیا اور نہ صرف اس سے پیدا ہونے والے کسی خاص جھٹکے نے اس آدمی کا دل روک دیا بلکہ اس سے یہ آدمی جل گیا ہے“ — عمران نے اس تباہی سمجھیہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ ”اوہ اے — آپ کا مطلب ہے کہ یہ آف ہونے سے پہلے کام کر رہا تھا حالانکہ ایسا ممکن تو نہیں — خصوصی حفاظتی نظام آن ہونے کی وجہ سے تو اسے آف ہو جانا چاہیتے تھا — بیلیک زیر و نے چونک کر کہا۔

”ہاں اے — ہونا تو چاہیتے تھا لیکن ایسا ہوا نہیں ہے ورنہ یہ عین اس وقت آف نہ ہوا جس وقت میں اس آدمی کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا“ — عمران نے کہا اور بیلیک زیر و نے اثبات میں سر بلادیا۔

ڈھونڈا جاسکتا ہے۔ میرا خیال تھا کہ میرے جلتے ہی وہ — کے جی بی کے ماشیں نگاز لیا اس ڈاکٹر آنوف کو فون پر یا ڈسپیشن پر یہ صفر درستے گا کہ سپر آف میشن کے بارے میں مجھے علم ہے — میں نے وہاں کرسی کے نیچے سپیشل ڈکٹافون نصب کر دیا تھا اس طرح مجھے ان کے درمیان ہوتے والی باتیں چیت سے اس بارے میں مزید معلومات مہیا ہو سکیں گی۔ لیکن میں نے باہر آنے کے بعد جب اس سپیشل ڈکٹافون کا رسیور آن کیا تو وہاں خاموشی صحتی حالت کو ڈکٹافون آف نہ ہوا تھا بلکہ کام کر رہا تھا لیکن کہیں سے کوئی ذرا سی بھی آواز پیدا نہ ہو رہی صحتی۔ ڈکٹافون اس قدر طاقتور تھا کہ پوری عمارت میں کہیں بھی پیدا ہونے والی بُلکی سے بُلکی آواز بھی واضح طور پر کچھ کر سکتا تھا لیکن کوئی آواز بھی نہ سنائی دی رہی صحتی — چنانچہ میں دوبارہ کوچھ کے اندر گیا تو میری یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کوچھ خالی پڑی ہوتی صحتی۔ البتہ دو کاریں وہاں موجود تھیں — زاراک اور اس کے چار ساقی غائب تھے۔ بہر حال میں نے مزید چکنگ کی تو ایک خفیہ راستہ ڈھونڈنکالا جو ملحوظہ کوچھ کے اندر جا سکتا تھا لیکن یہ کوچھ بھی خالی پڑی ہوتی صحتی۔ اس کے بعد میں وہاں سے واپس فلیٹ آگیا اور میں نے ٹائیگر کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس کوچھ کی مکمل تلاشی لے کر مجھے روپڑ دے اور تمہیں فون کرنے سے پہلے اس کی کمال آئی صحتی۔ اس نے بتایا ہے کہ اس کوچھ میں سواتے سلچہ اور دوسرے عام سامان کے اور کوئی چیز موجود نہیں ہے جس پر مجھے خیال آیا کہ کہیں تھے وہ انش منزل کا خفاظتی نظام آن نہ کیا ہوا اور یہ لوگ وہاں حملہ کر دیں۔ اس کے بعد کے حالات کا تمہیں علم ہے — عمران

نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
”بہر حال وہ کچھ بھی کرے، وہ والش منزل میں تو ریڈ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ تو طے شدہ بات ہے“ — بلیک زیر و نے کہا۔
”نہیں — اس بیٹن کی وجہ سے اب معاملہ زیادہ خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے۔ اگر یہ بیٹن خفاظتی نظام آن ہونے کے باوجود کام کر سکتا ہے تو کوئی دوسرا آل بھی کر سکتا ہے اور میرے خیال میں اس آدمی کی قربانی دے کر زاراک نے اس بات کو چکی کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے اب زاراک کو مزید ڈھیل نہیں دی جاسکتی“ — عمران نے سنجیدہ ہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔
”رانا ہاؤس“ — رابطہ فاتح ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔
”عمران بول رہا ہوں جوزف! — تم نے ان آدمیوں کو رہا کرتے وقت میری بدلیات پر عمل کیا تھا“ — ؟ عمران نے تیر بھے میں پوچھا۔
”لیں باس با — میں نے ان میں سے ایک کے باس کے اندر سپیشل سسٹم لگادیا تھا“ — جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ہوں — ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں“ — عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
”چلو طاہر — تم بھی اب اس وقت تک رانا ہاؤس میں رہو جب تک یہ زاراک اور اس کے ساتھیوں کا مسئلہ ختم نہیں ہو جاؤا — والش منزل کو ٹوٹ بلینک آف کر دو“ — عمران نے بلیک زیر و سے کہا اور بلیک زیر و کے پھر سے پر حیرت کے تاثرات اُبھر آتے۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ٹولی بلینک آف — مگر کیوں — ہے زیادہ سے زیادہ خطرہ اس فائل کی چوری کا ہے۔ وہ آپ لے جائیں۔ حفاظتی نظام کی موجودگی میں بہاں کوں داخل ہو سکتا ہے" — بلیک نیرد کے لمحے میں حیرت تھی۔ "نہیں — اس آدمی کی آمد اور اس بٹن کے حفاظتی نظام کے باوجود کام کرنے سکے میری چھپی جس کسی بڑے خطرے کی نشاندہی کر رہی ہے ٹولی بلینک آف کے بعد یہ سرخاڑ سے محفوظ ہو جاتے گا، پھر اس پر ایتم بموں کی بارش ہی کیوں نہ کر دی جاتے اسے کچھ نہ ہو گا اور نہ کوئی مشینزی سے بریک کر سکے گی — فائل ہجی یہیں رہنے والے زیادہ محفوظ رہے گی البتہ فون کو آٹو بلینک ریکارڈنگ پر لگا دو تاکہ اگر کوئی فون آتے تو پیغام ریکارڈ ہو سکے — عمران نے تیز تیز لمحے میں کہا اور بلیک نیرد نے سر ہلا دیا۔

میں انہا ماؤس جارہا ہوں تاکہ اس زارک کے ساتھیوں کے لباس ہیں موجود پیشیں سیٹ کو آپریٹ کر کے ان کا پتہ چلاوں — بحوزت اس پیچیدہ مشینزی کو آپریٹ نہیں کر سکتا" — عمران نے کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو حصہ پیشیں فے کا راستہ تھا۔

زارک نے کار اس عمارت سے کافی دور روک دی جس کے متعلق سارک نے بتایا تھا کہ اس پر پاکیشی سیکرٹ بروں کے ہیئت کو اڑ ہونے کا شہر ہے۔ کار روک کر اس نے مطرک عقبی سیٹ پر پڑا ہوا ایک بڑا سا برلین کیس اٹھایا اور دروازہ کھول کر نیچے آتی آیا۔ اس کے چہرے پر ایک مختلف مقامی میک اپ تھا اور جسم پر چست پاس تھا۔ اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور پھر ہاتھ میں برلین کیس اٹھاتے وہ بڑے مٹمن انداز میں چلنا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ پہلے اس نے عمارت سے ذرا دفردہ کر اس کا تمام اطراف سے جائزہ لیا۔ اس سے کوئی غیر معمولی حالات نظر نہ آتے جو اس کے خیال کے مطابق مشکوک ہو سکتے تھے۔ عمارت کے عقبی طرف کچھ دور ایک باغ تھا زارک اس طرف بڑھ گیا۔ باغ کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ زارک اطمینان سے چلا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمبے ایک بوڑھا سا آدمی جس کے امتح میں کھڑا تھا ایک درخت کے پیچے سے نکل کر اس کی طرف آیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"جی صاحب" — اس اوہیڑا میں نے جو باغ کا مالی لگ رہا تھا زاراک سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں نے اس باغ کے مالک سے ملنے ہے" — زاراک نے مقایلہ بھیجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

مالک تو یہاں نہیں ہوتے جناب! — میں ہوں اس زسری کا انچارج اور مالی — فرمیتے — مالی نے کہا تو زاراک سمجھ گیا کہ جسے وہ باغ سمجھ رہا ہے وہ پودے فروخت کرنے والی زسری ہے۔ "تم اتنی بڑی زسری میں ایکلے نام کرتے ہو" — زاراک نے حیرت بھر سے بھیجے میں کہا۔

"نہیں صاحب — دو مالی اور یہیں مگر وہ کہیں پودوں کی سپلائی کے لئے گئے ہوتے ہیں" — مالی نے جواب دیا۔ "اوے کے — مجھے بھی آرڈر دیتا ہے — ذرا مجھے دکھاو تمہارے پاس پودوں کی کون سی وراثی ہے" — زاراک نے اطمینان بھر سے بھیجے میں کہا۔ "آئیتے جناب! — ہمارے پاس تقریباً تمام وراثی ہے اور صحت مند پودے ہیں — آپ نے باغ لگوانا ہے" — مالی نے خوش ہو کر مرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — بہت بڑا باغ" — زاراک نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کافی اندر جا کر اس نے اچانک ہاتھ بڑھا کر مالی کی گردن پکڑی اور مالی کے ہلق سے جھینچی جھینچی جیخ فکلی ہی محتی کہ زاراک نے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور اُدھیر عمر مالی کا پھٹکنا ہوا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا اس کے ساتھ ہی زاراک نے اسے پودوں کی طرف اچھا دیا اور مالی کا مُردہ جسم

ہلکے سے دھمکے سے چھوٹے پودوں کے درمیان جا گلا۔ زاراک نے ادھر اُدھر دیکھا، کچھ فاصلے پر ایک جھونپڑی سی بنی ہوئی محتی۔ زاراک اس جھونپڑی کی طرف بڑھ گی۔ جھونپڑی میں ایک چارپائی پڑی محتی یا کھاد وغیرہ کا ڈھیر خاکچھ لٹوٹے ہوئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ زاراک نے برلیف کیس چارپائی پر رکھا اور پھر اس کے تالے کھول کر اس نے اس کا ڈھکن کھول دیا۔ برلیف کیس کے اندر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود محتی جس کے اوپر والی سطح پر سفید رنگ کی باریک باریک دھاریوں کا جال ساختا ہوا تھا، یہ دھاریاں رنگ کی نہ تھیں بلکہ کسی خاص دھمات کی تھیں۔ زاراک نے مشین برلیف کیس سے باہر نکالی اور پھر برلیف کیس کا ڈھکن بند کر کے مشین اس نے اوپر رکھ دی اور پھر اس کے ایک سائیڈ پر موجود ہلکے سے گڑھے کے اندر انگلی رکھ کر اس نے انگلی کو مخصوص انداز میں گھما یا تو مشین کی اوپر والی سطح کے ایک کونے کا چھوٹا سا حصہ کسی ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھ گیا۔ زاراک نے انہے موجود ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا کیپسول نکالا اور ہاتھ سے ڈھکن بند کر دیا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ میں وہ کیپسول اور دوسرے ہاتھ میں وہ مشین اٹھاتی اور جھونپڑی سے باہر آگیا۔ اب اس کا رنج اس عمارت کی عقبی طرف تھا۔ باغ کی آخری حد پر پہنچ کر اس نے مشین کو گھا س پر رکھا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کیپسول اس نے دوسرے ہاتھ میں منتقل کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا بازو پوری قوت سے گھوما تو وہ کیپسول فضائیں کسی گولی کی طرح اڑتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ زاراک کی نظریں اس پر جھی ہوتی تھیں۔ کیپسول عمارت کی عقبی سپاٹ دیوار سے ٹکرایا اور دوسرے ہاتھ سے اس طرح چکپ گیا جیسے لوامقناطیس سے چکلتا ہے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

زاراک چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جھک کر مشین اٹھاتی اور ایک ہاتھ میں اسے سنبھال کر دوسرے ہاتھ سے کہا۔ اس کی دوسری سائیڈ پر لگے ہوتے ایک پیش بیٹن کو دوبار پیس کر دیا۔ بیٹن پیس ہوتے ہی مشین کی سطح پر موجود سفید رنگ کی باریک باریک دھاریوں کا رنگ بدلتے لگا۔ ان کی جھک مدھم ہوتی جا رہی تھتی اور مھوڑی دیر بعد ان کی زنگت سیاہی مائل ہو گئی۔ زاراک کے نبوں پر سکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے مشین کو زمین پر رکھا اور اس کی سائیڈ پر موجود بلکے سے گڑھے میں انگلی رکھ کر اس نے اس بار آسمے مخصوص انداز میں پہلے کی نسبت الٹی طرف کو گھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین کی اوپر والی سطح کے درمیان ایک سُرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بھجنے لگ گیا اور اس بلب کے جلتے ہی زاراک کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ چند لمحوں تک بلب چلتا رہا۔ پھر ایک جھماک سے بجھ گیا۔ زاراک نے جھک کر اس گڑھے میں ایک بار پھر انگلی رکھ کر اسے مخصوص انداز میں گھما یا تو اس کے کونے میں موجود ڈھکن پہلے کی طرح کھل گیا۔ زاراک نے اس ڈھکن کے اندر اس حیگ کو جہاں پہلے وہ سیاہ رنگ کا کیپسول پڑا ہوا قھا انگلی سے دبایا اور پھر سیدھا ہو گیا۔ اسی لمحے سائیں کی تیز آواز کے ساتھ دھی کیپسول ہوا میں اڑتا ہوا آیا اور زاراک سے درافت اصلے پر آ کر گھاس میں گر گیا۔

زاراک نے آگے ڈھک کر وہ کیپسول اٹھایا۔ وہ اس طرح گرم ہو رہا تھا جیسے اس کے اندر آگ جل رہی ہو۔ زاراک نے جلدی سے اسے خانے کے اندر رکھ کر ڈھکن کو دبادیا اور پھر اس نے مشین اٹھاتی اور واپس جھوپڑی کی طرف چل پڑا۔ اس نے چارپائی پر پڑے ہوتے بریف کیس کا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ڈھکن کھولا اور مشین کو اس کے اندر رکھ کر اس نے اسے بند کیا اور پھر تکے لگا کر بریف کیس اٹھایا اور باغ کے پھانک کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سڑک پر پہنچ چکا تھا۔ وہ پڑے اطمینان سے چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار کے قریب پہنچ کر اس نے کار کا دروازہ کھولا اور بریف کیس کو عقبی سیٹ پر اچھا کرو دڑا تیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کا رہا۔ اس کی طرف ہوتی اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اصل عمارت کے سامنے سڑک کی دوسری طرف فرا آگے ایک ریستوران تھا۔ اس نے کار اس ریستوران کی سائیڈ پر روکی اور خود اتر کر وہ ریستوران میں داخل ہو گیا۔

”کیا میں ایک بول کال کر سکتا ہوں؟“ — زاراک نے کاونٹر پر پہنچ کر کاونٹر میں سے منی اٹب ہو کر کہا۔

اوہ۔ لیں سر۔ — کہ یعنی؟ — کاونٹر میں نے کاونٹر پر رکھے ہوئے فون کا رخ اس کی طرف کرتے ہوتے کہا اور خود وہ دوسری طرف مصروف ہو گیا۔ زاراک نے ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ نمبر ڈائل کرنے کے بعد وہ رک گیا لیکن دوسری طرف گھنٹی کی آواز جاتی ہوئی بھی سناتی نہ دے رہی تھی۔ اس نے کریڈیٹ دبایا اور دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ لیکن اس بار بھی پہلے جدیا ہی رزلٹ رہا تو اس نے ریسیور رکھ دیا۔

”مختینک یو۔۔۔ نمبر خراب ہے۔۔۔“ — زاراک نے کہا اور واپس ریستوران کے دروازے کی طرف ملا گیا۔ اب اس کی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ اطمینان کی جملکیاں موجود تھیں۔ عمارت کی شمالی سائیڈ پر موجود سڑک خالی تھی وہ اس طرف کو بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد ہی اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر جیب

طرف کو کھل گئے۔ زاراک اطمینان سے اندر وخل ہوا۔ اس نے ایک نظر اس کمرے کا جائزہ لیا اور پھر اس نے کوٹ کی اندر ونی جیپ سے ایک چھوٹا سا آں نکالا جو پسل کی طرح کام تھا۔ اس کا بیٹن دبا کر اس نے پسل کا رخ مختلف اطراف میں پھیڑنا شروع کر دیا۔ ایک دروازے کی طرف اس کا رخ ہوتے رسی پسل سے بلکی سی ٹیسٹیں میں کی آوازیں نکلنے لگیں اور زاراک اطمینان سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک رہنمایی تھی جس کا اختتام ایک پڑے ہال ناکمرے کے میں ہوا۔ اس ہال ناکمرے کے اندر چاروں طرف سرخ رنگ کی آہنی الماریاں موجود تھیں جو تمام بندھتیں۔ ان کے اوپر نمبرز لکھے ہوتے تھے۔ زاراک نے یہاں بھی پسل کا رخ ہر الماری کی طرف کیا اور پھر بارہ نمبر الماری کی طرف پسل کا رخ ہوتے ہی اس میں سے ایک بار پھر ٹیسٹیں میں کی آوازیں سنافی دینے لگیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کے پٹ بندھتے اور ان کے درمیان نہ ہی کوئی جھری تھی اور نہ ہی چابی کا سوراخ۔ لیکن زاراک کے چہرے پر ولیے ہی اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے الماری کا بند ہونا اس کے لئے کوئی مسک نہ ہو۔ اس نے پسل کا بیٹن آف کر کے اُسے واپس جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے ایک چھوٹا سا باریک وندانوں والا آں نکالا جس کے اوپر باتا قاعدہ کیپ چڑھی ہوئی تھی اور اس کے نیچے ایک دستہ تھا جس کے اندر بالکل روایو کی طرح ٹریگر لگا ہوا تھا۔ زاراک نے اس کی کیپ آماری اور پھر اسے پیچھے ہٹ کر پوری قوت سے دروازے پر لات ماری۔ دروازہ چڑھایا صفر و رکھ کر ذرا سادبایا اور پھر ٹریگر دبادیا۔ ایسی آواز پیدا ہوئی جیسے کوئی اچانک ڈر کر چیخا ہو اور پھر سکاری کی سی آواز مسلسل پیدا ہونے لگی۔ آرے کا زور دار ضریوب کے بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے پٹ اندر کی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سے اس نے ایک چیپٹی نال والا پستول نکالا اور اس کا رخ اونچی دیوار کی منظیر کی طرف کر کے اس نے اس کا ٹریگر دبادیا۔ سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی کوئی چیز نکل کر تیزی سے منڈیپ کی طرف گئی اور پھر اس چیز کے ساتھ ایک باریک سی تار بھی تھی۔ جیسے ہی وہ سیاہ رنگ کی چیز منڈیپ تک پہنچی، زاراک نے ٹریگر سے انگلی ہٹالی اور وہ سیاہ رنگ کا بیٹن منڈیپ کے ساتھ چک گیا۔ زاراک نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا لیکن سڑک خالی پڑھی ہوئی تھی اس نے پستول کے دستے کے اوپر لگا ہوا ایک بیٹن دبایا تو اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا گا اور وہ اس طرح اوپر کو اچھلا جسے مانی جسپ کر رہا ہو۔ دوسرے لمبے اس کے دونوں پیر دیوار سے لگ گئے۔ پھر سکلی کی سی زفارہ سے وہ دیوار سے لگا اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس کا ہاتھ منڈیپ تک پہنچا اس نے بیٹن سے ہاتھ ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پستول کو اندر کی طرف اچھالا اور دوسرے ہاتھ سے منڈیپ متحمل کر اس نے قلا بازی کھائی اور اس کا جسم منڈیپ کے اوپر سے ہوتا ہوا اندر کی طرف گر تا چلا گیا۔ اس نے ایک بار پھر قلا بازی کھائی اور پیر ٹروپنگ کے انداز میں اندر کچھ دوڑ تک بھاگتا گیا اور پھر کر گیا۔ عمارت کا وسیع و عریض صحن خالی پڑا ہوا تھا۔ زاراک نے سڑک کر دیکھا تو پستول دیوار کے ساتھ اس کے قریب ہی لٹکا ہوا تھا۔ زاراک آپریشن ردم کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ برآمدہ کر اس کر کے وہ آپریشن ردم کے برآمدہ کی طرف بڑھنے لگا۔ برآمدہ کر اس کر کے وہ آپریشن ردم کے دروازے کی طرف گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ زاراک نے پیچھے ہٹ کر پوری قوت سے دروازے پر لات ماری۔ دروازہ چڑھایا ضرور لیکن روٹا نہیں تو زاراک نے مسلسل اس پر لاتیں مارنی شروع کر دیں۔ دو چار ذر کر چیخا ہو اور پھر سکاری کی سی آواز مسلسل پیدا ہونے لگی۔ آرے کا زور دار ضریوب کے بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے پٹ اندر کی

دنلئے دار حصہ آدھے سے زیادہ الماری کے فولادی پٹ کے اندر غائب ہو چکا تھا۔ زاراک آرے کو اوپر سے نیچے تک دبایا ہوا لے آنے لگا اور چند لمحوں بعد نیچے پہنچ کر اس نے دسری سامنہ پر اُسے چلانا شروع کر دیا اور پھر چڑھتی ختم ہونے پر وہ اُسے اوپر لے گیا اور اوپر لے جا کر وہ اُسے پھر اسی طرف کو لے گیا جہاں سے اس نے اس کا آغاز کیا تھا۔ جیسے ہی آراپھے والی جگہ پر پہنچا، زاراک نے ٹریکر سے انگلی ہٹالی اور اُسے کھینچ کر تیزی سے سائیڈ پر ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک کھلی ہوئی سائیڈ کو ہاتھ سے مکڑ کر زور دار جھٹکا دیا تو الماری کی فرنٹ فولادی چادر اچل کر فرش پر جا گری اور اس کے گرنے سے پیدا ہونے والا شور پوسے وال میں گونج اٹھا اور کافی دیر تک گونجتا رہا۔ اب الماری کے اندر کھی ہوئی فائلیں صاف دکھانی دے رہی تھیں۔ زاراک نے آرے پر کیپ چڑھا کر اسے دوبارہ جیب میں رکھا اور پھر وہی پسل باہر کال کر اس نے اس کے عقبی حصے میں موجود بٹن کو لپش کیا تو پس سے ٹمیں میں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں لیکن جیسے ہی زاراک نے اُسے سس دوبار منیر پری کیا تو آوازیں نکلا بند ہو گیں اور زاراک پسل کا رخ ایک ایک فائل کی طرف کرتے ہوئے ہاتھ کو نیچے لے آیا۔ درمیان میں موجود ایک فائل کے سامنے جیسے ہی پسل آئی اس میں سے تیز سینٹی کی آواز سنائی دی اور زاراک کے لبوں پر ٹری معنی خیز مسکراہٹ تیرنے لگی۔ زاراک نے پسل کے عقبی بٹن کو تین بار پری کر کے اُسے جیب میں ڈالا اور پھر فائل کو باہر کھینچ لیا۔ فائل پر لکھے کوڈ نمبر زدیجھ کر اس کی آنکھوں میں گہرے اطمینان کی جملکیاں ابھر آئیں۔ اس نے فائل کو کھول کر دیکھا اور کچھ دیر تک اُسے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اُسے بند کر کے موڑا اور کوٹ کی اندر دنی جیب میں رکھ کر اس نے جیب سے ایک گیس لائز نکالا اور

اس کا بٹن دبایا۔ اس نے گیس کا تیز شعلہ پیدا کیا اور اس شعلے کو الماری میں موجود دسری فائلوں کو جلانے کے لئے اس نے جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا، بیکھنے ایک زور دار جھما کا ہوا اور اس کے ساتھ ہی زاراک جیسا قوی ہسکل آدمی اس طرح اچل کر لپشت کے بل نیچے ٹڑی ہوئی فولادی چادر پر گرا جیسے کسی نے اُسے انٹھا کر نیچے پھینک دیا ہو لود را اس کے ساتھ ہی اس سے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی آہنی چھری اس کے دماغ کے اندر گھستی چلی گئی ہو۔ سر کی عقبی سائیڈ سے درد کی شدید اور خوفناک لہر سی پیدا ہوئی۔ گیس لائز اس کے ہاتھ سے نکل کر سنجانے کیا جا گرا تھا۔ زاراک نے نیچے گرتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمبے اس کے سر میں پیدا ہونے والا در بیکھنے انتہائی شدید ہوتا گیا اور پھر اس آنکھوں کے سامنے ہر چیز تیزی سے گھومتی رہا۔ اب الماری کے اندر کھی ہوئی فائلیں صاف دکھانی دے رہی تھیں۔ زاراک نے آرے پر کیپ چڑھا کر اسے دوبارہ جیب میں رکھا اور پھر وہی پسل باہر کال کر اس نے اس کے عقبی حصے میں موجود بٹن کو لپش کیا تو پس سے ٹمیں میں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں لیکن جیسے ہی زاراک نے اُسے سس دوبار منیر پری کیا تو آوازیں نکلا بند ہو گیں اور زاراک پسل کا رخ ایک ایک فائل کی طرف کرتے ہوئے ہاتھ کو نیچے لے آیا۔ درمیان میں موجود ایک فائل کے سامنے جیسے ہی پسل آئی اس میں سے تیز سینٹی کی آواز سنائی دی اور زاراک کے لبوں پر ٹری

عمران نے کار الامیر رہائشی پلازہ کی عقبی طرف سڑک پر لے جا کر ایک سائیڈ پر روک دی اور پھر وہ تیزی سے نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے وہ سامنے ایک رہائشی عمارت کے پھانک کی طرف بڑھتا گیا۔ سیاہ رنگ کا ٹریسا فولادی پھانک بندھتا اور عمارت پر اپنی طرز تعمیر کی دلکھاتی دے رہی تھی اور صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اس پر نیارنگ روشن کر کے اُسے جدید بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ عمران نے کار کی سائیڈ سیٹ اٹھاتی اور نیچے موجود باکس میں سے اس نے ایک چھپوٹی سی نال والا پستول اٹھایا۔ اس کا میگزین کھول کر چاک کیا اور پھر سائیڈ سیٹ بند کر کے وہ سیدھا ہوا۔ کار کا دروازہ بند کر کے اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا۔ دورے لمحے اس نے پستول کا رنگ اس بلڈنگ کی طرف کر کے ٹریگر دبادیا۔ اس کے ہاتھ کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے سامنے ہی نال میں سے ایک چھوٹا سا کیپسول نکلنے کی تیز آواز سے اڑتا ہوا عمارت کے اندر صحن میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جا کر غائب ہو گیا۔ عمران نے دوسری بار ٹریگر دبایا تو دوسرے کیپسول نکلنے کی رعایت کے اندر جا گرا۔ عمران نے پستول جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے سڑک کراس کر کے پھانک کی طرف بڑھتا گیا۔ یہ عمارت صرف سامنے کے رنج سے کھلی تھی ورنہ اس کی باقی تینوں اطراف میں عمارتیں اس کے ساتھ جڑی ہوتی تھیں۔

عمران نے پھانک پر پہنچ کر ستون پر لگے ہوتے کال بیل کا بٹن دبایا اور اسے کافی دیر تک دباتے رکھا۔ دُور سے گھنٹی بجھنے کی آواز سنافی دیتی رہی لیکن پھانک کھولنے کو فی نہ آیا اور نہ ہی اندر سے کسی رو عمل کا اظہار ہوا عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمبے وہ کسی بندر کی سی پھر قی سے آہنی پھانک پر چڑھتا ہوا اندر کو دیکھا۔ اندر وسیع و عریض لان خالی پڑا ہوا تھا اور بڑے پورچھ میں ایک سٹیشن ویگن اور دو کاریں کھڑی تھیں۔ عمران نے جیب سے روپوز نکالا اور پھر محاط انداز میں عمارت کی طرف بڑھنے لگا لیکن عمارت پر مکمل خاموشی طاری تھی۔ بھوٹی دیر بعد عمران کو ایک کمرے میں صوفوں پر پہلو کے بیل پڑے ہوتے چھڑے افراد نظر آگئے۔ دیباںی میں پر شراب کی ٹولیں پڑی ہوئی تھیں اور ان میں سے کہتی کے ہاتھوں میں شراب کے جام تھے۔ شراب ان کے گرنے کی وجہ سے صوفوں اور نیچے قالیں پر گر گئی تھیں۔

عمران تیزی سے عمارت کے دوسرے کمروں کی طرف بڑھتا گیا لیکن سارے کمرے چیک کر لینے کے باوجود اسے زارِ ک کہیں نظر نہ آیا۔ عمران نے روپوز جیب میں رکھا اور جیب سے فیکٹری یونیٹ کا ٹرنسیمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن دبایا۔ ٹرانسیمیٹر سے مخصوص آواز نکلنے لگی۔

جیب میں رکھا اور پھر تیزی سے پچاہک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سائید پچاہک کی کنڈی کھولی اور اسے کھوں کر دہ باہر آگیا۔ سڑک کی اس کے وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار میں بیٹھ چکا تھا۔ وہ اصل جب تک ان لوگوں کی کار روانی مکمل نہ ہو جاتی، وہ باہر سے نگرانی کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر زاراک اچانک آ جلتے تو اس سے آسانی سے نکلا جاسکے۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے مانا ہاؤس کی شخصیں سٹیشن ویگن کو دوڑ سے آتے ہوئے دیکھا تو وہ کار سے اترنا اور اس نے ماتحا اٹھا کر دیگن کو نکل کیا۔ دیگن اس کے قریب آ کر رک گئی۔ ڈرائیورگ سیٹ پر جزو فتحا جب کہ اس کی ساتھ والی سیٹ پر جوان بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے جزو کو تفصیلی ہدایت دیں اور پھر واپس اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ جزو نے دیگن کو موڑا اور پھر پچاہک کے سامنے روک دیا، دوسرے لمبے جوانا نیچے اترنا اور تیزی سے دوڑتا ہوا کھلے ہوئے سائید پچاہک سے اندر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈرائیورگ کھلا اور سٹیشن ویگن اندر چل گئی۔ پچاہک بند کر دیا گیا اور عمران نے اس طرح سر بلایا جیسے اس کی ہدایت پر عمل ہونے سے اُسے اطمینان ہوا ہو۔ تھوڑی دیر بعد پچاہک ایک بار پھر کھلا اور سٹیشن ویگن باہر آ کر مڑی اور سائید پر رک گئی۔ جزو نے عمران کی طرف ماتحا نکال کر اُسے شخصیں انداز میں لہرا دیا اور عمران مسکرا دیا۔ پچاہک کو اندر سے بند کر کے جوانا سائید پچاہک سے باہر آیا اور اس نے پچاہک بند کر کے اُسے باہر سے کنڈی لگادی اور پھر تیزی سے ویگن میں سوار ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی دیگن ایک جھنکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے دور ہو گئی۔ اور اینہاں کی آواز سنائی دی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کانگ بلیک زیرو۔ اور۔" — عمران نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"بلیک زیرو۔" — چند لمحوں بعد ڈرائیورگ میں سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو۔" — یہاں الامیر بلازہ کی عقبی کو ہٹی میں زاراک کے چھ ساتھی موجود ہیں لیکن زاراک غائب ہے۔ — تم جزو اور جوانا کو یہاں بیٹھ جو۔ وہ بڑی دلیل سے کر آئیں گے تاکہ ان افراد کو مانا ہاؤس شفط کیا جائے کے اور پھر ان میں سے کسی ایک کو ہوش میں لا کر تم نے اس سے پوچھ چکہ کہ فی ہے کہ زاراک کہا ہے۔ — میں یہاں اس لئے پوچھ چکہ ہمیں کرنا چاہتا کہ نخل نے کس لمبے زاراک آ جلتے اس لئے میں یہاں صرف اس کا انتظار کروں گا۔ اور۔" — عمران نے بلیک زیرو کو تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں بھیج دیتا ہوں انہیں۔" — لیکن عمران صاحب! — ان سب کو زندہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ باقی کو گولی مار دی جلتے اور ایک سے پوچھ چکہ کری جلتے۔ اور۔" — بلیک زیرو نے تیز لمحے میں کہا۔

"لیکن کس جرم میں۔" — اب تک انہوں نے جرم ہی کون کیا ہے۔ عمران نے اس بار تلحیح لمحے میں کہا۔

"جم جنم تو انہیں کیا۔" — لیکن جرم کرنے کے ارادے سے تو آتے ہیں۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فی الحال انہیں زندہ رکھو اور صرف پوچھ چکہ کرو۔ بعد میں دیکھا جائے گا۔ اور اینہاں آں۔" — عمران نے کہا اور ڈرائیورگ آف کر کے اس نے

عمران نے بھی کار شارٹ کی اور اس سے آگے لے جا کر اس نے اُسے ایک ساید گلی میں اس طرح پارک کیا کہ سٹینر نگ پر بیٹھے رہنے کے باوجود اُسے اس عمارت کا پچھا ٹھک صاف نظر آ رہا تھا لیکن زاراک کی واپسی اب تک نہ ہوئی تھی۔

”یہ آخر کہاں چلا گیا ہو گا“ — کیا علیحدہ رہ رہا ہو گا“ — عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑی راستے ہوتے کہا لیکن ظاہر سے وہ صرف سوچ سکتا تھا اس کا جواب تو نہ دے سکتا تھا۔ پھر تقریباً آدمیے گفتے بعد اس کی جیب میں موجود فکسٹڈ فریونی کے خصوصی ٹرانسپیر سے کال کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کہ جیب سے ٹرانسپیر نکالا اور اس کا بلن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ بلیک زیر و کانگ۔ اور“ — ٹرانسپیر سے بلیک زیر و کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ پران آٹ ڈھمپ ٹنڈنگ۔ کیا پورٹ ہے۔ اور“ —

”زاراک کے ایک آدمی نے بے پناہ تشدید کے بعد بتایا ہے کہ زاراک کوئی خاص شیں نے کر پا کیشیا سیکرٹ سروں کے ہندیڈ کوارٹر سے کوئی فائل لینے گیا ہے۔ مزید انکو ازی پر آں نے یہ بھی بتایا ہے کہ پہلے ایک آدمی کی کلافی کی کھال میں کوئی خاص آٹ لگا کر زاراک نے اسے اس عمارت میں بھیجا اور پھر ایک خاص شیں پر اُسے چیک کرتا رہا۔ پھر وہ خود میں کوئی بریف کیس میں رکھ کر وہ کار میں بیٹھ کر چلا گیا اور اس نے بھی بتایا کہ وہ ہندیڈ کوارٹر سے فائل لینے جا رہا ہے۔ اور“ — بلیک زیر و نے قدرے

متوہش رہجے میں بات کرتے ہوتے کہا۔

”تو وہ دانش منزل گیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے ٹول بینک آٹ کی وجہ سے وہ کسی طرح اندر تو داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ اتنی دیر تک وہاں کیا کر رہا ہے۔ اور“ — عمران نے جواب دیا۔

”اگر آپ کہیں تو میں جا کر خود معلوم کروں۔ اور“ — بلیک زیر و نے کہا۔

”ہاں۔ میں یہاں موجود ہوں تاکہ اگر زاراک والپس آ جاتے تو میں اُسے کو کر سکوں ورنہ اس بار وہ غائب ہو گیا تو پھر مشکل سے ہی ما تھا تے گا۔ — تم جوزف کو ساتھ لے لینا اور مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ اور“ — عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اور“ — دوسری طرف نے بلیک زیر و نے کہا اور عمران نے ”اور اینڈ آں“ — کہ کر ٹرانسپیر آٹ کر دیا۔

”وہ اتنی دیر تک وہاں کیا کر رہا ہو گا۔ — اور وہ بریف کیس میں کس قسم کی میشین ساتھ لے گیا ہو گا“ — عمران نے سوچا۔

اب اسے بلیک زیر و کی طرف سے رپورٹ کا انتہائی شدت سے ہتھدار تھا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹرانسپیر کال آتی تو عمران نے ڈلیش بعد ڈپر کر کھا لینے گیا ہے۔ — مزید انکو ازی پر آں نے یہ بھی بتایا ہے کہ پہلے ایک آدمی کی کلافی کی کھال میں کوئی خاص آٹ لگا کر زاراک نے اسے اس عمارت

میں بھیجا اور پھر ایک خاص شیں پر اُسے چیک کرتا رہا۔ پھر وہ خود میں کوئی بریف کیس میں رکھ کر چلا گیا اور اس نے بھی بتایا کہ وہ

”پران آٹ ڈھمپ بول رہا ہوں۔ اور“ — عمران نے تیر لہجے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

دانش منزل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے بلکہ اس نے ریکارڈر میں سے ریڈ فال محبی حاصل کر لی تھی لیکن پھر وہ نیچے گر کر زخمی اور بے ہوش ہو گیا — اس وقت محبی وہ دانش منزل کے ریکارڈر میں بے ہوش ہو گیا اور ریڈ فال اس کے کوٹ کی جیب میں موجود ہے۔ الماری کے پڑ کئے ہوتے ہیں۔ اور ”بلیک زیر“ کی اسی طرح متوجہ سی آواز سنائی دی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں کوئی آتش فشاں پڑا ہو اور سلسی دھماکے ہو رہے ہوں۔

ادہ — ویری بیڈ — کیا تم نے دانش منزل کو ٹوٹل بلینک آف نہ ریا تھا۔ اور ”؟ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

کیا تھا — اور جب میں وہاں پہنچا تو ٹوٹل بلینک آف تھا۔ میں سب سے پہلے اس زاراک کو چکی کیا۔ اس کے آدمی سے اس کی کار کا رنگ — نہر اور ماڈل مجھے معلوم ہو گیا تھا اس لئے میں نے اس کی کار چکی کر لی۔ لیکن کار خالی تھی البتہ اس کے اندر عقبی سیٹ پر ایک برلیف کیس پڑا ہوا تھا اس پر مجھے شک ہوا کہ کہیں زاراک اندر نہ ہو — میں نے چکنگ کی تو دانش منزل اسی طرح ٹوٹل بلینک آف تھی لیکن زاراک غائب تھا — میرے ذہن میں دلیل سی خیال آیا کہ میں اندر سے چکنگ تو کروں۔

چنانچہ میں نے مخصوص آئے سے فی۔ بی۔ او آف کیا اور پھر پیش فرست سے اندر واخی ہوا تو سب سے پہلا جھٹکا مجھے آپریشن روڈم میں پہنچ کر لگا۔ آپریشن روڈم کا بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا اس کا اندر ولنی تالا لٹوٹ چکا تھا۔ میں نے چکنگ کی تو ریکارڈر میں ایک مقامی آدمی کو بیہوش پڑے ہوتے دیکھا۔ اس کے سر کی عقبی سمت شدید زخمی تھا اور الماری کا بیرونی حصہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کٹ کر نیچے فرش پر پڑا تھا اور وہ مقامی آدمی اس پر گرا ہوا تھا۔ اس کے سر کے عقبی حصے میں اس کٹے ہوتے ہفتے کا ایک سڑا ہوا کونہ گھس گیا تھا جس وجہ سے وہ شاید بے ہوش ہوا پڑا تھا۔ — ایک طرف ایک گیس لائٹ بھی پڑا تھا۔ قد و قامت سے یہ آدمی زاراک ہی لگتا تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر اس کا چہرہ واش کیا تو یہ رو سیاہی تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کو کمال کیا ہے۔ اور ”— دوسری طرف سے بلیک زیر و نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”معیک ہے۔ میں خود آہماں ہوں تاکہ معلوم کر سکوں کہ ٹوٹل بلینک آف کے باوجود وہ کس طرح نہ صرف اندر واخی ہوا بلکہ ریکارڈر میں تھی پہنچ گیا۔ — تم کار سے وہ برلیف کیس بھی منگوالا اور اس زاراک کے زخم کی بینیڈیک بھی کرو ایسا نہ ہو کہ زیادہ شونکھل جائے اور وہ سر جاتے ہیں نے اس بہت کچھ معلوم کرنا ہے مگر اسے ہیوٹ کرنے والا انگلشن بھی لگا دینا۔ اور ایسا تھا۔ — عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر طنزی طی آف کر کے اس نے جیپ میں ڈالا اور کار شارٹ کر کے وہ اُسے سڑک پر لے آیا اور اس کے سامنہ رہی کار انتہائی تیز زمانی سے اڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف بڑھنے لگی۔ تھوڑی ویر بعد عمران دانش منزل پہنچ چکا تھا۔

”میں نے اس کے زخم کی بینیڈیک کر کے اُسے گیٹ روڈم میں پہنچا دیا ہے اور اُسے ٹوٹل بیہوشی کا انگلشن بھی لگا دیا ہے۔ — بلیک زیر و نے عمران کے آپریشن روڈم میں پہنچتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ میں کہا ہے۔ — چہ عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

یہ برلیف کیس پڑا ہے۔ میں نے تو اسے کھولا ہی نہیں کر سکنے اس کے اندر کیا ہو۔ اگر کوئی مشین ہوئی تو اس کے اندر ہی ہو گی۔ بلیک زیر و نے کہا اور عمران سر بلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے برلیف کیس کو باہر سے ہی چکی کیا تو وہ اُس سے وہیں رکھ کر خود بلیک زیر و کے ساتھ ریکارڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں زاراک کی جیسوں سے سکھی ہوئی چیزیں جی پڑی تھیں۔ عمران نے ان سب کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ والپس آپریشن روم میں آ کر اس نے برلیف کیس اٹھایا اور یہ بارڈری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کی والپسی تقریباً دو ڈنہ گھنٹے بعد ہوتی۔ کچھ پتہ چلا کہ وہ کیسے اندر داخل ہوا تھا۔؟ بلیک زیر و نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ انہیانی عجیب و غریب مشین ہے۔ میرے لئے بالکل ہی نہی۔ تفصیلی تجزیہ تو سرداور ہی کریں گے کیونکہ میں نے اسے زیادہ نہیں چھیڑا۔ بہر حال اس میں سے کوئی الیکٹریکیں جن کی مدد سے ہر قسم کا سائنسی نظام ساکت ہو جاتی ہے لیکن کوئی ریز اور یہ کس طرح کام کرنی ہیں اس کا بھی علم نہیں ہو سکا۔ جزو ف کہاں ہے؟“

”وہ باہر موجود ہے۔ وہ لینڈنگ لیٹل ہمیں طرف کی دیوار کے قریب سے مل گیا ہے جس کی مدد سے ناراک اندر آیا ہے اور اس پستول اور زاراک کی اندر موجودگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹوٹ بلینک آف واقعی ساکت ہو گیا تھا جس کی وجہ سے صحن کی دیواریں کھل گئیں۔ ورنہ تو اس کے اندر آنے کا کوئی راستہ ہی نہ تھا۔“ بلیک زیر و نے کہا اور عمران

نے اثبات میں سر بلادیا۔ ”جوزف کو بلاو۔“ عمران نے کہا اور میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسپورٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔ ”لیں۔ داور پیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔ ”عمران بول رہا ہوں سرداور۔“ آپ کو تو دانش منزل میں نصب ٹوٹ بلینک آف نظام کے بارے میں تفصیلات کا علم ہے، کیونکہ یہ نظام سنجیدگی طاری تھی۔ والپس آپریشن روم میں آ کر اس نے برلیف کیس اٹھایا اور یہ بارڈری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کی والپسی تقریباً دو ڈنہ گھنٹے بعد ہوتی۔ ”کچھ پتہ چلا کہ وہ کیسے اندر داخل ہوا تھا۔“

”ماں!۔ پھر کیا ہوا اُس سے۔؟ کیا ضرب ہو گیا ہے؟“

دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”خراب نہیں ہوا۔ رو سیاہ کے ایک بانکل جدید ساخت کی مشین سے اسے آف کر دیا اور دانش منزل میں داخل ہو کر اس نے ریکارڈ روم سے ملکی سلامتی کی ایک اہم فائل حاصل کر لی۔ ریکارڈ روم میں موجود الماریوں کو گرینڈ الائنس کر دیا گیا تھا اس لئے وہ کسی صورت میں نہ کھل سکتی ہیں اور نہ تو طریقے جاسکتی ہیں۔“ لیکن اس ایک بانکل نے ایک عجیب ساخت کے آٹو بلینک کٹر کے ذریعے ایک الماری کافر نظر حصہ کاٹ کر نیچے فرش پر پھینک دیا۔ پھر وہ خود نیچے گرا اور فولادی چادر کا ایک مٹرا ہوا کونہ اس کے سر کے عقبی حصے میں لگا اور وہ پہلوش ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی فرش پر پڑا ہوا ایک عام سا گیس لائٹر بھی ملا ہے اور اس کی جیب سے ایک انڈکیٹر پسپل کی شکل کا بھی ملا ہے۔ یہ انڈکیٹر اور کٹر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بھی بالکل جدید ساخت کے ہیں ۔۔۔ اس سے پہلے مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ روسیا نے کوئی ایسی شیش بنائی ہے جس کی مدد سے وہ ایکرپیا کے تمام دفاعی نیٹ ورک کو مکمل طور پر آف کر سکتا ہے ۔۔۔ اس میشین کو سُپر آف میشین کا نام دیا گیا ہے ۔۔۔ یہ آدمی جس کا نام زاراک ہے، روسیا کی ایک انتہائی اہم اجنبی کا سربراہ ہے ۔۔۔ اس نے والش منزل کے حفاظتی نظام کو آف کرنے کی غرض سے روسیا کے کسی ڈاکٹر آنوف سے وہ سُپر آف میشین مانگی تھی لیکن ڈاکٹر آنوف نے یہ میشین دینے سے انکار کر دیا تھا ۔۔۔ اور اب یہ میشین سامنے آئی ہے جس نے حیرت انگریز طور پر والش منزل کے ٹوٹل بلینک آف سسٹم کو آف کر دیا ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ یہی سُپر آف میشین ہو ۔۔۔ یا یہ اس سے مختلف ہو، بہر حال میں یہ میشین، کٹر اور اندیکٹر آپ کو جزو ف کے ہاتھ پھجوادہ ہوں ۔۔۔ آپ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کا تفصیلی سائنسی تحریک کر لیں تاکہ ان کی اصل ماہیت کا علم ہو سکے ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجید صلحجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے ۔۔۔ ایسی میشین بھی بن گئی ہے جو ٹوٹل بلینک آف جیسے جدید ترین سسٹم کو بھی آف کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہے ۔۔۔ یہ تو انتہائی حیرت انگریز خبر ہے ۔۔۔ بہر حال تم یہ سب چیزیں مجھے فوراً بھجوادو۔ میں قورآن پر کام شروع کر دیا ہوں“ ۔۔۔ سرداور کے لمحے میں حیرت تھی۔

”ابھی بھجوادہ ہوں ۔۔۔ آپ یہاڑی کے گیٹ پر انہیں وصول کر لیں“

عمران نے کہا اور رسپور کھدیا۔ پھر جزو ف کو اندر بلاؤ کر عمران نے وہ برلفیں

اور پیسیل نما اندیکٹر اور کٹر جو وہ ریکارڈروم سے لے آیا تھا تینوں چیزیں اُسے دے کر سرداور تک انہیں پہنچانے کی تفصیلی بدایات دیں اور جزو ف انہیں لے کر سرپلٹا تا ہوا آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔

”اب اس زاراک کا کیا کرنا ہے“ ۔۔۔ ڈبلیک زیر و نے پوچھا۔

”اسے فی الحال یہ ہوش ہی رکھو ۔۔۔ جب تک سرداور کا تجربہ سامنے نہیں آ جائے ۔۔۔ میں راتا ہاؤس جارہا ہوں تاکہ وہاں زاراک کے ساتھیوں سے مزید تفصیلات معلوم کر کے اس کے یہاں موجود باقی ساتھیوں کو بھی گرفتار کیا جاسکے“ ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ڈبلیک زیر و نے سرپلٹا دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کھڑا ہو گیا۔ اُسے اپنا جسم سست اور کامیل سامنوس ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم کے ہر عضو پر ٹھوں بوجھ موجود ہو۔ وہ چند لمبے کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا اس بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر اُسے کھینچا لیکن دروازہ بند تھا۔ اس نے ہینڈل کی ناب کو گھمنے کی کوشش کی لیکن وہ جام تھی۔ چابی کا بھی کوئی سوراخ نہ تھا۔ اس نے زور زور سے جھٹکے دے کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ تو نہ کھل سکا البتہ اس کے سر میں ہوتے والا دروزور لگانے کی وجہ سے تیز ہوتا گیا اور اس کے ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر موجود بوجھ اور زیادہ بڑھ گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اُسے پکڑ سا آگیا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرنے لگا تو اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے دروازے سے ملختہ دیوار کا سہارا لینا چاہا لیکن وہ منجل ہے سکا اور ایک دھماکے سے نیچے قایین پر گرا۔ اس کے سر میں ایک زوردار دھماکا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر ایک بار پھر سیاہ رنگ کی چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ پھر سچانے کتنی دیر بعد ایک بار پھر اس کے ذہن میں روشنی کا احساس بڑھنے لگا اور پھر وہ ہوش میں آتا گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک بار پھر آنکھیں کھول دیں اور اٹھنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنے طور پر تو جسم کو وزنی سمجھ کر حرکت دینے کے لئے زور لگایا لیکن دوسرے لمبے وہ یہ محسوس کر کے جیران رہ گیا کہ اب اس کا جسم پہلے سے کہیں زیادہ علاوہ وہاں اور کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا۔ کمرے کی دیواریں اور چھت سپاٹ نہ تھیں۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور ایک بار پھر اس پر شدید ترین چیرت کا دورہ سا پڑا اور وہ آنکھیں مچاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ وہ ہوں" — نازک نے ہونٹ چباتے ہوتے سوچا اور پھر ایک جھٹکے سے

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

زارک کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھیس تو پہلے چند لمحوں تک تو اُسے احساس ہی نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے اور اس کے ساتھ کیا بیٹے چکی ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ سابقہ تمام مناظر اس کے ذہن پر کسی فلم کے مناظر کی طرح ابھرتے چلتے گئے اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں درد کی تیز لہری دوڑی اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے بے اختیار اپنے سر کے عقبی حصے پر ما تھر کھانا تو ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ سر پر باقاعدہ بینڈیج کی گئی تھی۔ اس نے چیرت سے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ اس وقت ایک خلاصے بڑے کمرے میں تھا جس کے فرش پر سرخ رنگ کا قایین تھا اور قایین کے علاوہ وہاں اور کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا۔ کمرے کی دیواریں اور چھت سپاٹ تھیں۔ ایک کونے میں البتہ ایک فولادی دروازہ موجود تھا جو بند تھا۔

"ہونہہ" — اس کا مطلب ہے کہ میں سیکرٹ سروں کے سبقے چڑھ گیا "زارک نے ہونٹ چباتے ہوتے سوچا اور پھر ایک جھٹکے سے

اب نہ صرف پہلے سے مختلف کر کے میں تھا بلکہ اس کرے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا اور باہر موجود راہداری بھی نظر آرہی تھی اور وہ خود ایک صوفی یہ کرہ اور راہداری پہچان لی تھی۔ یہ کرہ اور صوفی اس بلڈنگ میں تھے جہاں سے وہ پاکیشا سیکرٹ سروس کے ہمیڈ کوارٹر سے فائل لانے کے لئے گیا تھا۔ وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے امتحنہ کھڑا ہوا۔ اس کے جسم پر دہی لپاس تھا جو پہن کر وہ اس عمارت میں داخل ہوا تھا۔ اس نے بوکھلاتے ہوتے انداز میں جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن جیبوں میں سولتے کرنٹی کے کچھ نہ تھا۔ بے اختیار اس کے ہونٹ پہنچ گئے۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا رہی تھا کہ لیخنٹ میز پر رکھے ہوتے ٹیکیفون کی گھنٹی بجھ اٹھی۔ وہ تیزی سے مڑا۔ چند لمحے گھوڑ کر فون کو دیکھنا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر اس نے ریپورٹھالا۔

"لیں" — اس نے ہونٹ پہنچتے ہوتے کہا۔

"علی عمران بول رہا ہوں زاراک صاحب!" — کیا حال ہیں سر میں درد تو محسوس نہیں ہو رہا — ویسے میں نے نہ صرف تمہاری بینڈری کرادی ہے بلکہ ایسا ٹھنڈ جبی کرایا ہے کہ اب درد نہ ہو گا" — دوسری طرف سے عمران کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا تم نے ہبھی کہنے کے لئے فون کیا ہے؟" — ہ اس پار زاراک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں — کہنا تو بہت کچھ تھا لیکن ہمارے ملک میں ایک اصول ہے کہ پہلے دوسرے کی خیریت پوچھی جاتی ہے اور اگر وہ بھیار ہو تو

اُسے باقاعدہ نسخے تک جلتے ہیں — بہر حال یہ تباہوں کر تم نے سیکرٹ سروس کی ایک عمارت میں داخل ہو کر وہاں سے فائل حاصل کرنے کا ایسا جرم کیا تھا جس کی سزا فوری موت تھی اور سیکرٹ سروس کے چین نے تمہیں موت کی سزا دے جبی دی تھی لیکن مجھے تمہاری خاطر اس کی منتیں کرنا پڑیں۔ اس کے آگے ماخذ جوڑنے پڑے کہ تم بڑے اصول پسند آدمی ہو اور اصول پسند آدمیوں کی اس دنیا میں شدید ترین کمی ہے اس لئے اگر بے چارہ اصول پسند آدمی زندہ پھر رہی رہا ہے تو اُسے زندہ رکھا جلتے — چنانچہ تمہاری موت تو مل گئی البتہ تمہارے سامنیوں کی سزا نہ مل سکی اور اب تم اس ملک میں اکیلے ہی زاراک ایجننسی کی حیثیت سے موجود ہو — تمہیں اس کو صٹی ملک پہنچا دیا گیا ہے جہاں سے تم اس عمارت میں داخل ہونے کے لئے روانہ ہوئے تھے — البتہ تمہاری وہ سپر آف میشن۔ اندھکیڑا اور کٹر چینڈ نے ضبط کر لئے ہیں۔ میں نے تو کوشش کی کہ وہ جبی تمہیں بخش دیتے جائیں تاکہ تمہیں خالی ماخذ رو سیاہ نہ جانا پڑے۔ لیکن چینڈ بھی تمہاری طرح اصول پسند آدمی ہے اس کے اصولوں میں فرمی کی صرف ایک بار گنجائش ہے اور وہ گنجائش تمہاری موت ملنے سے پوری ہو گئی تھی اس لئے مجبوری ہے — بہر حال میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اب تم خاموشی سے والپس رو سیاہ چلے جاؤ۔ ورنہ اگر تم نے دوبارہ اس عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کی تو پھر مجھے تمہاری موت پر لقیناً افسوس ہو گا" — عمران نے اسی طرح چمکتی ہوئی آواز میں بات کرتے ہوتے کہا۔

"مشورہ دینے کا شکریہ ہے — لیکن تم زاراک کو نہیں جانتے۔ اس لئے

R
A
F
R
E
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

یقین کرو جلد ہی تمہاری یہ حرکت کرتی ہوئی زبان ساکت کر دی جائیگی اور تمہارے اس چیف کی بھی۔ — زاراک نے غصیلے لمحے میں کہا اور رسیور کریڈل پر سُخ دیا لیکن اس انداز میں کچھت گریز فائزہ ہو جائیں اور پھر وہ بجلتے دوبارہ اور آگے کی طرف بڑھنے کے دہیں صوف پر بیٹھ گیا۔ کافی دیر تک وہ دہیں بیٹھا کچھ سوچتا ہا پھر ایک جھلک سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری سے ہوتا ہوا وہ برآمدے میں پہنچا تو اس نے پوچھ میں کھڑی ہوئی اپنی کار جبی دیکھ لی۔ یہ درہ کا رحمتی جس پر وہ اس عمارت میں داخل ہوئے تکہ گیا تھا۔

”میں وہ فائل بھی حاصل کروں گا اور اپنا سامان بھی۔ — زاراک کو تم جانتے ہی نہیں۔“ — زاراک نے بڑا بڑا تھے ہوتے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر وہ ڈرامونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمبے اس نے کار شارٹ کی اور اسے موڑ کر چھاٹک کی طرف لے گیا۔ چھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے چھاٹک کھولا اور ایک بار پھر کار میں بیٹھ گر اس نے کار کو آگے بڑھایا اور پھر چھاٹک سے باہر لے آکر اس نے اسے داییں طرن، کو موڑ دیا۔ مخصوصی دیر بعد وہ کار کو مختلف سڑکوں پر دیسے ہی دوڑاتا پھر رہا تھا۔ اس کی نظریں عقبی شیشے پر لگی ہوئی تھیں۔ لیکن اب تک اسے نگرانی کرنے والا کوئی نظر نہ آیا تھا۔ البتہ بیک مرد میں دیکھتے ہوتے اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا میک آپ ختم کر دیا گیا ہے اور وہ اپنے اصلی چہرے میں ہے۔

”یقیناً اس کار میں کوئی ایسا آکہ ہو گا جس سے وہ دور رہ کر نگرانی کرے ہوں گے۔“ — زاراک نے سوچا اور پھر وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا ایک مشہور اور معروف مارکیٹ میں پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور نیچے

اتر کر قٹ پا تھوڑ پر پدیل چلتے ہوتے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ اپنے قد و قاست کی وجہ سے وہ ہجوم میں بھی نمایاں نظر آ رہا تھا لیکن وہ جس انداز میں چل رہا تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اسے اپنے تعاقب اور نگرانی کی قطعی کوئی پرواہ نہ ہو۔ کچھ دُور آگے آنے کے بعد وہ ایک ریتوان میں داخل ہو گیا۔

”کیا میں ایک نوکل کال کر سکتا ہوں؟“ — ؟ اس نے کاؤنٹر میں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں سر کر لیجئے۔“ — کاؤنٹر میں نے انتہائی مہذب لمحے میں جواب دیتے ہوتے کہا۔

”شکریہ۔“ — زاراک نے کہا اور ٹلیفیوں کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے فبرڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”لیں۔ زیکو ٹکب۔“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”کیا زیکو صاحب ٹکب میں موجود ہیں یا نہیں۔“ — میں ان کا ایک دوست بول رہا ہوں۔ — میرا نام آرسین ہے۔“ — زاراک نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔ موجود ہیں۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو ان سے بات کراؤ۔“ — زاراک نے کہا اور چند لمبوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر ایک اور آواز ابھری۔

”زیکو بول رہا ہوں۔“ — بولنے والے کا لمحہ بے حد کھردرا ساختا۔

”زیکو۔ میں آرسین جا بیش بول رہا ہوں۔“ — زاراک نے اسی طرح تیز لمحے میں کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اوہ اچھا۔ فرمائیتے۔" دوسری طرف سے چونک کر لو چھا گیا۔
کیا تمہارا نمبر خود آن ہے؟" — زاراک نے کہا۔

"ہاں! — کیوں؟" — ۴ دوسری طرف سے چونک کر لو چھا گیا۔
"تم اسے میرے نام پر بُک کر دو۔" — زاراک نے تیز لمحے میں کہا۔
"ہو گیا۔" — بُک نمبر زیر وزیر والیوں" — دوسری طرف سے کہا گیا
اور زاراک نے رسیدور رکھ کر جیب میں لاملا ڈالا۔

"کتنے پیسے؟" — ۴ زاراک نے کاؤنٹر میں سے مخاطب ہو کر لو چھا
جو دیڑھ کو سامان دینے میں مصروف تھا۔
"شکریہ جتاب۔" آپ غیر ملکی ہیں اس لئے ہمارے ہمہاں میں۔
آپ سے کوئی رقم چارچ نہ کی جلتے گی" — کاؤنٹر میں نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ۔" — زاراک نے سنجیدہ لمحے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ریستوران سے باہر آ کر وہ ایک بارہ پھر لوگوں کے
بجوم میں چلنے لگا۔ پھر اپنک وہ ایک سائیڈ گلی میں مرٹا اور دوسرے لمبے
وہ تیزی سے دوڑتا ہوا گلی کے آخری بند کنارے تک پہنچ کر وہاں موجود
ایک بڑے سے ڈرم کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ یہ ڈرم کوڑا کر کٹ سے
بھرا ہوا تھا اور اس میں سے انتہائی ناخوشگوار قسم کی بُونگل رہی تھی۔
لیکن زاراک خاموشی سے اس کی اوٹ لے کر بیٹھا رہا۔ اس کی نظریں گلی
میں داخل ہونے والے راستے پر لگی ہوئی تھیں لیکن جب کافی دیر تک کوئی
نہ آیا تو وہ ڈرم کی اوٹ سے نکلا اور اس نے گلی کے اختتام میں موجود
دیوار کے درمیان والے حصے کی ایک مخصوص جگہ پر زور سے تین بارہاٹھے

مارا تو چند لمحوں بعد دیوار کے درمیان میں سے ایک چوکھٹا سامودار ہوا جس
میں سے مدھم سی روشنی نکل رہی تھی۔

"آرسین جاریش نمبر زیر وزیر والیوں" — زاراک نے تیز لمحے میں کہا
تو چوکھٹا غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دیوار کے کوئے میں ایک خلامودار
ہو گیا۔ زاراک تیزی سے اس کوئے کی طرف بڑھا اور خلا پا کر کے وہ پیڑھی
اترا ہوا ایک بڑے کمرے میں پہنچا۔ اس کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ ایک
قد آدم مشین نصب تھی۔ زاراک تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھا اور اس
نے مشین پر لگے ہوئے مختلف بٹن آپریٹ کئے تو مشین کے ساتھ ہی دیوار
پھٹی اور اندر ایک چھوٹا سا کمرہ سامنے آگیا۔ زاراک تیزی سے چلتا ہوا اس
کمرے میں داخل ہوا تو دیوار برابر ہو گئی اور اندر کمرے کی ایک دیوار پر سرخ
رنگ کا بلب جل اٹھا۔ زاراک خاموشی سے کھڑا رہا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ
بعد وہ بلپ جھمکے سے بیز ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ خلا دوبارہ نمودار
ہوا اور زاراک سر بلتا ہوا دیوار سے پاہرا گیا اور زاراک اب اس مشین کی
طرف بڑھ گیا جس کے اوپر والے حصے میں ایک سکرین روشن تھی اور اس پر
چند مخصوص ہند سے مسلسل جل بچھ رہے تھے۔ وہ انہیں غور سے دیکھتا
رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سالن لیتے ہوئے مشین کے بٹن آف کر دیتے۔
اب وہ پلٹ کر ہال نما کمرے کے مقابل دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں دیوار
کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک الماریاں موجود تھیں۔ زاراک نے
چار نمبر الماری کے پٹ کھولے تو اندر بیاس موجود تھے۔ زاراک جانتا تھا کہ یہ
سب بیاس اس کے جسم پر ہر لحاظ سے پورے اتریں گے کیونکہ اس الماری کی
نشاندہی مشین نے کی تھی۔ اس نے ایک سوت باہر نکالا اور پھر تیزی سے اپنے

R
A
F
R
E
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

موجودہ پٹرے اتارنے شروع کر دیتے۔ سارے کپڑے اتار کر اس نے الماری میں سے نکالا ہوا سوٹ پہننا اور پھر اپنے بیس کی جیبوں میں موجود کرنی اس نے نکال کر اپنے نئے بیس کی جیبوں میں ڈالی اور اترنا ہوا بیس تہہ کر کے اس نے اُسے اسی الماری میں ہینگر سے لٹکا دیا اور پھر الماری کے یونچے بنتے ہوتے خالوں میں سے ایک خانہ اس نے کھولा تو اس کے اندر ایک بڑا بیکس موجود تھا۔ اس نے بیکس باہر نکالا اور پھر اس سے کھول کر اس کے اندر رکھا ہوا سامان باہر نکال کر رکھ دیا۔ یہ جدید ترین میک اپ بیکس تھا۔ اس نے آتھا فی تیز زمانہ میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ بیکس کے ڈھکن کے اندر لگے ہوتے آئینے میں دیکھتا بھی جا رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کا ماہنہ رکا تو اس کا چہرہ مقامی ہو چکا تھا۔ ہاتھوں اور ہلکائیوں تک کوئی اس نے کیمیکلز استعمال کر کے ان کا رنگ بدلا اور پھر بیکس کے کوئے میں موجود ایک مخصوص قسم کا ماسک نکال کر اس نے اُسے سر پر چڑھا کر فٹ کر دیا۔ اب اس کے سر پر بال نہ صرف مقامی تھے بلکہ ان کا ڈینا اور رنگ بھی مختلف تھا۔ آئینے میں اچھی طرح چینگ کرنے کے بعد اس نے اطمینان بھرا سانش لیا اور پھر بیکس کو بند کر کے اس نے ماسک خانے میں ڈالا اور خانہ بند کر کے سب سے آخری خانے کو کھول لیا۔ اس میں موجود ایک مشین پسل اٹھا کر اس نے جیب میں ڈالا اور خانہ بند کر کے اس نے الماری بند کر دی اور پھر ایک بار پھر مشین کی طرف بڑھ گیا۔ مشین کے ایک خلنے سے سفید رنگ کے کاغذ کی پٹی باہر نکلی ہوئی تھی اور اس پر کمپیوٹر پنچنگ موجود تھی۔ زاراک نے مقامی بھجے میں بات کرتے ہوتے دریور سے کہا اور دریور نے سر بلاتے ہوتے میر ڈاؤن کیا اور گاڑی آگے دیکھنے لگا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"ہونہہ۔ تو اس عمران نے میرے سر پر ذخم کے اندر انڈیکٹر لگا کر بھا اس لئے وہ سامنے نہ آیا تھا۔" — زاراک نے چٹ پڑھتے ہوتے کہا۔ اور پھر اس نے مشین کی ایک سائیڈ پرانگلی رکھ کر اسے دبایا تو وہاں ایک بڑا ساخانہ کھل گیا۔ زاراک نے وہ پیٹی مردود کر اس خانے میں ڈالی اور ڈھکن بند کر کے وہ سیدھا ہوا اور اس نے ایک بار پھر مشین کے بیٹھنے دلانے شروع کر دیتے۔ مشین پر لگے ہوتے مختلف بلب تیزی سے جلنے بھتنے لگے اور پھر اس میں سے تیز گونج کی آواز نکلی اور پھر ایک جھماکے سے سارے بلب بھی بجھ گئے اور مشین بھی خاموش ہو گئی۔ زاراک تیزی سے مٹا اور اس نے ایک دیوار پر جا کر مخصوص انداز میں تین بار ہاتھ مارا تو دیوار درمیان سے کھل گئی۔ دوسری طرف ایک سرنگ جاتی ہوئی دکھاتی دے رہی تھی زاراک اس خلاف کو کراس کر کے دوسری طرف سرنگ میں داخل ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگئے کی طرف بڑھ گیا۔ سرنگ کا انتظام ایک دیوار پر ہوا لیکن زاراک نے یہاں بھی اسی طرح دیوار کے درمیان ایک مخصوص حصتے کو تین بار ہاتھ سے دبایا تو دیوار درمیان سے کھل گئی اور زاراک دوسری طرف نکل آیا۔ یہاں بھی ایک لگلی تھی اور یہ دیوار اس لگلی کو بند کرنی تھی۔ زاراک تیز تیز قدم اٹھاتا لگلی کو کراس کر کے سڑک پر آگیا۔ یہ بھی ایک کرشل مار کیٹ تھی۔ یہاں بھی فٹ پاٹھ پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ زاراک ان کے درمیان چلنا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ چند لمبوں بعد اس نے ایک خالی ٹیکسی کو روکا اور اس کی عقبی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"سر بنز کا لوٹی لے چلو۔" — زاراک نے مقامی بھجے میں بات کرتے ہوتے دریور سے کہا اور دریور نے سر بلاتے ہوتے میر ڈاؤن کیا اور گاڑی آگے دیکھنے لگا۔

بڑھا دی۔ پندرہ منٹ تک مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک رہائشی کا لوئی میں داخل ہوئی تو زاراک نے پہلے چوک پر موجود ایک ہوٹل کے سامنے ٹیکسی رکوائی۔ میرڈیکھ کر اس نے نہ صرف کراچیہ ادا کیا بلکہ مخودی سی رقم ٹپ میں بھی دے دی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اُسے سلام کیا تو زاراک سر ہلاتا ہوا ہوٹل کے میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو زاراک تیزی سے مرٹر کر سائیکل پر آمدے کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک پلک فون بوخت موجود تھا۔ اس نے بوخت میں داخل ہو کر حیب سے سکتے نکالے اور اُسے مخصوص خانے میں ڈال کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”لیں“ — دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”زیڈ ون بول رہا ہوں“ — زاراک نے بدلتے ہوئے لہجے میں کہا۔
”اوہ۔ لیں باس! — میں زیڈ اے ون بول رہا ہوں“ — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”تمام نمبر ڈکھ کر دو — میں خود آرہا ہوں۔ ہم نے فوری طور پر ایک بھرپور ریڈ کرنہ ہے“ — زاراک نے تیز لہجے میں کہا اور ریور رکھ کر وہ بوخت سے باہر نکلا اور بھرپور ہوٹل سے باہر نکلنے کے طبقیان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ مخودی دیر بعد وہ ایک متوسط طایپ کی کوئی ٹھیکی کے گیٹ پر موجود تھا۔ اس نے کافی بیل کا بیٹن پریس کیا تو پھر کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک مقامی نوجوان باہر آگیا۔

”زیڈ ون“ — زاراک نے کہا۔

”نوجوان نے تیزی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور زاراک سر جھکا کر اس کھڑکی میں داخل ہوا اور بھر تیز تیز رقم اٹھا ادا۔

عمارت کی طرف بڑھ گیا۔
مخودی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے والے صوفے پر ایک بھرے ہوئے جسم اور درمیانے قدر کا آدمی موجود تھا۔ یہ زاراک ایکینسی کے ایکشن گروپ جسے کوڈ میں زیڈ اے کہا جاتا تھا کا انچارج میجر سوالف تھا جس کا کوڈ نمبر زیڈ اے ون تھا۔

”باس! — میں نے نمبر ڈکھ کر دیا ہے — آپ نے اب تک ہمیں کوئی کام ہی نہ بنا�ا تھا اور ہم یہاں بے کار میٹھے بیٹھے تنگ آگئے تھے“ — میجر سوالف نے مسکراتے ہوئے زاراک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میجر سوالف! — میں سمجھتا تھا کہ ایکشن گروپ کو حرکت میں لائے بغیر میں شن مکمل کر لون گا اور میں نے اس میں کامیابی بھی حاصل کر لی ہی۔ لیکن پھر سچانے کیا ہوا کہ میں نیچے گرا اور ہمیں سر میں زخم آگیا اور پھر میں بے ہوش ہو گیا — اس طرح نہ صرف وہ مشن ہی فیل ہو گیا بلکہ ایک لحاظ سے سب کچھ ختم ہو گیا اور اب ہمیں نے سر سے کام کرنا پڑے گا۔“ زاراک نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا تو میجر سوالف نے بے اختیار چونک پڑا۔
”کیا مطلب باس! — میں کچھ سمجھا نہیں“ — میجر سوالف نے چرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا یہاں مشن کیا تھا“ — زاراک نے کہا۔
”تو سر۔ ہم تو آپ کے حکم پر یہاں آتے اور تب سے یہاں اس کو حصی میں مسلسل موجود ہیں — ہم سے آپ نے یا کسی اور نے کوئی رابطہ ہی نہیں کیا — پہلی بار آپ نے رابطہ کیا ہے اور آپ خود یہاں آتے ہیں“
میجر سوالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سنو۔ میں تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا ہوں تاکہ آئندہ کام کرتے وقت سب کچھ تمہارے ذہن میں موجود رہے۔ کیونکہ اب سارا ہم ایکشن گروپ نے ہی سر انجام دینا ہے — میرا گروپ یقیناً ختم ہو چکا ہو گا۔

زاراک نے کہا اور میجر سولوف کے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھینچ گئے زاراک نے اُسے شن کے ساتھ ساختہ اپت تک ہوتے والے تمام واقعات مختصر طور پر بتا دیتے۔ جیسے جیسے وہ واقعات بتا ہاگیا، میجر سولوف کا چہرہ حیرت کی شدت سے منجھ ہوتا گیا۔

”تو اس تہہ خلائے کی مشین نے وہ آک آف کر دیا ہے جو آپ کے سر میں چھپا گیا تھا۔“ لیکن وہ لوگ اس تہہ خلائے تک تو پہنچ سکتے ہیں۔“

”نہیں۔“ جیسے ری عقبی راستہ کھلا اور میں نے اُسے پاک کیا نہ صرف وہ راستہ بند ہو گیا بلکہ وہ سارا سسٹم جسے نمبر تھری کا نام دیا گیا ہے نہیں میں غائب ہو چکا ہو گا۔ رو سیاہی اینجنیئوں کے چیف زیکون نے یہ حریت انگریز سسٹم یہاں تیار کیا ہے اور آج تک اسے چیک نہیں کیا جائے۔ مجھے کے جی بی سے اس کی اطلاع ملی ہتھی اور یہ کہا گیا تھا کہ میں بوقت ضرورت اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں۔ میرا کوڈ نام آرسین جا بیش رکھا گیا تھا اور مجھے خاص طور پر زیکو کا مخصوص نمبر بھی دیا گیا اور اس نمبر تھری میں موجود سسٹم کی تفصیلات اور اس کا محل و قوع اور اس کے کھولنے اور مشینی آپریٹ کرنے کے بارے میں پوری تفصیلات موجود تھیں۔ اس عمران نے جب مجھ سے بات کی تو میں سمجھ گیا تھا کہ لازماً اس نے یا تو میری نگرانی کا بندوبست کیا ہو گا۔ یا کوئی مخصوص آلم میرے جسم میں چھپا یا ہو گا۔ چنانچہ

مجھے اس وقت نمبر تھری کا خیال آگیا۔ اس طرح نہ صرف میں نے اس نگرانی سے چھپنا کا پالیا بلکہ یہاں تک محفوظ طریقے سے پہنچنے میں بھی کامیاب ہو گیا ہوں اور اب میں نے اس عمران سے اپنے آلات بھی حاصل کرنے میں اور وہ فائل بھی۔“ زاراک نے ہونٹ چباتے ہوتے کہا۔

”لیکن باس!“ اس عمران نے آپ کو چھوڑا کیوں۔ اور پھر اس انداز میں نگرانی کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ وہ اگر آپ کو ہلاک نہ کرتا تو پھر بھی قید میں تو رکھ سکتا تھا۔ جب کہ بقول آپ کے اس نے آپ کا سارا گروپ بھی ختم یا قید کر لیا ہو گا۔“ میجر سولوف نے کہا۔

”میں نے بھی اس بارے میں سوچا ہے۔“ جہاں تک میرا خیال ہے عمران اس مشین کو سمجھ رہ سکا ہو گا اور عمران کیا، یہاں کا کوئی سامنہ انھیں ہے اسے نہ سمجھ سکا ہو گا۔“ عمران کو سپر آف مشین کے بارے میں علم ہے چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچا ہو گا کہ یہ مشین یا تو سپر آف مشین ہے یا پھر کوئی اور۔ اس کا خیال ہو گا کہ میں لازماً رو سیاہ ٹرنسیمیٹر پر کال کروں گا یا فون کروں گا اور اگر یہ سپر آف مشین جیسی اہم مشین ہے تو میں لازماً اطلاع کروں گا۔“ اس طرح وہ کنفرم ہو جلتے گا اور اگر یہ سپر آف مشین نہیں ہے تو پھر میں ایسی ہی کوئی دوسرا مشین منگوانے کے لئے کال کروں گا۔ اس طرح اُسے معلوم ہو سکے گا کہ یہ مشین کوئی ہے۔ اس لئے اس نے میرے ذمہ میں نگرانی کرنے والا آلمہ ڈال کر مجھے چھوڑ دیا۔“ کپیوٹر نے بتایا ہے کہ یہ آلمہ ڈالا فون ٹانپ کا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس کی مدد سے صرف آواز ہی چیک کر سکتا ہے اور میں نے اس گھلی میں داخل ہونے کے بعد زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہیں کیا۔ حتیٰ کہ پاؤٹ ٹھری سے باہر بن دلست کیا ہو گا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

اگر عمران اپنے ساتھی لے آتے تو وہ انہیں کو رکسکیں۔ پھر میں اس عمران کو فون کروں گا۔ — زاراک نے کہا۔

کیا آپ کو اس کے فون نمبر کا علم ہے؟ — ہیجر سلووف نے پوچھا۔
اس کے فلیٹ کا فون نمبر بھی مجھے معلوم ہے اور اس عمارت کا فون نمبر بھی معلوم ہے جو سیکرٹ سروس کا ہیڈیڈ کوارٹر ہے۔ — اس کے ساتھ ساتھ اس زمانہ اس کا فون نمبر بھی مجھے معلوم ہو چکا ہے کیونکہ عمران نے میرے سامنے فون کر کے اپنے کسی آدمی بخوبی سے بات کی تھی۔ — کہیں نہ کہیں تو وہ تفصیل بتاتے ہوتے کہا۔

زاراک نے کہا اور ہیجر سلووف اثبات میں سر بلاتا ہوا امتحنہ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے باس" — ہیجر سلووف نے کہا۔

"میرے لئے دو تبلیں شراب کی بھجوادو تاکہ میں کچھ تازہ دم ہو جاؤں" —
زاراک نے سکراتے ہوئے کہا اور ہیجر سلووف سر بلاتا ہوا کمرے سے باہر کی طرف چلنے دیا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

نکل آئے کے بعد جبکہ مجھے معلوم ہے کہ اس کمپیوٹر میشن نے یہ آلم آف کر دیا ہے، پھر بھی میں نے میکسی ملنے تک کوئی بات بھیں کی۔ —
میکسی ڈرائیور سے بھی میں نے بدلتے ہوئے مجھے میں بات کی تھی اور اپنے لہجے میں بات یہاں کا لوٹی کے ریستوران میں لگے ہوئے پہلک فون بولتھ پر آکر کی ہے۔ — اس طرح اگر بغرض محل یہ آلم کام بھی کر رہا ہو گا تب جسی عمران اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا کیونکہ ایسے آلات چاہے جتنے بھی طاقتور ہوں ایک محدود رینج میں ہی کام کرتے ہیں" — زاراک نے تفصیل بتاتے ہوتے کہا۔

"اب ہم نے کیا کرنا ہے — کیا اس عمران کو تلاش کرنا ہو گا؟" —
ہیجر سلووف نے سر بلاتے ہوئے پوچھا۔

"مہیں — اب میرے ذہن میں ایک اور پلانگ ہے — عمران نے جس طرح مجھے ہلاک کئے بغیر چھوڑ دیا ہے اس سے ظاہر ہو گا کہ وہ بھی میری طرح اصول پسند آدمی ہے اس لئے میں اُسے فون کر کے یہاں بلواتا ہوں تاکہ ہم ایسا معاہدہ کر سکیں جس کے تحت وہ مجھے میرا سامان اور فائل دے دے تو میں پاکیشی سیکرٹ سروس اور اس کے ہیڈیڈ کوارٹر کی عمارت کی تباہی کے مشن سے دستبردار ہو جاؤں گا — اور اگر وہ انکار کرے گا تو میں اس سے لڑنے کا چیلنج کر دا گا اور پھر میں اس سے سب کچھ جبراً الگواونڈگا" — زاراک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! — جیسے آپ مناسب تھیں — ہم تو بہر حال آپ کے حکم پر عمل کریں گے" — ہیجر سلووف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
اوہ کے — تم پہلے اپنے ساتھیوں کو بُلا کر کو حصی کی نگرانی پر گاہ دتاک

آپ نے خواخواہ اُسے جانے دیا — اب اس کا ملنا مشکل ہے۔ بلیک زیر و نے ہونٹ پڑلتے ہوتے کہا۔ وہ اس وقت والش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھے۔ عمران بھی مخصوصی دیر پہنچ لیسا برٹی سے آپریشن روم میں آیا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ زاراک کے سر میں نصب اے۔ ایس۔ ڈی فون اچانک مکمل طور پر آف ہو گیا ہے۔ اس لئے اب اُسے دوبارہ ڈھونڈنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون پر جو لیا کو ہدایت دی کہ وہ ساری ٹیم کو زاراک کی تلاش میں لگا دے۔ اُسے صرف اس کے مخصوص قدو قائد کی بنابر ہی پہچانا جاسکتا تھا ورنہ تو وہ کوئی بھی میک آپ کر سکتا تھا۔ اور پھر اس نے ٹرانسیمیٹر پر ٹائیگر کو کال کر کے اس سے زیکو کلب کے بارے میں پوچھ گچہ کی لیکن ٹائیگر زیکو کلب اور زیکونام کے کسی آدمی سے واقع نہ تھا پھر اس نے اُسے اس کی تلاش کا کام ذمے لگادیا اور پھر ٹرانسیمیٹر آن کر کے وہ سیدھا ہوا ہی تھا کہ بلیک زیر و نے اس سے بات کر ڈالی۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اور میں اس کا اچار ڈالتا — تم نے سردار کی روپرٹ تو پڑھ لی ہے کہ جیسے ہی اس میں کی تفصیلی چینگ شروع کی گئی وہ سب سلیکن جل کر رکھے ہو گئے اور سردار نے اس را کہ کے تجزیے سے صرف آنے معلوم کیا ہے کہ اس میں میں کوئی نئی ساخت کی ریز استعمال کی گئی نہیں اور اس — لیکن یہ جس وقت تباہ ہوئی اس وقت زاراک ہمارے قبضے میں تھا اور اس کے سارے آدمی بلاک ہو چکے تھے — اس کا مطلب ہے کہ میں میں میں ایسا سسٹم پہنچ سے موجود تھا کہ جیسے ہی اسے کھولنے یا سائبنسی طور اس کی تفصیلی چینگ شروع کی جلتے یہ خود بخود جل کر رکھے ہو جلتے تاکہ اس کی ساخت اور خاص طور پر اس کے اندر استعمال ہونے والی ریز کی ماہیت کا اندازہ نہ لگایا جاسکے — اور سردار کا انہیں نئی ساخت کی ریز کرنے کا مطلب ہے کہ رو سیاہ نے یقیناً کوئی ایسی ریز ایجاد کر لی ہیں جن کی مد نے کسی بھی سائنسی سسٹم کو عارضی طور پر کیموفلانج کیا جاسکتا ہے لیکن یہ ریز کیموفلانج کے دوران آسیجن جلنے سے خود بخود ختم ہو جاتی ہیں۔ میں نے سردار کو یہ بات بتا دی ہے اور اب وہ اس بارے میں خود ہی لیس رچ کرتے رہیں گے — لیکن اس بات کا علم یقیناً زاراک کو نہ تھا ورنہ وہ آسیجن کو جلا لئے کار سک نہ لیتا۔ — عمران نے سمجھیا ہے مجھے میں کہا۔ "کیا مطلب — آسیجن جلنے کا کیا مطلب" — ہ بلیک زیر و نے چراں ہو کر پوچھا۔

جوہا تک میں سمجھا ہوں بلیک زیر واب — زاراک نے اس میں سے نکلنے والی ریز کی مدد سے والش منزل کا حفاظتی نظام آف کر دیا — پھر وہ اندر آیا اور اس نے الماری سے فائل نکالی اور باقی فائلوں کو جلا کر ضائع

ضائع کر دینے کے لئے اس نے گیس لائٹ جلا کر اور اس کے جلتے ہی اس کی میشین سے نکلنے والی ریز کامرسکٹ ختم ہو گیا اور حفاظتی نظام دوبارہ آن ہو گیا — زاراک کو اس کا علم نہ ہو سکا ہو گا اس لئے اس نے جیسے فائلوں کو جلانے کے لئے ہاتھ الماری کے اندر کیا ہو گا الماری میں موجود شانگ ریز نے اسے اچھا کر تیجھے جھٹکا ہو گا اور یونچے موجود فولادی چاہ کا مٹا ہوا کونہ اس کے سر میں گھس گیا اور اس طرح وہ بیہوش ہو گیا اور اگر وہ بیہوش نہ بھی ہوتا تب بھی وہ اب دانش منزل سے باہر کسی صورت بھی نہ نکل سکتا تھا اور ظاہر ہے آگ پیدا ہونے کا مطلب ہی آسیجن کا جلنا ہوتا ہے۔ بھی وجہ سے کہ لائٹ حلتے ہی معاملہ خراب ہو گیا” — عمران نے باقاعدہ منظر کشی کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ — واقعی آپ کا تجزیہ درست ہے۔ بھی وجہ ہے کہ جب میں یہاں پہنچا تو ٹول بلینک آفس سسٹم کام کر رہا تھا لیکن اس کے باوجود زاراک اندر موجود تھا وہ تو اندر داخل ہی نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ سسٹم آف کر کے اندر گیا اور پھر اس کے لائٹ جلاتے ہی سسٹم دوبارہ آن ہو گیا تھا۔ اس لئے مجھے آن ملا تھا“ — بلیک زیر و نے ایک لمبا سالن لیتے ہوئے کہا جیسے عمران کی اس بات سے اس کی کوئی بڑی ذہنی انجمن دور ہوتی ہو۔ ”اب رہی تمہاری یہ بات کہ میں نے اسے کیوں جانے دیا ہے، تو زاراک اس قسم کا آدمی نہیں ہے کہ اس سے تشدد کے ذریعے کچھ حاصل کیا جاسکتا — اس کے ذہن کی ساخت ایسی ہے کہ اس پر ہینا ٹزم کا عمل بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے میرے سامنے دو صورتیں رہ جاتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ اس کے ساتھیوں کی طرح اُسے بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتا۔

لیکن اس سے بھیں کوئی فائدہ نہ مل سکتا تھا — دوسری صورت یہ تھی کہ اُسے آزاد چھوڑ دیا جاتا اور اس کی بھروسہ نگرانی کی جاتی — چونکہ اس کے ساتھی یہاں ختم ہو چکے تھے اس لئے یا تو وہ یہاں موجود رو سیاہی احیثیوں سے رابطہ قائم کرتا — یا پھر رو سیاہ کاں کر کے وہاں سے اپنے مزید ساتھی منگوآتا اور چونکہ اُسے دانش منزل میں موجود حفاظتی نظام کا علم ہو چکا تھا اس لئے لازماً وہ ڈاکٹر آنوف سے بات کر کے اُسے مجبور کر دیتا کہ وہ پُسپُر آف میشین یہاں بھیجے — اگر پُسپُر آف میشین یہاں آتی تو ہمارا بہت بڑا مقصد حل ہو جاتا۔ ہم اس میشین کو حاصل کر کے زاراک کو گولی مار دیتے — یا اگر میشین نہ آتی تو کم از کم اس ڈاکٹر آنوف کی مخصوص فریکولنسی کا علم ہو جاتا اور اس فریکولنسی سے ہم ڈاکٹر آنوف کا رو سیاہ میں مٹھکانا معلوم کر لیتے — اور پھر وہاں جا کر اس سے یہ پُسپُر آف میشین حاصل کر سکتے تھے۔ میں نے ڈائسینیٹر کاں چکنگ شعبے کو پوری طرح الٹ کر دیا تھا۔ وہ اب بھی الٹ ہوں گے۔ رو سیاہ کی رینج میں جانے والی تمام ڈائسینیٹر کالز کو وہ پا قاعدگی سے چیک کریں گے“ — عمران نے کہا۔

”لیکن ہو سکتا ہے وہ فون پر بات کرے۔ پھر —“ بلیک زیر و نے کہا۔ ”ایسی لئے تو میں نے وہ آکہ اس کے زخم میں رکھا تھا اور آکہ میں نے اس قدر گھر انی میں رکھ دیا تھا کہ وہ اُسے نکال بھی نہ سکے — اگر اُس نے نکالنے کی کوشش کی جاتی تو اس کا ذہن ختم بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن نجا نے اس نے کس طرح اسے آف کر دیا ہے۔ اس لئے میں اُسے تلاش بھی کروارتا ہوں تاکہ اگر وہ پُسپُر آف میشین حاصل کرے تو ہمیں علم ہو سکے“ — عمران نے کہا۔ ”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ والپس چلا جائے“ — بلیک زیر و نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اس کا بھی بند ولست کر دیا گیا ہے — راڈش وہاں اس کے استقبال کے لئے تیار ہے۔ اس نے وہاں اس کی مکمل نگرانی کا انتظام کر رکھا ہے" — عمران نے جواب دیا اور بلیک زیر و نے اثبات میں سر بلادیا۔ وہ اب پوری طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔

"اب اگر تمہارا انٹروختم ہو گیا ہو تو پھر ایک کپ چاتے ہی بنا دو" — عمران نے مسکرا تھے ہوتے کہا اور بلیک زیر و بھی مسکرا تاہماں اٹھا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ملٹھے کچن کی طرف بڑھ گیا اور عمران نے کرسی کی پشت سے سر ٹکایا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوتے فون کی گھنٹی بجھی۔ عمران چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ماٹھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں" — عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"زاراک بول رہا ہوں — عمران ہے یہاں" — دوسری طرف سے زاراک کی سپاٹ آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے لتصویر میں بھی نہ تھا کہ زاراک یہاں فون کر رہے گا۔ اس نے پھرتی سے فون کے نیچے لگے ہوئے دو بیٹھ پریس کر دیتے۔

"ہولڈ کرو" — عمران نے کہا اور ماٹھ پیس پر ماٹھ رکھ کر اس نے بلیک زیر و کو کال چیک کرنے کی بدایت کر دی۔

"علی عمران ایم ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس بربان خود بول رہا ہوں — کیا ہوا — کیا والپس جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے — اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں حاضر ہوں" — عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے سر کے زخم میں ڈکٹا فون چھپا کر اپنے طور پر مجھے چیک کرنے

کی کامیاب کوشش کی تھی لیکن تم نے دیکھا کہ میں نے تمہارا یہ آہ کر دیا ہے — بہر حال میں اب اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جب میرے سارے سامنے ختم ہو چکے ہیں تو مجھے سب کچھ اکیلے ہی کرنا ہو گا — یہاں موجود رو سیاہی ایجادوں کو بھی میں استعمال نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس طرح تم لوگ ان سے بھی واقع ہو سکتے ہو — ویسے تو میں اکیلا ہی تم سب لوگوں کے لئے کافی ہوں۔ میں قیامت بن کر پاکیشیا پر ثبوت سکتا ہوں لیکن مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میرے سر کا ذخیرہ بگڑنے لگ گیا ہے اور چونکہ یہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے اس لئے میں نے فضیلہ کیا ہے کہ میں والپس چلا جاؤں۔ اس طرح تمہاری — تمہارے پاس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت ٹھیک ہے گی۔ لیکن اس کے لئے میری ایک شرط ہو گی کہ تم میری وہ شیئن اور دوسرا سامان مجھے والپس کر دو۔ اگر تم ایسا معاہدہ کرنا چاہو تو میں متعین اپنا موجودہ پتہ بناویتا ہوں لیکن یہ یاد رکھنا کہ اگر تم نے وہ کو رد یعنی کی کوشش کی تو پھر حالات بدلتے بھی سکتے ہیں۔" دوسری طرف سے زاراک نے تیز رہجے میں کہا۔

ڈاکٹر آنوف سے کہنا کہ دوسری مشین بنائے۔ وہ شیئن تو خود بخود حل کر رکھ بچھی ہے — باقی رہا معاہدہ — تو ایک شرط پر معاہدہ ہو سکتا ہے کہ اگر تم آزاد قبائلی علاقے میں رو سیاہ کے اس اڈے کے بارے میں تفصیلات بتا دو اور اگر تم نہ جانتے ہو تو ایس۔ وی کے چیف سبارک سے بھی پوچھ سکتے ہو — اگر تم یہ بتا دو تو تمہیں زندہ سلامت والپس جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ ورنہ تم اپنی کوشش کر دیجیو۔ نتیجہ بھی تمہارے سامنے آ جائے گا" — عمران نے سپاٹ رہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اگر تم اس بات پر ابھند ہو تو چلو ایک اور بات طے کر لیتے ہیں۔ میں مہین سبجارک سے پوچھ کر اس اٹے کے بارے میں بتا دیتا ہوں، تم اپنے اڈے میں نصب مشینزی کے بارے میں فائل کی نقل مجھے دے دو۔ اس کے بعد میں واپس چلا جاؤں گا۔" اگر تم سے ہو سکے تو تم ہمارا اڈہ تباہ کر دینا۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا" زاراں نے کہا۔

"مٹھیک ہے۔" مجھے منظور ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو۔ دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا۔" زاراں نے تیز لمحے میں کہا۔

"اگر تم اعتماد کر سکتے ہو تو کرو۔ درنہ وہم کا تو دنیا میں کوئی علاج ہمیں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔" مٹھیک ہے۔ آجاو۔ میں سر بیز کا لونی کی کوھنی نمبردارہ بلاک بی میں موجود ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران کے بیوی پر ٹکنی سی مسکراہٹ تھی۔ مخدومی دیر بعد بلیک زیرو آپریشن رومن میں داخل ہوا۔

"وہ درست کہہ رہا ہے عمران صاحب۔" کال اسی کوھنی سے کی گئی ہے۔" بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس نے یقیناً اس کوھنی کے گرد ایم جنسی کے لئے کوئی نہ کوئی جال پچھا رکھا ہو گا۔" تم ایسا کہو کہ صدقہ کیمپنی شکیل اور تنزیر عینور کو زیرو والیں

پیش کاشن میں کے ساتھ اس کوھنی کے گرد تعینات کر دو۔ ضرورت پڑنے پر میں انہیں ریڈ کاشن دے دوں گا اور ریڈ کاشن کے بعد کیا کرنا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔" میں اس دوران اس ریڈ فائل پر کام کر لوں۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا کام کرنا ہے۔" دیسے آپ کو معاہدے کی کیا ضرورت ہے؟ میں کے ٹھکانے کا علم تو ہو گیا ہے کس کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس۔" بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک زاراں کے ختم ہو جائے سے رو سیاہ کی تمام ایجنیسیاں ختم ہمیں ہو جائیں گی بلیک زیرو۔" اور تم کب تک اپنے ہیڈ کوارٹر کو بچاتے چھوڑ گے۔" اس لئے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے میں نے ایک طریقہ سوچ لیا ہے۔" اصل میں رو سیاہ کو یہ فائل اس لئے چاہیتے کہ اس میں شوگران کی نصب کرو۔ مشینزی کی تفصیلات موجود ہیں اور انہیں خطرہ اسی مشینزی سے ہے۔" اور جہاں تک میں نے اس مشینزی کا مطالعہ کیا ہے یہ واقعی رو سیاہ کے اڈے کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔" عمران نے کہا۔

تو پھر آپ یہ کاغذات علیحدہ کر لیں۔" اب انہیں تو معلوم ہمیں ہے کہ اس فائل میں کیا کیا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔" اس طرح یہ لوگ مطمئن نہیں ہو سکیں گے۔" میں یہ فائل مکمل طور پر ان کے حوالے کر دوں گا۔" بس اتنا کروں گا کہ جمل فائل میں شوگران مشینزی کی تفصیلات میں معمولی سارہ و بدیل کر دوں گا۔ اس طرح اس مشینزی کی سرسے سے ماہیت ہی بدیل جلتے گی اور جب

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

روسیا کے سامنہ ان اس کا تجزیہ کریں گے تو وہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ پاکیشیا کے اڈے میں موجود یہ شوگران کی مشینی ان کے اڈے کے لئے خطرناک نہیں ہے اور فائل بھی اصل ہے ۔ لیکن اصل بات کا علم انہیں اس وقت ہو گا جب وہ اپنے اڈے کو اوپن کریں گے اور اتنی سی بے ایمانی ملک و قوم کے مفاد میں جائز سمجھی جاتی ہے ۔ عمران نے سکرتے ہوتے کہا اور تیز تیز قدم اٹھا کر پیکار درودم کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ بلیک زیر نے ریسیدور اٹھایا اور منہرڈائل کرنے شروع کر دیتے تاکہ صدر اور آں کے ساتھیوں کو سربراہ کاونی کی اس کو صحتی کی نگرانی کی بدلت دے سکے ۔

عمران نے کار کو بھٹی کے بند گیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اٹر کر اس نے ستون پر نصب کال بیل کا بیٹھ پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھٹی اور ایک مقامی نوجوان باہر آگیا ۔

”زاراک سے کہو کہ علی عمران آیا ہے“ ۔ عمران نے جو اس وقت اپنی حمل شکل میں تھا کہا ۔

”ٹھیک ہے۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں ۔“ باس آپ کے انتظار میں ہیں“ ۔ اس نوجوان نے صرستے پیٹک عمران کو غور سے دیکھتے ہوتے کہا اور پھر تیزی سے واپس مٹکر کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ عمران سکرتا ہوا ٹڑا اور کار کی ڈرائیورنگ سیٹ پر دوبارہ بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا تو عمران کا راندر لے گیا۔ اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اٹر آیا ۔

برآمدے میں ایک گھٹتے ہوتے جسم اور درمیانے قد کا آدمی کھڑا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی عمران نیچے اٹرا وہ تیز تیز قدم اٹھا گا اس کی طرف

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

بڑھ آیا۔

آپ علی عمران صاحب میں” — ہے آنے والے نے قدرے سپاٹ
لبھے میں پوچھا۔

”تم زاراک کے آدمی ہو“ — ہے عمران نے اس کے سوال کا جواب
دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کر دیا۔

”تو پھر مجھے صاحب کہنے سے پہلے زاراک سے پوچھ گولیا ہوتا —
ہو سکتا ہے وہ اس بات پر ناراضی ہو جائے“ — عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا اور وہ نوجوان بھی مسکرا دیا۔

”ہملا بامس بے حد با اصول آدمی ہے — آئیے“ — اس نوجوان
نے سنتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے برآمدے کے کونے میں بٹے ہوئے
کرے کی طرف بڑھ گیا۔

”تشریف رکھئے — باس آرہے میں“ — اس نے دروازہ کھول
کر ایک ٹلنٹ بیٹھتے ہوئے کہا اور عمران سر بلاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔
یہ کمرہ ڈرائینگ ڈوم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ عمران بڑے اطمینان سے
ایک صوف سے پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے کرے کا اندر و فی دروازہ کھلا اور دیوی سکل
زاراک اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر بدستور پٹی بندھی ہوتی ہے۔

”مجھے خوشی ہے کہ تم نے معابرے والی بات مان لی ہے ورنہ مجھے
محجوراً تھیں اور تمہارے سامنے ٹکڑا کرنا پڑتا“ — زاراک نے
اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔

”اوہ تھیں بھی محجوراً ممنا پڑتا — اور محبوری کی موت بڑی نالپنخیدہ

موت ہوتی ہے“ — عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا

”زاراک بے اختیار قبیله مار کر سنبھل پڑا۔“

”بہت خوب — تم واقعی ذہین آدمی ہو — خواصیت جواب
دیا ہے تم نے — بیٹھو“ — زاراک نے ہنسنے کے کہا اور خود بھی
عمران کے سامنے والے صوف پر بیٹھ گیا۔ دیسے عمران کے چہرے پر بھی
زاراک کی ذہانت کے لئے تحسین کے آثار منودار ہو گئے تھے کیونکہ عمران
نے جس قدر گہری بات کی بھتی عام آدمی اسے آسانی سے نہ سمجھ سکتا تھا لیکن
زاراک کا جواب بیمار ہاتھا کر وہ عمران کی بات کے مفہوم کو پوری طرح سمجھ
گیا ہے کہ اس کا صاف مطلب ہاتھا کر زاراک بھی ذہانت میں کچھ کم نہ تھا۔

”تم نے اس شیں کا سائنسی تجزیہ کرنے کی کوشش کی تھی“ —
زاراک نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے اب میں سانسداں تو نہیں ہوں کہ خود ہی تجزیہ کرتا“ —
عمران نے جواب دیا۔

”میں نے ڈاکٹر آنوف سے بات کر لی ہے کہ اس نے بھی مجھے یہی بتایا ہے
کہ اس شیں میں ایک سیسٹم موجود تھا کہ اگر اس کا سائنسی تجزیہ کرنے کی کوشش
کی جلتے تو یہ خود بخود جمل کر رکھ ہو جاتی ہے — بہر حال میرا دوسرا
سامان وہ کھڑا اور اٹھ لکھیر — وہ تو تمہارے پاس ہو گا۔ وہ تو واپس کر دو“
زاراک نے کہا۔

”کیا کرو گے لے کر — عام سامان ہے — یہاں کے نچے کھیلتے
ہیں ایسے سامان سے“ — عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا۔
”خواخواہ اپنی سائنسی ترقی کا رعب مر ڈالو — تم لوگ بھی رو سیاہ
اوہ تھیں بھی محجوراً ممنا پڑتا“ — اور محبوری کی موت بڑی نالپنخیدہ

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

سے دس بھار سال عیجھے ہو۔ — تمہیں تو معلوم ہی نہ ہو گا کہ یہ کٹرا اور
انڈکٹر کس اصول پر کام کرتا ہے۔ — زاراک نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔
غصیلے بچے میں کہا۔

”اُدھار اور محبت کے اصول پر کام کرتا ہے آنا تو مجھے بھی علم ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور زاراک بے اختیار چونک پڑا۔
”اُدھار اور محبت کیا مطلب ہے میں سمجھا نہیں۔“ — زاراک
نے حیرت بھرے بچے میں کہا۔

”ہمکے ہاں۔ — پرانے زمانے کا ایک محاورہ ہے کہ اُدھار محبت کے
لئے قینچی ثابت ہوتی ہے مطلب ہے کہ جس سے محبت ہو تو اس سے اُدھار
دے دو۔ یا لے لو۔ تو پھر محبت ختم اور اُدھار یعنی والا اُدھار دینے والے
ہے چپتا پھرتا ہے۔ — روسیاہ میں اس محاورے میں قینچی کی چکہ کٹر
نے لے لی ہو گی۔ آخر ترقی یافتہ ملک ہے۔ اس لئے تم محبت کی بات کرو۔
باقی باتیں چھوڑو۔“ — عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو زاراک
بے اختیار بہنس پڑا۔

”او۔ کے۔ وہ فائل لے آئے ہو۔“ — زاراک نے ایک طویل
سائز لیتے ہوئے کہا۔
”میں اس نمبر کو خوش خط لکھو کر اپنے گئے میں ڈال لوزگا۔ — یا فرم کرو کر
اپنی رہائش گاہ کی دیوار پر لٹکا دو گھا۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”میں جانا ہوں کہ تم کیا کرو گے۔ — تم اس فون نمبر یا فرنکوں سے
ڈاکٹر آنوف کا کھوج نکلنے کی کوشش کرو گے تاکہ اس سے پُر آن میں
حاصل کر سکو۔ — لیکن یہ بات بتا دوں کہ ایسا ہونا قطعی ناممکن ہے اگر
یہ اتنی آسان بات ہوتی تو اب تک بچا ہے ڈاکٹر آنوف کتنی بار قبر میں اُتر

جھوٹ بولنے کا عادی نہیں ہوں ورنہ میں ممہیں الٹی سیدھی باتیں بتا کر
محلمن کر سکتا تھا۔“ — زاراک نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔
”بہت خوب۔ — واقعی تم اصول پسند آدمی ہو۔ لیکن پھر معاملہ کیسے
ہوگا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تم وہ فائل مجھے دے دو اور میں اپناباقی مشن
چھوڑ کر والپس چلا جاتا ہوں اور یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس مشن کو آئندہ
زاراک ایجنٹی مکمل نہیں کرے گی۔“ — زاراک نے کہا۔

”سوری زاراک! — مجھے یہ بھی طرفہ معاملہ قبول نہیں ہے۔ البتہ اگر تم
واقعی اس فائل کی نقل حاصل کرنا چاہتے ہو تو ایک صورت اور ہو سکتی ہے کہ
تم مجھے ڈاکٹر آنوف کا خاص فون نمبر یا فرنکوں سی بنا دو اور میرے سامنے اس
نمبر یا فرنکوں سی پرس سے بات کرو۔ — لیں میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔
پھر میں ممہیں فائل دے سکتا ہوں۔“ — عمران نے سپاٹ بچے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اس سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے۔“ — زاراک نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

”میں اس نمبر کو خوش خط لکھو کر اپنے گئے میں ڈال لوزگا۔ — یا فرم کرو کر
اپنی رہائش گاہ کی دیوار پر لٹکا دو گھا۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں جانا ہوں کہ تم کیا کرو گے۔ — تم اس فون نمبر یا فرنکوں سے
ڈاکٹر آنوف کا کھوج نکلنے کی کوشش کرو گے تاکہ اس سے پُر آن میں
حاصل کر سکو۔ — لیکن یہ بات بتا دوں کہ ایسا ہونا قطعی ناممکن ہے اگر
یہ اتنی آسان بات ہوتی تو اب تک بچا ہے ڈاکٹر آنوف کتنی بار قبر میں اُتر

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

چکا ہوا" — زاراک نے کہا۔
بہر حال پر میرا سکھے کے میں اس نمبر یا فرنگوں سی کا کیا کرتا ہوں —
تمہارا یہ ستكلہ نہیں ہے" — عمران نے کہا۔

سوری عمران ۱ — ڈاکٹر آنوف کے متعلق کسی قسم کی معلومات مہیا
کرناؤ دیا ہے میں توی جرم سمجھا جاتا ہے" — زاراک نے ایک بار پھر
حکایت جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" — پھر فداکرات کی نامکمل کا مشترکہ اعلان جاری کر دیتے
ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ کسی بھی فریق سے ہو سکتا ہو گا وہ کرے گا" —
عمران نے منہ بلکتے ہوئے کہا۔

صوچ لو — یہ میری طرف سے آخری موقع دیا گیا تھا تمہیں" —
زاراک نے ہونٹ چھلتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" — میں بھی چاہتا تھا کہ تم یہاں سے خالی باختہ نہ جاؤ۔
لیکن مجبدی ہے کہ تم اس قدر اہم فائل کے بدلتے میں کچھ دینے کو تیار
نہیں ہو تو یہ فائل بھی اس طرح تمہارے حوالے کر دینا پاکیشیا سے نداری
کے ذمہ میں آتا ہے" — عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"میں بدلتے میں تمہاری۔ تمہارے چیفت۔ ہیڈکو اور ڈریکٹ سروں
کی زندگیاں تمہیں بخش رہا ہوں۔ کیا یہ کم ہیں" — ۹ زاراک

نے کہا اور عمران کھل کھلا کر سپن پڑا۔
جب تم ایسی احمدگانہ بات کرتے ہو تو مجھے اپنی رائے تمہارے متعلق
بدلنا پڑتی ہے۔ موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے میرے یا تمہارے

ہاتھ میں نہیں ہے" — عمران نے منہ بلکتے ہوئے کہا۔
اوکے — پھر ایک اور آفر ہے کہ تم اور میں مقابلہ کر لیتے ہیں۔
مجھے معلوم ہے کہ ماشیل آرٹ میں تمہیں ماہر سمجھا جاتا ہے۔ اگر تم مجھے
ٹکست دے دے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں ڈاکٹر آنوف کی فرنگوں سی بھی
بتاؤں گا اور تم سے فائل بھی نہ لونگا۔ لیکن اگر تم ٹکست کھا جاؤ تو
پھر تم خاموشی سے فائل مجھے دے دو گے" — زاراک نے بڑے
باعتماد لہجے میں کہا۔

"سوری ۱" — میں کوئی پیشہ ور لڑاکا نہیں ہوں کہ شرطیں لگا کر لڑتا
ہوں — ولیسے میں تمہیں ایک بات بتا دوں کہ تم غزورت سے کچھ زیادہ
بھی خوش ہنہی کاشکار ہو۔ تمہیں میں انگلی لگاتے بغیر ہنی ٹکست
دے سکتا ہوں — کوئی اسلامی بھی استعمال نہ کروں گا اور کبھی اس کا
موقع آگیا تو تمہیں خود بھی میری بات کا یقین آ جلتے گا" — عمران
نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں اگر چاہوں تو یہاں تم سے زبردستی بھی سب کچھ حاصل کر سکتا
ہوں — لیکن میں اپنے اصولوں کے خلاف کام نہیں کرتا۔ جاؤ
چلے جاؤ اس کو ہٹی سے — لیکن یہ تمہاری زندگی پچھنے کا آخری موقع
ہو گا" — زاراک نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔ اس کے
لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔

کیا تم واقعی لڑاکا چلتے ہو" — ۹ عمران نے اس بارہ سر در لہجے میں کہا
میری ساری عمر دشمنوں سے لڑتے ہوئے گذری ہے۔ لیکن تم تو
لڑتے پر آمادہ ہی نہیں ہو۔ بُزدلوں کی طرح چیلنج کو ٹال رہے ہو۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"تم سے کیا لڑوں" — زاراک نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
اوہ کے — آؤ کوھٹی کے لان میں چلتے ہیں — میرا خیال ہے
کہ تمہاری یہ غلط فہمی بھی نکال ہی دی جلتے تو زیارہ بہتر ہے" —
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ — ویری گڈ — کیا تم واقعی لڑنے کے لئے تیار ہو گئے ہو؟" —
زاراک نے انتہائی مسٹرت بھرے لہجے میں کہا۔
"آؤ تو سہی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ زاراک کندھے اچکاتا ہوا اس کے پیچے چل پڑا۔ وہ دونوں
کوھٹی کے دیفع اور کھٹے لان میں پہنچ گئے۔ گیٹ کھولنے والا اور برآمدے
میں موجود آدمی دونوں ہی پہلے سے لان میں موجود تھے۔

سنو — میں یہ فائل یہاں زمین پر رکھ دیتا ہوں — یہ اصل
فائل ہے۔ اگر تم اسے ہاتھ بھی لگالو گے تو تم کامیاب سمجھے جاؤ گے اور
فائل لے جانا تمہارا حق ہو گا — لیکن اگر تم اسے ہاتھ نہ لگا سکے تو پھر
آنندہ کم انکم کسی کو اس طرح لڑنے کا چیلنج نہ کرو گے" — عمران نے
بخیڈہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے — مجھے منظور ہے" — زاراک نے اثبات میں سر
پلاتے ہوئے کہا۔

"تم چاہو تو اپنے ان دونوں آدمیوں کو بھی اپنے سامنہ شامل کر سکتے ہو
مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا" — عمران نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی اندر فنی
چیک کر لیا ہے — ایسا نہ ہو کہ اس کے مرنسے کے بعد وہ مداخلت
کریں۔ کیوں نہ ان کا خاتمہ پہلے کر دیا جائے" — سولوف نے کہا۔

"اگر تم اجازت دو تو میں پہلے اس فائل کو دیکھوں گوں کر دیہ واقعی اصل ہے یا
نہیں — کیونکہ ظاہر ہے تم نے میرے مھنوں ہلاک تو ہو ہی جانے ہے اس
کے بعد اگر پتہ چلا کہ یہ فائل نقل ہے تو مجھے تمہاری موت پر افسوس ہے
گا" — زاراک نے فائل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ لو دیکھو" — عمران نے جھک کر فائل اٹھاتی اور زاراک کی طرف
بڑھادی۔ زاراک نے اُسے کھولا اور تیزی سے اس کے صفحے پلٹنا چلا گیا۔ پھر
ایک صفحہ پر اس کی نظریں جنم گئیں، وہ عذر سے اس صفحے کو دیکھا رہا۔ پھر
اس نے اس کے بعد کے دو صفحے بھی عذر سے دیکھے اور اس کے چہرے پر
یکلخت مسٹرت کے آثار پیدا ہو گئے۔

"ویری گڈ — تم واقعی دیانتدار آدمی ہو۔ تم اصل فائل لائے ہو اور اس
فائل میں ہمارے مطلب کی چیز بھی موجود ہے — مجھے اس کی خاص
نشانی سمجھا دی گئی تھی اور اب مجھے تم جیسے آدمی کی موت پر ساری عمر افسوس
رہے گا" — زاراک نے فائل بند کر کے عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
"باس! — اس آدمی سے لڑما آپ کی شان کے خلاف ہے — مجھے
حکم دیں۔ میں اس سے فائل حاصل کر کے آپ کو دے دیتا ہوں" —
اچانک وہ آدمی جس نے برآمدے میں عمران کا استقبال کیا تھا بول پڑا۔

"نہیں سالوف! — تم ایک طرف رہو گے۔ یہ تمہارے لیس کا آدمی
نہیں ہے" — زاراک نے سڑک را اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس! — اس کے تین ساتھی باہر موجود ہیں۔ سپیشل سونر نے انہیں
چیک کر لیا ہے — ایسا نہ ہو کہ اس کے مرنسے کے بعد وہ مداخلت
کریں۔ کیوں نہ ان کا خاتمہ پہلے کر دیا جائے" — سولوف نے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"اہمیں اندر بلاؤ عمران! — تاکہ وہ خود اپنے سامنے نہیں شکست کھا کر مرتے ہوئے دیکھ لیں — ورنہ سولوف اگر چاہے تو ایک بیٹھن دبا کر تمہارے ان آدمیوں کا خاتمہ کر سکتا ہے" — زاراک مجھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے — بلا لیتا ہوں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے واچ ڈرائیور کا فنڈ بیٹھن کھینچ کر سویاں ایک مخصوص ہندے پراید جٹ کیس اور پھر ونڈ بیٹھن کو مخصوص انداز میں دبادیا۔

"ہیلو ہیلو صفر — میں عمران بول رہا ہوں، اور" — عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"لیں — صفر بول رہا ہوں — آپ نے تو یہ کاش دنیا تھا، اور" صدر کے لہجے میں حیرت بھتی۔

"تم اپنے ساھیوں سمیت اندر آ جاؤ — یہاں بغیر لکٹ کے ایک دلچسپ مظاہرہ ہونے والا ہے۔ آ جاؤ۔ اور" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ونڈ بیٹھن کو کھینچ کر دوبارہ پرسیں کر دیا۔

"ستر سولوف! — میرے ساھتی آرہے ہیں۔ پھاٹک کھول دو" — عمران نے سولوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں سولوف! — جاؤ اور انہیں اندر لے آؤ" — زاراک نے کہا اور سولوف ہونٹ چھاتا ہوا مڑا اور پھاٹک کی طرف پڑھ گیا۔ مھموری دیر بعد وہ صدر، تغور اور کیٹن شکیل کے ہمراہ اندر آ گیا۔ وہ تینوں میک اپ میں تھے لیکن ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"یہ ہے زاراک — رو سیاہ کی زاراک ایکسپریس کا سربراہ — اس نے

محبھے چلنج کیا ہے کہ یہ مجھے مقابلے میں شکست دے سکتا ہے — میں نے بادل نخواستہ اس کی آفر قبول کر لی ہے — اسے یہ فائل چاہیئے۔ میں نے کہا ہے کہ میں یہ فائل زمین پر چینیک دیتا ہوں۔ اگر یہ فائل کو ہاتھ لگا سکے تو فائل اس کی" — عمران نے باقاعدہ مکنٹری کرتے ہوئے کہا۔

"کیا حصہ درست ہے اس تماشے کی" — تغور نے سلیمانہ برا سامنہ بنلتے ہوئے کہا۔

"لوگ تو بھاری رقمیں خرچ کر کے تماشہ دیکھتے ہیں — یہ توفت کا تماشہ ہے" — عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! — آپ جو بہتر سمجھتے ہیں ولیسے ہی کریں" — صدر نے ہاتھ انھا کر تغور کو بولنے سے منع کرتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"او، کے زاراک — یہ لوپڑی ہے فائل — اب لگاؤ اسے ہاتھ" — عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل ایک بار پھر زمین اچھالتے ہوئے کہا اور دو قدم قیچھے ہٹ گیا۔

زاراک خاموش کھڑا سامنے کھڑے عمران کو دیکھا رہا۔ پھر جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کا جسم فضا میں اچھلا۔ لیکن فضا میں اچھلتے ہوئے اس نے عمران پر جملہ کرنے کی بجائے انتہائی حیرت انگر طور پر الٹی قلا بازی کھافی اور اس کا جسم فضا میں کسی پہنگ کی طرح گھومتا ہوا تیکھے کی طرف گیا۔ الٹی قلا بازی کھا کر جینے ہی اس کے پیروز میں سے لگے وہ سلیمان بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرف آیا لیکن عمران اسی طرح اطیبان سے کھڑا رہا۔ زاراک اس قدر بجادی جسم رکھنے کے باوجود

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جس تیزی سے حرکت کر رہا تھا وہ واقعی انتہائی حیرت انگریز میں کام جسم حرکت میں آیا لیکن یکلخت وہ ایک بار پھر حیرت انگریز طور پر فضنا میں قلا بازی کھا کر اوپر کو اٹھا اور دوسرے لمبے وہ پاک جھپکنے میں قلا بازی کھا کر اس فائل سے ذرا چھپے جا کر ایک بار پھر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران کا جسم حرکت میں آیا اور دوسرے لمبے الٹی قلا بازی کھا کر اٹھتا ہوا زاراک کا جسم یکلخت ہوا میں کسی گیند کی طرح بلند ہوا تھا کہ عمران کے ماتھے زمین پر لگے اور اس کا جسم یکلخت اور کی طرف اٹھا اور اس کی دونوں لائیں پوری قوت سے زاراک کی گردان کی پشت کے ذریں چے کانہ ہوں کے درمیان پڑیں اور زاراک کے منڈ سے بلکی سی ہیچخ نکلی اور پٹ کر دھماکے سے منڈ کے بل گھاس پر گرا۔ عمران دوبارہ قلا بازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے سر سے حرکت ہی نہ کی ہو۔ زاراک نے ایک دھماکے سے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کی مالکیں تو سمیں لیکن ڈانگوں سے اور پکا جسم بے حس و حرکت پڑا ہوا۔ اس نے دوبارہ کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا صرف نچلا حصہ ہی بار بار سہی ٹھیک رہا تھا مگر اپر والا حصہ اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا جیسے وہ مکمل طور پر محفوظ ہو چکا ہو۔

”احٹو اھٹو۔ شباباش۔ ہمت کرو زاراک!“ — تم تو بڑے خوفناک لڑاکے ہو۔ ہمت کرو!“ — عمران نے سکر لئے ہوتے کہا۔

”یہ کیا ہوا ہے مجھے! — میرا اپر والا جسم تو معمولی سی حرکت بھی نہیں کر رہا۔ — یہ کیا ہوا ہے! — یہ ہوا کیا ہے! — ہی یکلخت زاراک نے بڑی طرح چھپتے ہوتے کہا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

ہاتھ لگانے کی شرط تھی۔ — اب لگاؤ ہاتھ۔ فائل پاس ہی پڑی ہے شباباش — لگاؤ ہاتھ اور فائل تمہاری!“ — عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوتے کہا لیکن دوسرے لمبے ماحول ریٹ ریٹ کی آوازوں اور انسانی چیزوں سے گونج اٹھا۔ عمران تیزی سے مردا تو اس نے سالوف اور اس کے سامنے کو زمین پر گر کر ترٹپتے ہوتے دیکھا۔ ان دونوں کے ہاتھوں سے میشین لپٹل نکل کر زمین پر لڑھکتے ہوتے دوڑ جا رہے تھے۔

”یہ تم پر فائز کھولما چاہتے ہیں!“ — تنویر نے منہ بناتے ہوتے کہا۔ اس کے ہاتھ میں بھی میشین لپٹل نظر آ رہا تھا۔

اوہر زاراک مسلسل اپنے جسم کو سہیٹ کر اٹھنے کی کوشش میں ہصرف تھا لیکن اس کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے جادو کے زور سے اس کے اوپر والے جسم کو پھر بنا دیا ہو۔ صرف گردان اور اس کے اوپر اس کا سر حرکت کر رہا تھا یا پھر ڈال گئیں۔

”یہ تم نے کیا کیا ہے! — یہ کیا کیا ہے تم نے!“ — آخر کار زاراک نے ہمت ہمارتے ہوتے بے لبی سے چھپتے ہوتے کہا۔

”میں نے کیا کرنا ہے! — میں نے تو وعدہ کیا تھا کہ تمہیں انگلی بھی نہ لگاؤ گا اور دیکھو! — میں نے وعدہ بخدا دیا ہے! — مجھے تمہاری یہ سرکس کی جو کری کا مقصد سمجھدیں آگیا تھا۔ تم الٹی قلا بازیاں لگا کر اصل میں یہ فائل اٹھانا چاہتے ہیں! — اگر میں تمہیں اس یار ضرب نہ لگاؤ تو

تم اٹھتے ہوتے فائل بھی سامنہ اٹھا لیتے اور ظاہر ہے میں شرط ہار جا آم۔ لیکن مجھے امید نہ تھی کہ تم مجھے شکست دیتے بغیر جکوں کے سے انداز میں قلا بازیاں کھا کر صرف فائل اٹھا لو گے!“ — عمران نے منہ بناتے

ہوتے کہا۔

"میں فائل کو محفوظ رکنا چاہتا تھا لیکن یہ تم نے آخر کیا کیا ہے؟" — زاراک نے بلبے بلبے سانس لیتے ہوئے کہا۔
"کچھ نہیں ہوا ہے" — صرف تمہاری بجکرنی ختم کی ہے اور یہ بھی
بنا دوں کہ میں اگر چاہوں تو تمہاری باقی ساری عمر اسی طرح پڑے پڑے
گزر جلتے گی — تم تو کہتے ہو کہ روسیاہ پاکیشی سے ہزار سال آگے
ہے۔ میں تمہیں اسی حالت میں روسیاہ والپس بھجوادیتا ہوں۔ اگر تمہارے
ملک کے ڈاکٹر تمہیں ٹھیک کر دیں تو ہاگر مجھ سے فائل لے جانا اور یہ بھی
بنا دوں کہ اگر میں چاہوں تو ایک لمبے میں تمہیں پہلے کی طرح ٹھیک کر دیں
کر سکتا ہوں — بلوکیا چاہتے ہو۔ بھجواؤں تمہیں اسی حالت میں
روسیاہ" — عمران نے مکراتے ہوئے کہا۔

تت۔ تتم — تم مجھے گولی مار دو — مجھے گولی مار دو" —
زاراک نے چھپتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھیوں نے فاؤنڈیشن کی کوشش کی تھی اس لئے
انہیں گولی مار دی گئی" — تم تو اصول پسند آدمی ہو۔ تم نے تو باقاعدہ
 مقابلہ کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے تمہیں گولی کیسے ماری جاسکتی ہے
اگر گولی مار دی ہوتی تو اس وقت بھی ماری جاسکتی تھی جس وقت تم سر
کے ذمہ کی وجہ سے بیہوش پڑے ہوئے تھے" — عمران نے مکراتے
ہوئے کہا۔

"تم نے میرے ساتھ فاؤنڈیشن کیا ہے" — تم نے مجھے بے حس کر دیا
ہے" — زاراک نے چھپتے ہوئے کہا۔

"تم جیسا قوی ہیکل آدمی ایک طرف سے کیسے بے حس ہو سکتا ہے۔
تم نے جس انداز میں فائل اٹھانے کے لئے قلا بازیاں کھائی ہیں یہ کس کا
بھی تو نتیجہ ہو سکتا ہے" — عمران نے مکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ یہ میرے لئے معمولی بات تھی" — میں نے بڑے بڑے
مقابلوں میں حصہ لیا ہے — میں روسیاہ کا ٹاپ رنگ ماestro ہوں۔ میرے
ساتھ آج تک ایسا نہیں ہوا — تم نے سنجانے کیا کیا ہے — بہر حال
ٹھیک ہے۔ میں شکست تسلیم کرتا ہوں۔ تم مجھے ٹھیک کر دو۔ میں والپس
چلا جاؤں گا اور میرا وعدہ کہ میں آئندہ کبھی پاکیشیا نہیں آؤں گا — یا
دوسری صورت یہ ہے کہ تم مجھے گولی مار دو — لیکن مجھے اس حالت
میں روسیاہ مت بھجو — پذیرہ میں ہمہ بکھرا کا واسطہ" — زاراک کی
حالت واقعی بے لبسی کی انتہائی حد تک پہنچ چکی تھی۔

"اوہ کے۔ اب تم نے شکست تسلیم کر لی ہے تو ٹھیک ہے۔
میں چاہتا تو تمہارے جسم کے ساتھ ساتھ تمہاری روح بھی مفلوج ہو جاتی
لیکن تم اصول پسند آدمی ہو۔ اس لئے مجھے پسند آتے ہو۔" — میں تمہیں
ٹھیک کر دیتا ہوں" — عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک
پیر اونڈھنے منہ پڑے زاراک کی گردن کے نیچے دونوں کانزوں کا ندھوں کے
درمیان رکھا اور جھک کر اس نے دونوں ہاتھوں سے زاراک کا سر بکڑا اور
دورے لمبے اس نے اس کے سر کو مخصوص انداز میں دائیں طرف کو لھما
دیا اور اس کے ساتھ ہی اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔

"اب تم اٹھ کر کھڑے ہو سکتے ہو" — عمران نے مکراتے ہوئے
کہا اور زاراک کا جسم پہلے کی طرح سمتا اور اس بار اس کا اوپر والا جسم بھی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

گیا تھا وہ درحقیقت بہت کم ہے۔ تم خالی رڑاک کے نہیں ہو، جادوگر رڑاک کے ہو۔ — زاراک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" صدر اے — یہ فائل اٹھا لو اور جا کر پہنچیت کو دے دو — میں نے تمہیں اس لئے بلا یا تھا کہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھو سکو کہ میں نے یہ فائل زاراک کے حوالے نہیں کی " — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدر نے تیزی سے آگے بڑھ کر زمین پر پڑی ہوئی فائل اٹھا لی اور اس سے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا اور دوسرے لمبے وہ کیٹن شکیل اور تنور کو پہنچیتے ہوئے اسے ہاتھ لگاؤ یا مجھے شکست دے کر اسے اٹھا لو۔ اور

" کیا تم یہیں رہو گے " — ہ تنور نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران سے کچھ پوچھنا چاہتا ہو لیکن زاراک سے وجہ سنتے نہ پوچھا سکتا ہو۔

" زاراک رو سیاہ کی ایک بہت بڑی اسکینی کا سر برآہ ہے — تمہارا چیف تو مجھے سیکرٹ سروس میں کوکری دیتا ہی نہیں — بس معمولی سی رقم کا چیک دے کر ٹڑخا دیتے ہے۔ ہو سکتا ہے زاراک کی اسکینی میں مجھے بڑی تنخواہ کی کوئی پوسٹ مل جائے " — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا " آؤ تنور " — صدر نے اس بار سختہ لمحے میں کہا تو تنور ہونٹ چبا اور کامدھے اچکا تا پھاک کی طرف نظر گیا۔

" کیا تم واقعی رو سیاہ کے لئے کام کرنا چاہتے ہو " — زاراک نے چونکر پوچھا۔

" میں فری لال نہ ہوں۔ رقم کے لئے کام کرتا ہوں — بہر حال آؤ انداز میتھے ہیں — تمہارے پر دو توں آدمی تو مر گئے ہیں بس لئے ظاہر ہے اب

یک لخت حرکت میں آیا اور وہ اچھل کر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ البتہ اس کا چہرہ پسینے میں شر اور ہمدردی تھا۔

" کمال ہے — ہم لوگ جادو پر یقین نہیں کرتے۔ لیکن آج مجھے یقین آگاہ ہے کہ جادو دبھی کوئی وجود رکھتا ہے اور تم جادوگر ہو " — زاراک نے اپنے بازوں کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔

" اب بھی میری طرف سے چلنج برقرار ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ تم جو کروں کی طرح کرتے کر کے فائل اٹھانے کی کوشش نہ کرو گے۔ کوشش کرو کہ لڑتے ہوئے اسے ہاتھ لگاؤ یا مجھے شکست دے کر اسے اٹھا لو۔ اور یہ بھی باتا دوں کہ یقینی دیر پہلے لگی ہے کہ اس بار اس سمجھی کم وقت میں شکست کھا چکے ہو گے کیونکہ تمہیں اپنے متعلق اسہافی خوش فہمی ہے کہ تم ذیا کے سب سے بڑے لڑاکے ہو۔ اس لئے تمہارے ساتھ لانگ فایٹ کر کے میں نہیں مزید خوش فہمی میں بیٹلا نہیں کرنا چاہتا کہ تم جا کر دنیا سے کہتے چھرو کہ میں تے عمران سے لانگ فایٹ کی ہے ورنہ تم جیسے لڑاکے سے واقعی لانگ فایٹ کے لئے میرا مبھی دل چاہ رہا ہے " — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور زاراک ایک لمحے کے لئے عذر سے سامنے کھڑے عمران کو دیکھتا رہا پھر بے اخلاقی نہیں پڑا۔

" نہیں عمران — میں شکست تسلیم کر چکا ہوں — تم شاید دنیا کے پہلے آدمی ہو جس سے میں نے شکست کھافی ہو گی۔ اس لئے اب اس فائل پر میرا کوئی حق نہیں رہا — تم یہ فائل لے جاسکتے ہو۔ میں بر ملا اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تمہارے متعلق جو کچھ پڑھا تھا مجھے اس پر ایک فیصد بھی یقین نہ آیا تھا۔ لیکن اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ جو کچھ تمہارے متعلق لکھا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کافی پینے کا سکوپ بھی ختم ہو گیا" — عمران نے مسکراتے ہوتے کہا۔
"تم واقعی حیرت انگر آدمی ہو — ناقابلِ یقین حد تک حیرت انگریز" —
زاراں نے بڑاتے ہوتے کہا اور پھر کامدھے اچھاتا ہوا عمران کے سامنے
بڑا مددے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے مردوں کی طرح شکست تسلیم کر لی ہے تو یہ لو فائل کی کاپی —
یہ میری طرف سے تحفے کے طور پر رکھو" — عمران نے کمرے میں وہنچتے
ہی جیب سے کاغذ نکالے اور زاراں کی طرف بڑھا دیتے۔
"کیا — کیا مطلب — کیا تم اپنے علک سے غداری کرو گے" —
زاراں نے بڑی طرح چونکتے ہوتے کہا۔

"محبے معلوم ہے کہ رو سیاہ کو یہ فائل صرف اس لئے چاہیتے کہ وہ صرف
یہ چیک کرنا چاہتا ہے کہ پاکیشی اڈے میں شوگران نے کوئی ایسی مشینری تو
نہیں رفیض کی ہوتی جس سے ان کا آزاد قبائلی علاقے میں قائم ہونے والا
اڈہ ٹرین ہو جاتے — اس فائل میں واقعی اس مشینری کی تفصیل موجود
ہے جو شوگرانیوں نے اڈے میں رفیض کی ہوتی ہے لیکن میں تمہیں بتا
دیں کہ یہ اڈہ شوگرانیوں کا ہے — پاکیشیا کا اس سے کوئی تعلق
نہیں ہے اس لئے شوگرانی اس کی حفاظت بھی خود کر لیں گے جیس پرانی
ہمگی میں بدلنے سے کیا فائدہ ملے گا — پاکیشیا اور شوگران میں پونکہ دوستی
ہے اس لئے سیکرٹ سروس کا چیف یہ فائل تمہیں دینے کے حق میں نہ
بھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شوگرانیوں کے اس اڈے کے لئے ردیاہ سے
بگاڑا پاکیشیا کے حق میں نہ جائے گا اس لئے میں نے یہ ڈرامہ کیا ہے تاکہ
چیف بھی سلطنت سے کہ فائل تمہارے پاس نہیں گئی اور تم بھی خالی ہاتھ

والپس نہ جاؤ — آخر تم ہمارے مہمان ہو" — عمران نے مسکراتے
ہوتے کہا۔

زاراں نے جلدی سے کاغذ عمران سے بچھپٹے اور اُسے کھول کر دیکھنے کا
چند لمبیں بعد اس کی نظریں ایک کاغذ پر جنم گئیں۔ وہ غور سے اُسے پڑھتا رہا
پھر اس نے اس کے بعد کے دو کاغذ پڑھے اور پھر اس کے چہرے پر مشدید
حیرت کے تاثرات اُبھرتے چلے گئے۔

"اوہ — اوہ — یہ تو واقعی اصل فائل کی درست نقل ہے — گیا تم
واقعی یہ مجھے دے رہے ہو — لیکن دیکھو۔ اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ میں
تمہیں ڈاکٹر آنوف کا فون یا فریکیونسی بنا دوں گا تو تم مجھ سے یہ امید نہ
رکھا — میں خالی امتحنہ تو جا سکتا ہوں لیکن رو سیاہ کے خلاف ایک لفظ
بھی زبان سے نہیں نکال سکتا" — زاراں نے کہا اور عمران نہیں پڑا۔
"مجھے ضرورت ہی نہیں پوچھنے کی — سپر آن مشین ایکریمیا کے
خلاف بنا فیگتی ہے، پاکیشیا کے خلاف نہیں — اس لئے ایکریمیا
جلنے اور رو سیاہ" — عمران نے ہنسنے ہوتے کہا اور زاراں کی آنکھیں
حیرت کی شدت سے چھپی گئیں۔

"تم کس ٹاپ کے آدمی ہو — میری سمجھ میں تو تمہاری ٹاپ ہی نہیں
آئی" — زاراں نے کہا۔

"جس طرح بادشاہ کو بناتے والے بادشاہ گر کھلاتے ہیں، اس طرح مجھے
تم ٹاپ کی بجائے ٹاپسٹ ہی سمجھو" — میں تو خود ٹاپ کرتا ہوں
جس طرح کی چاہو ٹاپسٹ کراؤ" — عمران نے مسکراتے ہوتے کہا اور زاراں
بھی اس بار نہیں پڑا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

"میں سمجھ گیا۔ اسی لئے تم نے اپنے آپ کو فری لانس کہا تھا۔
بلو، اس فائل کے بد لے میں تھیں کتنی رقم چاہیتے؟" — زاراک نے کہا۔
"کتنی دے سکتے ہو؟" — یہ عمران نے سمجھتے بخوبی ہوتے ہوئے کہا۔
"جتنی تم کھو؟" — زاراک نے ہونٹ پھالتے ہوئے کہا۔
"تم خود ہی قیمت لگانے والے کی" — عمران نے انتہائی سمجھتے
لہجے میں کہا۔

"وہ لاکھ ٹالر کافی ہوں گے" — زاراک نے کہا۔

"کافی میں" — ایسا کہنا یہ رقم تم رو سیاہ کے کسی ہسپتال میں میری طرف
سے چندہ دے دینا — سنو زاراک! — مجھے صرف تمہاری اصول پسندی
پسند آگئی ہے اور میں — ورنہ اس سے بھی بڑی بڑی قیمیں میں لوگوں
میں خیرات کے طور پر بانٹ دیا کرتا ہوں — خدا حافظ — اور سنو
اب اگر تم نے یا تمہاری اسکینسی نے دوبارہ پاکیشیا میں قدم رکھا تو پھر تم
زندہ تو ایک طرف — تمہاری لاشیں جی رو سیاہ نہ پہنچ سکیں گی۔"
عمران نے کہا اور تیری سے مُڑ کر قدم اٹھانا کمرے سے باہر آگیا۔

زاراک ہاتھ میں فائل پکڑے حیرت سے بہت بنا بیٹھا عمران کو
جاتے ہوئے دیکھا رہا گیا۔

عمران نے جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا، بلیکہ زبرد احتراماً
کھڑا ہو گیا۔

"تم زاراک کی کال آنے سے پہلے چاہتے بnar ہے تھے — کیا ہوا اس
چاہتے کا — بن گئی ہے" — عمران نے اپنی مخصوص کری پر بیٹھتے
ہوتے سکرا کر کہا۔

"چاہتے تو بن جائے گی — پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے اس
زاراک کے ساتھ کیا کیا تھا" — یہ مجھے صدر نے فائل والپس کرنے کے
ساتھ ساتھ پوری تفصیل سے روپرٹ دی ہے کہ آپ نے کس طرح حیرت انگیز
طور پر اسے لیس کر دیا تھا۔ — بلیکہ زیر دفعے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں وہاں گیا تو اسی مقصد کے لئے تھا کہ اُسے فائل دے دوں تاکہ وہ
مطلب ہو کہ چلا جاتے — لیکن وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اصول پسند اور
محبت وطن آدمی ثابت ہو رہا تھا۔ اس لئے اس نے اس فائل کے بد لے میں

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

کچھ دینے سے بکسر انکار کر دیا — اب اگر میں ولیسے ہی زبردستی فائل دے آتا تو لفڑیا وہ اور رو سیاہ حکام نک میں پڑ جاتے اور اس کے ساتھ ساتھ اُسے اپنے ماشیں آرٹ کے فن پر بھی بڑا اعتماد تھا — چنانچہ میں نے ایک چھوٹا سا دراما کیا اور نتیجہ میری حسب منشا نکلا۔ اس کا زعم بھی ٹوٹ گیا اور میں نے تحفے کے طور پر اُسے فائل کی کاپی بھی دے دی۔ یہ کہہ کر مجھے اس کی اصول پسندی بے حد پسند آتی ہے اور مستعد شوگران کا ہے وہ جانے اور رو سیاہ جانتے — چنانچہ اس طرح میرا مقصد حل ہو گیا" — عمران

سے ہی پتہ چلتا ہے کہ مقابل کو کس داؤ سے ختم کیا جاسکتا ہے — صحفہ کو تو بہر حال علم نہ تھا لیکن متین تو علم ہے کہ اس کے سر کے عقبی حصے میں گھری چوڑتے آئی تھی اور یہ زخم اس قدر گھرا تھا کہ میں نے اس میں آہے بھی رکھ دیا تھا — لیکن اس زخم سے میں نے فائدہ اٹھایا ہے ورنہ شاید یہ دیواری آسانی سے بے بس نہ ہوتا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "زخم سے فائدہ — مگر آپ نے زخم پر تو ضرب نہیں لگائی تھی" — بلیک زیر و نے حیران ہو کر کہا۔

"اگر زخم پر ضرب لگا دیتا تو زاراک صاحب فو را انا للہ وحیا تے۔ اور میرا سارا پلان فیل ہو جاتا" — یہ زخم سر کے جس حصے میں تھا اس حصے کا تعلق گردن کی پیشت میں فری پچھے حرام مغز سے برآہ راست ہوتا ہے۔ زخم کی وجہ سے حرام مخز کو برآہ راست تو کوئی چوڑ نہ آئی تھی ورنہ تو زاراک ہمیشہ کے لئے اعصابی طور پر مفلوج ہو جاتا۔ لیکن اس سے وہ کمزور ضرور ہو گیا تھا اور میں نے حرام مغز کے اس حصے پر جو درمیانی دھڑکے اعصاب کو کنٹرول کرتا ہے مخصوص ضرب لگا دی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وقتی طور پر اس کا گردن سے لے کر طالگوں تک کا جسم مفلوج ہو گیا اور یہ مفلوجیت عرضی تھی زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ تک — حرام مغز کے اس حصے کی مخصوص رگ ضرب لگنے سے پچک گئی تھی کیونکہ سر کے اس حصے کے زخم کی وجہ سے اس میں مکمل طاقت موجود نہ تھی لیکن زاراک کے جسم میں موجود قدرتی طاقت کی وجہ سے ایسا صرف عرضی طور پر ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن اس سے بے بس نہیں ہو سکتا" — بلیک زیر و نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"ماشیں آرٹ صرف جسمانی حرکتوں کا نام نہیں ہے بلیک زیر و — اس میں ذہانت کا استعمال سب سے زیادہ ضروری ہوتا ہے اور ذہانت کے استعمال

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

حالانکہ میں نے صرف اس کی گردن کو جھٹکا دیا تھا تاکہ پچکی ہوئی رُگ کھینچنے کی وجہ سے کھل جلتے اور ویسے ہی ہوا۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوتے کہا تو بلیک زیر و حیرت سے آنکھیں پھاڑے بیٹھا رہ گیا۔

آپ نے میڈیکل سائنس تو پڑھی نہیں۔ لیکن آپ انسانی جسم کی ایک ایک رُگ کو ایسے جانتے ہیں جیسے آپ ساری عمر میڈیکل سائنس ہی پڑھتے رہے ہوں۔ بلیک زیر و نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تو تمہاری صحیحی رُگ بننے والے واقف ہوں۔“ عمران نے بڑے معصرم سے لہجے میں کہا اور بلیک زیر و بے اختیار قہقہہ مار کر نہیں پڑا۔

”اب تک تو میں اسے صرف محاورہ ہی سمجھتا تھا لیکن اب مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ محاورہ آپ جیسے ہی کسی صاحب کو دیکھ کر بنایا گیا ہو گا۔“ بلیک زیر و نے سہنستے ہوتے کہا اور عمران بھی نہیں پڑا۔

”یہ بات نہیں۔ میں صرف مردانہ رُگوں سے واقف ہوں۔ البتہ تنویر زمانہ رُگوں کا ماہر ہے۔ اپنا اپنا فیلڈ ہے مہارت کا۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیر و ایک بار پھر کھل کھلا کر نہیں پڑا۔

”اچھا اب ہس آزاد قبائلی علاقے میں رو سیاہی اڑ بے کے بارے میں کیا پوچھ لیں۔“ بلیک زیر و نے کہا۔

”میں یہاں آنے سے پہلے سر سلطان سے مل آیا ہوں اور انہیں میں نے ضروری تفضیلات مہیا کر دی ہیں۔ اب تک یہ تفضیلات شوگران کے اعلیٰ حکام تک پہنچ مچی گئی ہوں گی۔ ہمیں رو سیاہ کے اڑے کو تباہ کرنے کی خودرت نہیں ہے اس لئے تو میں نے تبر و سنتی فائل کا تحفہ دیا ہے زاراں کو۔ فائل پڑھنے کے بعد وہ مطمئن ہو کر اپنے اڑے کو آن کریں گے اور

اس کے آن ہوتے ہی شوگران اڑے میں موجودہ مشینزی اُسے نہ صرف انسانی سے ٹریس بھی کر لے گی بلکہ اُسے تباہ بھی کر سکے گی۔ وہاں ایسی مشینزی واقعی نسبت ہے اس لئے تو رو سیاہ اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے دیوانہ ہو رہا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوتے کہا۔

”اوہ اب سمجھا۔ تو اس طرح فائل دے کر آپ نے دراصل رو سیاہ کے اس اڑے کی تباہی کا سامان پیدا کر دیا ہے اور اسی لئے آپ نے زاراں کو زندہ والپس جانے دیا ہے۔“ بلیک زیر و نے اس طرح سر بلاتے ہوئے کہا جیسے اُسے اب بات کی سمجھد آئی ہو۔

”اسے کہتے ہیں ایک تیر سے تین شکار کرنا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تین شکار کیا مطلب۔ تیر سے تین شکار کون ہوا۔“ بلیک زیر و نے چونک کر پوچھا۔

”پُراؤ مشین کا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پُراؤ مشین کا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“ بلیک زیر و نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”پُراؤ مشین ڈاکٹر آنوف کی ایجاد ہے اور رو سیاہ نے ڈاکٹر آنوف کو اس طرح خفیہ رکھا ہوا ہے جیسے تم خفیہ بننے مولے ہو۔“ لیکن جب میں نے زاراں کو بنا یا کہ مشین خود بخود جمل کر رکھ ہو گئی ہے تو مجھے یقین تھا کہ وہ میری بات کا یقین نہ کرے گا اور ڈاکٹر آنوف سے تصدیق نہ کرے گا۔ چنانچہ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے خود بنا یا کہ اس نے ڈاکٹر آنوف سے تصدیق نہ کر لی ہے کہ جیسے ہی اس مشین کا سائنسی تجزیہ کیا

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

جلتے گا وہ خود بخود جل کر راکھ ہو جائے گی — چنانچہ میں سمجھ گیا کہ اس نے لازماً ڈاکٹر آنوف کی سپیش فریکونسی پر اس سے بات کی ہو گئی چنانچہ والیسی پر جب میں سرسلطان کے پاس گیا تو میں نے وہاں سے ڈاکٹر کال چینگ شنبے سے تصدیق کی۔ انہوں نے واقعی کال کیچ کی تھی اور اُسے ٹریس بھی کر لیا تھا — میں نے کال کا ٹیپ ٹسلہ ہے اور اس بات چیت میں یہ بات بھی سامنے آگئی ہے کہ یہ مشین بھی پہراں فارمولے ڈاکٹر آنوف جس لیبارٹری میں کام کرتا ہے اس کا ٹیپ ٹسلہ ہے اور اس کا پتہ چلا لیا ہے۔ اس لئے اب مجھے صرف آناکرنا پڑے گا کہ رو سیاہ جا کر اس ڈاکٹر آنوف سے اس پہراں مشین کا فارمولہ حاصل کرنا ہو گا اور وہ میں آسانی سے کر لونگا — اس فارمولے کی مدد سے سرداور آسانی سے ایسی مشین تیار کر لیں گے جس کی مدد سے پاکیشاپ اپنے پر جملہ آور کسی بھی علاج کا ذفاع آوت کر سکے” — عمران نے کہا اور بیک زیر دنے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کمال ہے — ایک فائل دینے سے اتنے فائدے حاصل ہوتے ہیں اب تو میرا جی چاہ رہا ہے کہ دو چار اور فائلیں بھی زاراک کو دے دوں“ —

”ابھی تو اور بھی بہت سے فائدے ہوتے ہیں — ڈائیگرنسے اس زیکو اور اس کے اڈے کو بہر حال ٹریس کر لینا ہے جہاں زاراک نے زخم میں موجود آئے کوآفات کیا تھا اور یہ مشین بھی ہمارے لئے نئی ہی ثابت ہو گی اور زیکو صاحب جو یقینیاً کے جی۔ بی کے سب سے اہم ایجنت ہوں گے وہ بھی

سامنے آجائیں گے“ — عمران نے کہا اور بیک زیر دنے زور زور سے اثبات میں سرہانا شروع کر دیا۔

”اب بھی چلتے نہیں پڑاو گے — اتنے فائدے تمہیرے بیہاں بلیجھے بھلتے مل گئے ہیں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی لا دیتا ہوں — لیں ایک بات اور — میں نے بہت سوچا ہے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ زاراک کو آخر کس طرح علم ہو گیا کہ ریکارڈر درم کہاں ہے — اور ریکارڈر درم میں موجود بیشمار الماریوں میں سے اُسے کیسے معلوم ہو گیا کہ اس کی مطلوبہ فائل اس الماری ہے جسے اس نے کام لایا اور پھر اس الماری میں سے بھی اس نے وہی فائل نکالی تھی باقی کسی فائل کو اس نے چھپرا تک نہ تھا — یہ سب کیسے ہوا؟“ — بیک زیر دنے کے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”زاراک انتہائی خطرناک ایجنت ہے — یہ تو اس کی بقدمتی سمجھو کر وہ پاکیشاپ میں شکست کھا گیا ہے۔ وہ پہل نما آنہ جسے میں انڈکٹر کہہ رہا تھا یہ سب اس کی کارستانی ہے — جدید ریکارڈر درمز میں فائلیں کمپیوٹر ارٹر صورت میں رکھی جاتی ہیں اور ان کے نمبرز بھی کمپیوٹر کے حساب سے رکھے جاتے ہیں — اس انڈکٹر میں ایسا کمپیوٹر فٹ تھا جو فائلوں کو اس کے نمبروں کے لحاظ سے ٹریس کر سکتا تھا — فائل کا نمبر زاراک کو معلوم تھا اس نے اُسے اس میں فیڈ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نہ صرف اس نے ریکارڈر درم ٹریس کیا بلکہ وہ الماری اور وہ فائل بھی ٹریس کر لی۔ ویسے اس آئے اور اس کے ساتھ اس جدید ساخت کے کٹر کو دیکھ کر میں اس نتیجے پر ہنچا ہوں کہ واقعی رو سیاہ سامنہ میں بہت آگے نکل چکا ہے“

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

عمران نے کہا۔

"اوہ — پھر تو یہ نمبر ز انتہائی خطرناک ہیں — ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا" — بلیک زیر و نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ہاں! — اب ان نمبرز کو عالمی پہلی نے کے مطابق ترتیب دینے کی بجائے اپنے انداز میں ترتیب دینا ہوگا اور اسی انداز سے کمپیوٹر میں اس کی فیڈنگ کرنا ہوگا تاکہ آئندہ صرف نمبرز کی وجہ سے کوئی فائل ٹریس نہ کی جاسکے" — عمران نے سر ملا تے ہوئے کہا۔

"میں آپ کے لئے چلتے بنالاؤں" — بلیک زیر و نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"زاراک مجھے اس فائل کے بدلتے میں دس لاکھ ڈالر دے رہا تھا تم ایک پایی چائے پر ہی طرخار ہے ہو — بڑی مہنگی پڑی ہے یہ پایی — لیکن میں کمی بہر حال پوری کر رہی لونگا۔ مجھے معلوم ہے کہ تنور کیوں صفر کے ہمنے کے باوجود وہاں سے نہ جانا چاہتا تھا۔ وہ بھی اس ضرب کی تفصیلات پوچھنا چاہتا تھا اور صدر اور کمپنی میں شکل مچھی لازماً اس کی تفصیلات جانتے کے لئے بے حصیں ہو گے — تم اُچیفیٹ ہو اس لئے تمہیں تو سب کچھ مفت بتانا بجوری ہتھی لیکن ان سے تو باقاعدہ سودے بازی ہوگی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیر و نے اپنے کمپنی کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک اور دھماکہ خیز خصوصی پیشکش

مکمل ناول

لیڈرز سیکرٹ سروس

مصنف) مظہر کلیم (ایم اے

لیڈرز سیکرٹ سروس جو ہوشیار چالاک اور نوجوان لڑکوں پر مشتمل تھی۔

لیڈرز سیکرٹ سروس اور عمران کا ایک غیر ملک میں ہنگامہ خیز تکڑا۔

لیڈرز سیکرٹ سروس کا طریقہ کار نالا تھا — بالکل منفرد اور پھر ایک ایسا الحد آیا جب عمران عورتوں میں گھر کر بے بس ہو گیا۔ بالکل بے بس۔

ایک ایسا الحد جب عمران کا دوست ملک باروں کے ذہیر پر موجود تھا۔

انہائی ہنگامہ خیز، منفرد اور دلچسپ ناول



R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
•
C
O
M

یوسف برادر ز پاک گیٹ ملتان